حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ (سورۃ البقرۃ 238)

حَيَّ عَلَى الصَّلَاة

(آؤنماز کی طرف، آؤکامیابی کی طرف)

ڈاکٹر مولانا محمد نجیب قاسمی سنبھلی

Dr.Mohammad Najeeb Qasmi

www.najeebqasmi.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حٰفِظُوۡا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الۡوُسۡطٰى وَقُوۡمُوۡا لِلّٰهِ قٰنِتِيۡنَ

(سورۃ البقرۃ:۲۳۸)

حَیَّ عَلَی الصَّلاۃَ

(آؤ نماز کی طرف، آؤ کامیابی کی طرف)

اس کتاب میں نماز کی فرضیت، اہمیت، فضیلت نیز مسائل نماز
کے متعلق تقریباً (۱۲۵) آیات اور (۲۵۰) احادیث مذکور ہیں

ڈاکٹر مولانا محمد نجیب قاسمی سنبھلی

Dr. Mohammad Najeeb Qasmi

www.najeebqasmi.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

"Hayya Alasslah"

By Dr. Maulana Mohammad Najeeb Qasmi

نام کتاب:	حی علی الصلاۃ
مصنف:	مولانا ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی
پہلا ایڈیشن:	دسمبر ۲۰۰۵ء
دوسرا ایڈیشن:	جون ۲۰۰۷ء
تیسرا ایڈیشن:	ستمبر ۲۰۱۱ء
چوتھا ایڈیشن:	مارس ۲۰۱۵ء
پانچواں ایڈیشن :	اپریل ۲۰۱۶ء

محترم جناب شاہد ظہیر صدیقی صاحب کے تعاون سے کتاب کا پانچواں ایڈیشن مفت تقسیم کرنے کے لئے شائع کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس کار خیر کو قبول فرما کر ان کے والدین (جناب ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی اور محترمہ کوثر عبدالوحید) کے لئے صدقۂ جاریہ بنائے، آمین۔

www.najeebqasmi.com
najeebqasmi@gmail.com

کتاب مفت ملنے کا پتہ

ڈاکٹر محمد مجیب، دیپا سرائے، سنبھل، یوپی، 244302

Dr. Mohammad Mujeeb, Ballah Ki Pulya

Deepa Sarai, Sambhal U.P. Pin Code: 244302

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

وَقَالَ اللّٰہُ اِنِّی مَعَکُمۡ لَئِنۡ اَقَمۡتُمُ الصَّلَاۃَ

(سورۃ المائدۃ ۱۲)

اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں

اگر تم نماز قائم رکھو گے.....سورہ المائدہ ۱۲

جُعِلَتۡ قُرَّۃُ عَیۡنِیۡ فِی الصَّلَاۃِ

(النسائی والبیھقی والحاکم ومسند احمد)

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔

حَیَّ عَلَی الصَّلاۃَ

حَیَّ عَلَی الْفَلَاح

آؤ نماز کی طرف

آؤ کامیابی کی طرف

(یعنی نماز کا اہتمام کر کے دونوں جہاں کی کامیابی حاصل کرو)

فہرست عناوین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	پیش لفظ (پانچواں ایڈیشن): محمد نجیب قاسمی سنبھلی	۹
۲	پیش لفظ (پہلا ایڈیشن): محمد نجیب قاسمی سنبھلی	۱۰
۳	تقریظ: حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب۔مہتمم دارالعلوم دیوبند	۱۲
۴	تعارف: حضرت مولانا عبدالخالق سنبھلی صاحب۔نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند	۱۳
۵	تقریظ: حضرت مولانا اسرارالحق قاسمی صاحب ۔ممبر آف پارلیمنٹ، ہند	۱۵
۶	تقریظ: پروفیسر اختر الواسع صاحب۔لسانیات کے کمشنر، وزارت اقلیتی بہبود	۱۶
۷	نماز کی فرضیت	۱۷
۸	نماز کی اہمیت	۲۲
۹	نماز کے اوقات	۳۳
۱۰	قرآن وحدیث میں فجر اور عصر نمازوں کی خصوصی تاکید	۳۷
۱۱	نمازِ فجر کی باجماعت ادائیگی میں معاون چند امور	۴۵
۱۲	نماز کی فضیلت	۴۶
۱۳	فرض نماز جماعت کے ساتھ	۵۲
۱۴	تاخیر سے مسجد پہنچنے پر اجر عظیم سے محرومی	۶۰
۱۵	مسجد کی آبادی	۷۱
۱۶	مسجد میں دوسری جماعت کا حکم	۷۷
۱۷	دو نمازوں کا اکٹھے پڑھنے کا حکم	۸۳
۱۸	خشوع وخضوع والی نماز	۹۱

۱۹	نماز میں خشوع وخضوع پیدا کرنے کا طریقہ	۹۸
۲۰	قرآن کریم میں مؤمنین کی صفات اور نماز	۱۰۳
۲۱	نماز کے تعلق سے قرآن کریم میں انبیاءِ کرام کا ذکر	۱۰۷
۲۲	حضور اکرم ﷺ کی نماز	۱۱۲
۲۳	حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کا نماز سے شغف اور تعلق	۱۲۱
۲۴	بے نمازی اور نماز میں سستی کرنے والے کا شرعی حکم	۱۲۸
۲۵	نماز کے تعلق سے ہماری کوتاہیاں اور ان کا علاج	۱۳۸
۲۶	شریعت اسلامیہ میں نماز کی قضا کا حکم	۱۴۵
۲۷	نمازِ وتر۔اہمیت، تعداد رکعات اور پڑھنے کا طریقہ	۱۵۳
۲۸	سنن ونوافل	۱۶۶
۲۹	نماز تہجد	۱۷۵
۳۰	نمازِ اشراق وچاشت	۱۷۹
۳۱	مغرب اور عشاء کے درمیان نوافل (اوابین)	۱۸۴
۳۲	تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد	۱۸۶
۳۳	جمعہ: فضائل، اہمیت، مسائل اور احکام	۱۸۸
۳۴	نماز جمعہ کا وقت ظہر کی طرح زوال آفتاب کے بعد سے	۱۹۸
۳۵	نماز جمعہ کے لئے سویرے مسجد پہونچنا	۲۰۷
۳۶	نماز اور خطبہ صرف عربی زبان میں	۲۱۰
۳۷	نمازِ تراویح کی ۲۰ رکعات سنت	۲۱۶
۳۸	نمازِ عیدین	۲۳۶

۳۹	نمازِ حاجت	۲۳۹
۴۰	نمازِ تسبیح: اہمیت، فضیلت اور پڑھنے کا طریقہ	۲۴۳
۴۱	نمازِ استخارہ	۲۴۹
۴۲	نمازِ توبہ	۲۵۱
۴۳	نمازِ استسقاء	۲۵۲
۴۴	سورج یا چاند گرہن کی نماز	۲۵۳
۴۵	نمازِ جنازہ	۲۵۵
۴۶	غائبانہ نماز جنازہ	۲۶۰
۴۷	اوقاتِ مکروھہ	۲۶۸
۴۸	نمازی کے آگے سے گزرنے کی سزا	۲۷۰
۴۹	مریض کی نماز کا حکم	۲۷۳
۵۰	مسافر کی نماز کا حکم	۲۷۵
۵۱	فوت شدہ رکعات کی ادائیگی کیسے کریں؟	۲۷۶
۵۲	امام کے پیچھے سورۃ الفاتحہ پڑھنے کا حکم	۲۷۹
۵۳	فجر کی دو رکعات سنت	۲۸۳
۵۴	تشہد میں انگلی کا اشارہ	۲۸۹
۵۵	جمعہ کے دن عید ہونے پر نماز جمعہ ادا کی جائے گی	۲۹۶
۵۶	فتنوں کے دور میں عید کی نماز کے لئے عیدگاہ جانا مناسب نہیں	۲۹۷
۵۷	بعض شبہات کا ازالہ	۳۰۲
۵۸	چند ہدایات	۳۰۶

۵۹	اذان، وضواور مسواک کے فضائل کا مختصر بیان	۳۱۱
۶۰	تکملہ (وضواور غسل کے فرائض وسنن ومستحبات ومکروہات).....	۳۱۴
۶۱	تیمّم کے فرائض اور طریقہ	۳۱۶
۶۲	پانچوں نماز کے اوقات	۳۱۶
۶۳	پانچوں نماز کی رکعات	۳۱۷
۶۴	نماز کے شرائط وفرائض وواجبات وسنن ومستحبات ومکروہات	۳۱۸
۶۵	شرائطِ نماز	۳۱۸
۶۶	فرائض وارکانِ نماز	۳۱۸
۶۷	واجباتِ نماز	۳۱۹
۶۸	نماز کی سنتیں	۳۱۹
۶۹	نماز کے مستحبات	۳۲۰
۷۰	مکروہاتِ نماز	۳۲۱
۷۱	نماز پڑھنے کا طریقہ	۳۲۲
۷۲	مصادر ومراجع	۳۲۵
۷۳	مصنف کا تعارف (پیش کردہ: محمد سلیم بن مولانا محمد شمیم قاسمی)	۳۲۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن، وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْم وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن.

پیشِ لفظ (پانچواں ایڈیشن)

اللہ کے فضل وکرم اوراس کی توفیق سے نماز کی اہمیت،فضیلت اورتاکید سے متعلق کتاب (حی علی الصلاۃ) کے اب تک چار ایڈیشن مفت تقسیم کرنے کے لئے شائع ہو چکے ہیں،اس کتاب کا آخری ایڈیشن ۱۶۸ صفحات پر مشتمل تھا،جس میں قرآن وحدیث کی روشنی میں نماز کی اہمیت اورفضیلت پر زیادہ بحث کی گئی تھی،مسائل نماز پر کم گفتگو کی گئی تھی۔مگر عمومی طور پر احباب کو مسائل نماز سے واقفیت کا زیادہ سابقہ پڑتا ہے،لہٰذا ضرورت کے پیش نظر مسائل نماز سے متعلق اب تک شائع شدہ مضامین بھی (حی علی الصلاۃ) کے پانچویں ایڈیشن میں شامل کر لئے گئے ہیں تاکہ قارئین قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریر کردہ مسائل نماز سے اچھی طرح واقف ہو کر اس اہم وبنیادی فریضہ کو صحیح طریقہ سے انجام دے سکیں،جس کی وجہ سے کتاب (حی علی الصلاۃ) اب ۳۲۸ صفحات پر مشتمل ہوگئی ہے۔مختلف فیہ مسائل میں ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے حضرت امام ابوحنیفہؒ اور علماء احناف کی قرآن وحدیث کی روشنی پر مبنی رائے کو ترجیح دی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ ہماری ساری علمی خدمات خاص کر مذکورہ کتاب (حی علی الصلاۃ) کو قبولیت ومقبولیت سے نواز کر مجھے،تین زبانوں میں دنیا کی پہلی موبائل ایپ (دین اسلام اور حج مبرور) کی تائید میں خطوط تحریر کرنے والے علماء کرام اور ہمارے دینی پروجیکٹ کے لئے کسی بھی نوعیت سے تعاون پیش کرنے والے حضرات کو دونوں جہاں کی کامیابی وکامرانی عطا فرمائے۔

آخر میں دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی دامت برکاتہم،مولانا محمد اسرارالحق قاسمی صاحب (ممبر آف پارلیمینٹ) اور پروفیسر اختر الواسع صاحب (لسانیات کے کمشنر،وزارت اقلیتی بہبود) کا خصوصی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اپنی مصروفیات کے باوجود اپنی تقریظ تحریر فرمائی۔

محمد نجیب قاسمی سنبھلی (ریاض)

۱۲ رجب المرجب ۱۴۳۷ھ = ۱۹ اپریل ۲۰۱۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ (پہلا ایڈیشن)

نماز ایمان کے بعد دین اسلام کا سب سے اہم اور بنیادی رکن ہے جس کی ادائیگی ہر عاقل و بالغ مسلمان پر فرض ہے.....۔ نماز تعالیٰ سے تعلق قائم کرنے اور اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کو مانگنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے.....۔ نماز میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے مناجات ہوتی ہے.....۔ نماز ایسا مہتم بالشان عمل اور عظیم عبادت ہے کہ اس کی فرضیت کا اعلان زمین پر نہیں بلکہ ساتوں آسمانوں کے اوپر بلند واعلیٰ مقام پر معراج کی رات ہوا۔ نیز اس کا حکم حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ نبی اکرم ﷺ تک نہیں پہنچا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرضیتِ نماز کا تحفہ بذاتِ خود اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمایا۔

نماز ہی کو اسلام اور کفر کے درمیان حدِ فاصل (فرق کرنے والی چیز) قرار دیا گیا.....۔ نماز میں غفلت اور سستی کرنے کو منافقین کا عمل بتایا گیا.....۔ نماز ضائع کرنے والے کو جہنم کی وادی: غی میں ڈالا جائے گا جہاں خون اور پیپ بہتا ہے.....۔ نماز میں سستی اور کاہلی کرنے والے کے لئے ہلاکت اور تباہی ہے.....۔ نماز کا اہتمام نہ کرنے والے کا حشر فرعون، قارون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا.....۔ اسلام میں اس شخص کا کوئی حصہ نہیں جو نماز نہ پڑھے.....۔ جو شخص فرض نماز جان کر چھوڑ دیتا ہے اللہ کا ذمہ اس سے بری ہے.....۔

لیکن انتہائی افسوس اور فکر کی بات ہے کہ مسلمانوں کی اچھی خاصی تعداد اِس اہم فریضہ سے بے پرواہ ہے۔ کچھ تو ان میں سے بالکل ہی نماز نہیں پڑھتے، کچھ جمعہ اور عیدین پر ہی اکتفا کرتے ہیں اور کچھ نماز میں کوتاہی اور سستی کرتے ہیں یعنی جب جی چاہا پڑھ لی اور جب جی چاہا نہ پڑھی۔ جو طبقہ نماز پڑھتا بھی ہے وہ عموماً جماعت کا اہتمام نہیں کرتا، نیز خشوع وخضوع اور اطمینان وسکون کے ساتھ نماز ادا نہیں کرتا حالانکہ اصل نماز وہی ہے جو اوقات کی پابندی کر کے خشوع وخضوع اور اطمینان وسکون کے ساتھ ادا کی جائے۔

مؤمنین کی نماز کے تعلق سے اِس صورتِ حال نے مجھے اس پر آمادہ کیا کہ میں نماز کی اہمیت وفضیلت کے متعلق ایک کتاب تحریر کروں۔ ویسے تو نماز کے متعلق بے شمار کتابیں موجود ہیں، لیکن میرا بنیادی مقصد قرآن وحدیث کی روشنی میں اہمیتِ نماز کو بیان کرنا ہے تاکہ لوگوں کے سامنے نماز کی اہمیت واضح ہو جائے اور ان میں

نماز پڑھنے کی رغبت پیدا ہوجائے، نیز نماز کو خشوع وخضوع اور اطمینان وسکون کے ساتھ ادا کرنے والے بن جائیں۔ چنانچہ نماز کے مسائل کو نہ بیان کرکے صرف نماز کی اہمیت وفضیلت سے متعلق تقریباً ۱۰۰ آیات اور ۲۵۰ احادیثِ صحیحہ کو مختلف ابواب کے تحت اس کتاب میں ذکر کیا ہے تاکہ تارکِ نماز اور نماز میں غفلت کرنے والا اپنے انجامِ بد پر غور وفکر کرکے بیدار ہو، اور سچے دل سے توبہ کرکے نماز کا پابند بن جائے اور نماز کی پابندی کرنے والا شخص؛ حقیقی نماز کو پہچان کر؛ خشوع وخضوع کے ساتھ نماز کا اہتمام کرنے والا بن جائے۔ اگر امت مسلمہ کا بڑا طبقہ واقعی نماز کی پابندی کرنے لگے تو قرآن کا اعلان ہے کہ انفرادی اور اجتماعی ساری برائیاں خود بخود دور ہوجائیں گی۔ سنن ونوافل کو بھی الگ الگ ابواب میں تفصیل سے ذکر کیا ہے تاکہ ہر شخص فرائض کے ساتھ سنن ونوافل کو بھی پابندی سے ادا کرنے لگے۔ کتاب کے آخر میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری کو بھی بیان کیا ہے کہ ہر شخص اپنی ذات سے نمازوں کو قائم کرکے اس بات کی فکر اور کوشش کرے کہ ہر کلمہ گو نماز کا اہتمام کرنے والا بن جائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ میری اس کوشش کو قبول فرما کر اس کتاب کو مسلمانوں کے لئے حقیقی نماز پڑھنے کا ذریعہ بنادے۔ احادیث کے انتخاب اور اس کے ترجمہ میں انتہائی احتیاط کا پہلو اختیار کیا ہے پھر بھی اگر کوئی غلطی نظر آئے تو مجھے مطلع کردیں تاکہ اگلے ایڈیشن سے قبل اس کی تصحیح کرلی جائے۔

آخر میں اُن تمام احباب کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اِس کتاب کے آغاز سے لے کر اشاعت تک کسی نہ کسی پہلو سے کتاب کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں حصہ لیا۔ بالخصوص استاذِ محترم حضرت مولانا عبد الخالق سنبھلی دامت برکاتہم کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اپنی مصروفیات کے باوجود مقدمہ تحریر فرمایا۔ نیز اللہ جل شانہ سے دعا کرتا ہوں کہ ان کی خدمات کو قبول فرما کر ان کو دونوں جہاں کی کامیابی وکامرانی عطا فرمائے۔ قارئین کرام سے بھی درخواست ہے کہ ان کے لئے اور میرے لئے دعائیں فرمائیں۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

محمد نجیب قاسمی سنبھلی

مقیم حال، ریاض، سعودی عرب

۱۸ جمادی الاولی ۱٤۲٤ھ

(Mufti) Abul Qasim Nomani
Mohtamim (VC) Darul Uloom Deoband

(مفتی) ابو القاسم نعمانی
مہتمم دار العلوم دیوبند، الہند

PIN- 247554 (U.P.) INDIA Tel: 01336-222429, Fax: 01336-222768 E-mail: info@darululoom-deoband.com

Ref. No.....

Date:.....

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

جناب مولانا محمد نجیب قاسمی سنبھلی مقیم ریاض (سعودی عرب) نے دینی معلومات اور شرعی احکام کو زیادہ سے زیادہ اہل ایمان تک پہونچانے کے لئے جدید وسائل کا استعمال شروع کرکے، دینی کام کرنے والوں کے لیے ایک اچھی مثال قائم فرمائی ہے۔

چنانچہ سعودی عرب سے شائع ہونے والے اردو اخبار (اردو نیوز) کے دینی کالم (روشنی) میں مختلف عنوانات پر ان کے مضامین مسلسل شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اور موبائل ایپ اور ویب سائٹ کے ذریعہ بھی وہ اپنا دینی پیغام زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہونچا رہے ہیں۔ ایک اچھا کام یہ ہوا ہے کہ زمانہ کی ضرورت کے تحت مولانا نے اپنے اہم اور منتخب مضامین کے ہندی اور انگریزی میں ترجمے کرادیئے ہیں، جو الیکٹرونک بک کی شکل میں جلد ہی لانچ ہونے والے ہیں۔

اور امید ہے کہ مستقبل میں یہ پرنٹ بک کی شکل میں بھی دستیاب ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ مولانا قاسمی کے علوم میں برکت عطا فرمائے اور ان کی خدمات کو قبول فرمائے۔ مزید علمی افادات کی توفیق بخشے۔

ابوالقاسم نعمانی غفرلہ
مہتمم دارالعلوم دیوبند
۱۴۳۷/۶/۳ھ

تعارف

(حضرت مولانا عبدالخالق صاحب سنبھلی۔ استاذ حدیث وعربی ادب دارالعلوم دیوبند)

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم وبعد !

ہر مؤمن جانتا ہے کہ اسلام میں نماز کا کیا مقام ہے کہ فرائض کے اندر اس کو اولین مقام حاصل ہے۔ قرآن پاک میں جگہ جگہ نماز کا حکم اور اس کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے، چنانچہ کہیں فرمایا: ﴿انّ الصّلاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَاباً مَوْقُوتاً﴾ تو کہیں فرمایا: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰاتِ وَالصَّلاةِ الْوُسْطىٰ وَقُوْمُوا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾۔ نیز کہیں فرمایا: ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِيْنَ هُمْ فِى صَلاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ﴾۔ اور حضور اکرم ﷺ نے ﴿الصّلاةُ عِمَادُ الدّيْنِ، مَنْ اَقَامَها فَقَدْ اَقَامَ الدّيْنَ، وَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ هَدَمَ الدّيْنَ﴾ فرما کر دین اسلام کے لئے نماز کو اصل اصول قرار دیا۔ حدیث بالا کی تشریح، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اِن الفاظ سے کی: (میرے نزدیک تمہارے امور میں سب سے زیادہ اہمیت نماز کی ہے۔ جس نے نماز کی پابندی کر کے اس کی حفاظت کی اس نے پورے دین کی حفاظت کی اور جس نے نماز کو ضائع کیا وہ نماز کے علاوہ دین کے دیگر ارکان کو زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا)۔ اس تشریح سے نماز کا اصل اصول، عظیم عبادت اور مہتم بالشان عمل ہونا روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے۔

ملت اسلامیہ کے سامنے علماء کرام قرآن وحدیث کی روشنی میں راستی کی راہ دکھاتے رہتے ہیں اور ہر شعبہ زندگی سے متعلق قرآن پاک کی تعلیمات اور اسوۂ رسول ﷺ پیش کرتے رہتے ہیں۔ بحمد اللہ پیاسی ملت کو زمزم اسلام کے جام فراہم ہوتے رہتے ہیں۔ دینی وتعلیمی کتب کی شکل میں بھی خاصا مواد

برابر فراہم ہورہا ہے جس سے نئی نسل تشنگی کو دور کرتی رہتی ہے اور جن مقامات پر علماء دین نہیں ہیں یا ان کو ملت اسلامیہ کا درد نہیں ہے تو وہاں لوگ تاریکی میں رہتے ہیں اور ارکان دین کی درستی کا حق ادا نہیں ہوتا جبکہ احکام سے بھی غافل رہتے ہیں۔

نماز کی اہمیت اور فضیلت سے متعلق عزیز مکرم مولانا محمد نجیب قاسمی سنبھلی سلمہ نے بھی یہ مجموعہ....(حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃ) تیار کیا ہے۔تقریبا ۱۰۰ آیات اور ۲۵۰ احادیث رسول ﷺ سے اپنے موضوع کو مزین کیا ہے۔مؤلف موصوف دارالعلوم دیوبند کے نوجوان فاضل ہیں۔مادر علمی دارالعلوم دیوبند میں اساتذہ کے لئے مرکز توجہ رہے۔علمی خانوادہ کے چشم و چراغ ہیں۔ان کے جد امجد حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب سنبھلی رحمہ اللہ بھی کئی بڑے اداروں میں شیخ الحدیث کے عہدے پر فائز رہے ہیں۔ مصنف بھی بحمد اللہ محنتی اور باصلاحیت ہیں۔دیار حبیب ﷺ (حجاز مقدس) میں مقیم ہیں۔دینی جذبہ ان میں شروع ہی سے کارفرما ہے۔اب ان کی صلاحیتیں سامنے آرہی ہیں اور اپنے قلمی سفر کا آغاز موصوف نے دین کے اہم رکن نماز کے موضوع سے کیا ہے۔بہت صاف ستھرا انداز ہے کہ جس کو خاص وعام یکساں طور پر سمجھ لیں۔کتاب میں تیس سے زیادہ ابواب ہیں۔ترتیب عمدہ ہے اور نماز کی اہمیت اور فضیلت سے متعلق تمام ضروری چیزیں آگئی ہیں اور مدلل کرکے ہر بات کو پیش کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید قوی ہے کہ موصوف کی یہ مخلصانہ کاوش قدر کی نگاہ سے دیکھی جائیگی اور اس کو قبولیت عامہ حاصل ہوگی۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے افادہ کو عام وتام فرمائے اور آئندہ عزیز مؤلف سلمہ کو مزید علمی خدمات کی توفیق ارزانی فرمائے۔آمین یارب العالمین۔

خیرخواہ :

عبدالخالق سنبھلی

استاذ دارالعلوم دیوبند (الہند)

Mohammad Asrarul Haque
Member of Parliament
(Lok Sabha)
15, South Avenue, New Delhi 110011
Ph.: 011-23780340 Telefax: 011-23766514
Email: mahaqasmi@gmail.com

Ref. No. MP/LS/ASR/2016

Date 19/03/2016

تاثرات

عصر حاضر میں دینی تعلیمات کو جدید آلات ووسائل کے ذریعہ عوام الناس تک پہنچانا وقت کا اہم تقاضہ ہے، اللہ کا شکر ہے کہ بعض دینی، معاشرتی اور اصلاحی فکر رکھنے والے حضرات نے اس سمت میں کام کرنا شروع کردیا ہے، جس کے سبب آج انٹرنیٹ پر دین کے تعلق سے کافی مواد موجود ہے۔ اگر چہ اس میدان میں زیادہ تر مغربی ممالک کے مسلمان سرگرم ہیں لیکن اب ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے مشرقی ممالک کے علماء وداعیان اسلام بھی اس طرف متوجہ ہورہے ہیں جن میں عزیزم ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی صاحب کا نام سرفہرست ہے۔ وہ انٹرنیٹ پر بہت سا دینی مواد ڈال چکے ہیں، باضابطہ طور پر ایک اسلامی واصلاحی ویب سائٹ بھی چلاتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی کا قلم رواں دواں ہے۔ وہ اب تک مختلف اہم موضوعات پر سینکڑوں مضامین اور کئی کتابیں لکھ چکے ہیں۔ ان کے مضامین پوری دنیا میں بڑی دلچسپی کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں۔ وہ جدید ٹکنالوجی سے بخوبی واقف ہونے کی وجہ سے اپنے مضامین اور کتابوں کو بہت جلد دنیا بھر میں ایسے ایسے لوگوں تک پہنچادیتے ہیں جن تک رسائی آسان کام نہیں ہے۔ موصوف کی شخصیت علوم دینی کے ساتھ علوم عصری سے بھی آراستہ ہے۔ وہ ایک طرف عالم دین ہیں، تو دوسری طرف ڈاکٹر ومحقق بھی اور کئی زبانوں میں مہارت بھی رکھتے ہیں اور اس پر مستزاد یہ کہ وہ فعال ومتحرک نوجوان ہیں۔ جس طرح وہ اردو، ہندی، انگریزی اور عربی میں دینی واصلاحی مضامین اور کتابیں لکھ کر عوام کے سامنے لارہے ہیں، وہ اس کے لئے تحسین اور مبارک باد کے مستحق ہیں۔ ان کی شب وروز کی مصروفیات وجدوجہد کو دیکھتے ہوئے ان سے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ وہ مستقبل میں بھی اسی مستعدی کے ساتھ مذکورہ تمام کاموں کو جاری رکھیں گے۔ میں دعا گو ہوں کہ باری تعالیٰ ان سے مزید دینی، اصلاحی اور علمی کام لے اور وہ اکابرین کے نقش قدم پر گامزن رہیں۔ آمین!

مخلص

(مولانا) محمد اسرار الحق قاسمی
ایم.پی. لوک سبھا (انڈیا)
وصدر آل انڈیا تعلیمی وملی فاؤنڈیشن، نئی دہلی
Email:asrarulhaqqasmi@gmail.com

प्रो. अख़्तरूल वासे
आयुक्त
PROF. AKHTARUL WASEY
Commissioner

सत्यमेव जयते

भाषाजात अल्पसंख्यकों के आयुक्त
अल्पसंख्यक कार्य मंत्रालय
भारत सरकार
Commissioner for Linguistic Minorities in India
Ministry of Minority Affairs
Government of India

تقریظ

اطلاعاتی انقلاب برپا ہونے کے بعد جس طرح ہر قسم کی معلومات انٹرنیٹ کے ذریعہ آنکھوں کی دو پتلیوں میں سما گئی ہیں۔ اس نے ''گاگر میں ساگر'' اور ''کوزے میں دریا'' کے تخیلاتی تصورات کو نہ صرف حقیقت بنا دیا ہے بلکہ ان پر ہمارا انحصار روز بروز ناگزیر ہوتا جا رہا ہے۔ گوگل (Google) ہو یا وکی پیڈیا (Wikipaedia) یا پھر دوسری سوشل سائٹس انہوں نے ترسیل و ابلاغ کو وہ ہمہ جہت رخ اور رفتار کی تیزی عطا کی ہے کہ فراق و فصل کے تمام تصورات بے معنی ہو کر رہ گئے ہیں۔ لیکن اس اطلاعاتی انقلاب نے ایک پیچیدہ مسئلہ یہ پیدا کر دیا ہے کہ اطلاعات رسانی اور خبروں تک رسائی میں حقائق سے گریز یا ان کو مسخ کرنے کا چلن بھی اس طرح شامل ہو گیا ہے اور اس سچائی کو اسلام اور مسلمانوں سے بہتر کون جانتا ہے۔ دوسرا سنگین مسئلہ یہ ہے کہ باخبر ہونے اور معلومات حاصل کرنے کے لئے اب مطالعہ کی عادت لوگوں میں خاصی کم ہوتی جا رہی ہے۔ کیونکہ موبائیل کے روپ میں دنیا ان کی مٹھی میں سمائی رہتی ہے اور وہ سب کچھ اسی کے ذریعہ جاننا چاہتے ہیں۔ اس چیلینج اور مسئلے کے حل کے لئے ضروری ہے کہ ہم غلط بیانیوں اور حقائق کو دنیا پر آشکار کرنے کے لئے اور اپنے ہم مذہبوں خاص طور پر نئی نسل کو صحیح معلومات فراہم کرنے، انہیں رہنمائی دینے اور ان کے شعور میں بالیدگی اور پختگی لانے کے لئے اس اطلاعاتی انقلاب کے جتنے بھی وسائل و ذرائع ہیں ان کا بھرپور استعمال کریں۔

مجھے خوشی ہے کہ ہمارے ایک موقر اور معتبر عالم حضرت دین مولانا محمد نجیب قاسمی نے جواز ہر ہند دارالعلوم دیوبند کے قابل فخر ابنائے قدیم میں سے ہیں اور عرصہ سے مملکت سعودی عرب کی راجدھانی ریاض میں برسر کار ہیں، انہوں نے اس ضرورت کو بخوبی سمجھا اور دنیا کی پہلی اسلامی موبائیل ایپ ''دین اسلام'' اور ''حج مبرور'' اردو، انگریزی اور ہندی میں تیار کیا تھا اور اب وقت گزرنے کے ساتھ نئے سوالات کی روشنی اور علمی ضرورتوں کے تحت نئے مضامین اور نئے بیانات شامل کر کے ایک دفعہ پھر نئے انداز کے ساتھ پیش کرنے جا رہے ہیں۔ مزید برآں زندگی کے مختلف پہلوؤں پر دین کے حوالہ سے دو سو مضامین کے الیکٹرونک ایڈیشن کو بھی منظر عام پر لایا جا رہا ہے۔ مجھے وقتاً فوقتاً محترم مولانا محمد نجیب قاسمی صاحب کے مقالے، الیکٹرانک مضامین اور علمی فتوحات سے استفادہ کرنے کا موقعہ ملتا رہا ہے۔ مجھے ان کے متوازن، اعتدال پسند اور عالمانہ انداز تحریر نے ہمیشہ متاثر کیا۔ میں مولانا نجیب قاسمی کی خدمت میں ہدیۂ تبریک و تشکر پیش کرتا ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ان کی عمر میں درازی، علم میں اضافہ اور قلم میں مزید پختگی عطا فرمائے۔ کیونکہ:

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

(پروفیسر اختر الواسع)
سابق ڈائریکٹر: ذاکر حسین انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز
سابق صدر: شعبہ اسلامک اسٹڈیز جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی
سابق وائس چیرمین: اردو اکادمی، دہلی

14/11, जाम नगर हाउस, शाहजहाँ रोड, नई दिल्ली–110011
14/11, Jam Nagar House, Shahjahan Road, New Delhi-110011
Tel: (O) 011-23072651-52 Email: wasey27@gmail.com Website: www.nclm.nic.in

نماز کی فرضیت

اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کے بعد سب سے پہلا اور اہم فریضہ نماز ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر مسلمان پر عائد کیا گیا ہے، خواہ مرد ہو یا عورت، غریب ہو یا مالدار، صحت مند ہو یا بیمار، طاقت ور ہو یا کمزور، بوڑھا ہو یا نوجوان، مسافر ہو یا مقیم، بادشاہ ہو یا غلام، حالت امن ہو یا حالت خوف، خوشی ہو یا غم، گرمی ہو یا سردی، حتی کہ جہاد وقتال کے عین موقعہ پر میدانِ جنگ میں بھی یہ فرض معاف نہیں ہوتا ہے۔ قرآن وحدیث میں اس اہم اور بنیادی فریضہ کو کثرت سے بیان کیا گیا ہے۔ صرف قرآنِ پاک میں تقریباً سات سو مرتبہ، کہیں اشارۃً اور کہیں صراحۃً مختلف عنوانات سے نماز کا ذکر ملتا ہے۔ یہاں صرف چند آیات اور بعض احادیث شریفہ ذکر کی جارہی ہیں:

آیاتِ قرآنیہ:

☆ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (سورۃ النساء:۱۰۳) یقیناً نماز مؤمنوں پر مقررہ وقتوں پر فرض ہے۔

☆ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ (سورۃ البقرۃ:۴۳) اور نمازوں کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

☆ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (سورۃ النور:۵۶) نماز کی پابندی کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

☆ حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ (سورۃ البقرۃ: ۲۳۸) نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص درمیان والی نماز (یعنی عصر) کی۔ اور اللہ تعالیٰ کے سامنے ادب سے کھڑے رہو۔

☆ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ

مَشْهُوْدًا (سورۃ بنی اسرائیل:۷۸) نماز کو قائم کرو آفتاب کے ڈھلنے سے لیکر رات کی تاریکی تک اور فجر کا قرآن پڑھنا بھی۔ یقیناً فجر کا قرآن پڑھنا حاضر کیا گیا ہے (یعنی اس وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں)۔

دُلُوكِ الشَّمس: سے ظہر اور عصر کی نمازیں اور غَسَقِ اللَّيلِ: سے مغرب اور عشاء کی نمازیں مراد ہیں۔ قُرْآنَ الْفَجْرِ: سے فجر کی نماز مراد ہے۔

☆ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ (سورۃ ہود: ۱۱۴) دن کے دونوں سروں میں نماز قائم رکھ اور رات کے کچھ حصہ میں بھی۔ یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔

احادیثِ نبویہ:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلَاةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ (صحيح البخارى ـ كتاب الايمان ـ قول النبى ﷺ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر قائم کی گئی ہے۔ لا إله إلا الله محمد رسول الله کی گواہی دینا (یعنی اس حقیقت کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں)، نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، حج ادا کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: اِنَّكَ تَاْتِيْ قَوْماً مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ فَادْعُهُمْ اِلَى شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ

اللّٰہِ، فَاِنْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اِفْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِیْ كُلِّ يَوْمٍ وَّ لَيْلَةٍ.... (صحيح البخاری ـ وجوب الزكاة / وصحيح مسلم ـ الدعاء الی الشهادتين..)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن بھیجا تو ارشاد فرمایا: تم ایسے لوگوں کے پاس جارہے ہو جو اہل کتاب ہیں، لہذا سب سے پہلے ان کو اس بات کی دعوت دینا کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ جب اس بات کو مان لیں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے روزانہ پانچ نمازیں ان پر (ہر مسلمان پر) فرض کی ہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُما قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی يَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وَاَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَائَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ... (صحيح البخاری ـ باب فان تابو اقاموالصلاة / وصحيح مسلم ـ باب الامر بقتال الناس حتی.....)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جہاد کروں یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نمازوں کو قائم کریں، اور زکاۃ ادا کریں۔ جب وہ ایسا کرلیں گے تو انکی جان و مال مجھ سے محفوظ ہوجائے گا اِلّا یہ کہ کسی اسلامی حکم کی رؤ جان و مال زد میں آئے۔ اور ان کے اعمال کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فِی

الْمَسْجِدِ، دَخَلَ رَجُلٌ عَلَى جَمَلٍ فَأَنَاخَهُ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ عَقَلَهُ، ثُمَّ قَالَ لَهُمْ: أَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ؟ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئٌ بَيْنَ ظَهْرَانِيهِمْ، فَقُلْنَا: هٰذَا الرَّجُلُ الْأَبْيَضُ الْمُتَّكِئُ. فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ ابْنَ عَبْدِالْمُطَّلِبِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ: قَدْ اَجَبْتُكَ فَقَالَ الرَّجُلُ لِلنَّبِيِّ: اِنِّيْ سَآئِلُكَ فَمُشَدِّدٌ عَلَيْكَ فِي الْمَسْأَلَةِ، فَلَا تَجِدْ عَلَيَّ فِيْ نَفْسِكَ. فَقَالَ: سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ فَقَالَ: اَسْأَلُكَ بِرَبِّكَ وَرَبِّ مَنْ قَبْلِكَ، آللّٰهُ اَرْسَلَكَ اِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ؟ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ. فَقَالَ: اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ، آللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ نُصَلِّيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ؟ قَالَ: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ (صحیح البخاری ۔ باب ما جاء فی العلم وقوله تعالیٰ وقُل رب زدنی علماً)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے تھے۔ ایک شخص اونٹ پر سوار ہوکر آیا، اونٹ کو مسجد میں بٹھا کر باندھ دیا پھر کہنے لگا تم میں محمد کون ہیں؟ حضور اکرم ﷺ صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے۔ ہم نے کہا یہ صاحب جو گوری رنگت والے اور ٹیک لگائے ہوئے ہیں یہی حضور ہیں۔ اس شخص نے حضور ﷺ سے کہا آپ ہی عبد المطلب کے فرزند ہیں۔ حضور نے فرمایا ہاں، پھر اس شخص نے حضور سے کہا کہ میں آپ سے کچھ سوالات کرونگا اور سوالات میں روکھا پن ہوگا آپ میری بات کا برا نہ مانئے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو چاہو معلوم کرو۔ وہ شخص کہنے لگا میں آپ کے اور آپ سے پہلے لوگوں کے پروردگار کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ پھر اس شخص نے کہا میں آپ کو اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہم روزانہ پانچ نمازیں پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔.....

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالَكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ فُرِضَتْ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ لَیْلَةَ اَسْرٰی بِهٖ خَمْسِیْنَ ثُمَّ نَقَصَتْ حَتّٰی جُعِلَتْ خَمْساً ثُمَّ نُوْدِیَ یَا مُحَمَّدُ! اِنَّهٗ لَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَاِنَّ لَكَ بِهٰذَهِ الْخَمْسِ خَمْسِیْنَ (الترمذی ۔ باب ما جاء کم فرض الله علی عباده من الصلوات)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شب معراج میں نبی اکرم ﷺ پر پچاس نمازیں فرض ہوئیں، پھر کم ہوتے ہوتے پانچ رہ گئیں۔ آخر میں (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) اعلان کیا گیا۔ اے محمد! میرے ہاں بات بدلی نہیں جاتی، لہذا پانچ نمازوں کے بدلے پچاس ہی کا ثواب ملے گا۔

﴿وضاحت﴾ صرف نماز ہی دین اسلام کا ایک ایسا عظیم رُکن ہے جس کی فرضیت کا اعلان زمین پر نہیں بلکہ ساتوں آسمانوں کے اوپر بلند و اعلیٰ مقام پر معراج کی رات ہوا۔ نیز اس کا حکم حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ نبی اکرم ﷺ تک نہیں پہنچا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرضیتِ نماز کا تحفہ بذاتِ خود اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمایا۔

قَالَتْ عَائِشَةُ اُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلَاةَ حِیْنَ فَرَضَهَا رَكْعَتَیْنِ رَكْعَتَیْنِ فِی الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، فَاُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ وَزِیْدَ فِیْ صَلَاةِ الْحَضَرِ (صحیح البخاری ۔ کتاب الصلاة ۔ باب کیف فرضت الصلاة فی الاسراء / مسلم ۔ باب صلاة المسافرین و قصرها)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ شروع میں اللہ تعالیٰ نے نمازیں، سفر و حضر دونوں حالتوں میں دو دو رکعت ہی فرض کی تھیں، اس کے بعد حالت سفر میں نماز پہلی حالت پر باقی رکھی گئی (یعنی دو دو رکعت) اور حضر کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا (یعنی ظہر، عصر اور عشاء میں چار چار رکعت)۔

نماز کی اھمیت

نماز ایمان کے بعد اسلام کا اہم ترین رکن ہے۔ قرآنِ کریم اور احادیث نبویہ میں نماز کی اہمیت وفضیلت کو کثرت سے ذکر کیا گیا ہے جن میں نماز کو قائم کرنے پر بڑے بڑے وعدے اور نماز کو ضائع کرنے پر سنگین وعیدیں وارد ہوئیں ہیں۔ یہاں بعض آیات واحادیث شریفہ کا ذکر کیا جارہا ہے۔

آیاتِ قرآنیہ:

☆ اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ (سورۃ العنکبوت:۴۵) جو کتاب آپ پر وحی کی گئی ہے اسے پڑھئے اور نماز قائم کیجئے، یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔

﴿وضاحت﴾ نماز میں اللہ تعالیٰ نے یہ خاصیت وتأثیر رکھی ہے کہ وہ نمازی کو گناہوں اور برائیوں سے روک دیتی ہے مگر ضروری ہے کہ خاص مدت تک اس پر پابندی سے عمل کیا جائے اور نماز کو اُن شرائط وآداب کے ساتھ پڑھا جائے جو نماز کی قبولیت کے لئے ضروری ہیں، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ فلاں شخص راتوں کو نماز پڑھتا ہے مگر دن میں چوری کرتا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اُس کی نماز عنقریب اُس کو اِس برے کام سے روک دے گی۔ (مسند احمد، صحیح ابن حبان، بزاز)

☆ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (سورۃ البقرۃ:۱۵۳) اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعہ مدد چاہو، بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

☆ وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ وَاِنَّھَا لَکَبِیْرَۃٌ اِلَّا عَلَی الْخٰشِعِیْنَ (سورۃ البقرۃ:۴۵) صبر اور نماز کے ذریعہ مدد طلب کرو، یہ چیز شاق وبھاری ہے مگر (اللہ کا) ڈر رکھنے والوں پر (آسان ہے)۔

﴿وضاحت﴾ جب بھی کوئی پریشانی یا مصیبت سامنے آئے تو مسلمان کو چاہئے کہ وہ اُس پر صبر کرے اور نماز کا خاص اہتمام کر کے اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرے۔ حضور اکرم ﷺ بھی ہر پریشانی کے وقت نماز کی طرف متوجہ ہوتے تھے جیسا کہ حدیث میں ہے: حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کو جب بھی کوئی اہم معاملہ پیش آتا، آپ فوراً نماز کا اہتمام فرماتے۔ (ابوداود ومسند احمد)

نبی اکرم ﷺ پانچ فرض نمازوں کے علاوہ نمازِ تہجد، نمازِ اشراق، نمازِ چاشت، تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد کا بھی اہتمام فرماتے۔ اور پھر خاص خاص مواقع پر اپنے رب کے حضور توبہ واستغفار کے لئے نماز ہی کو ذریعہ بناتے۔ سورج گرہن یا چاند گرہن ہوتا تو مسجد تشریف لے جاتے۔ آندھی حتی کہ تیز ہوا بھی چلتی تو مسجد تشریف لے جا کر نماز میں مشغول ہو جاتے۔ فاقے کی نوبت آتی یا کوئی دوسری پریشانی یا تکلیف پہنچتی تو مسجد تشریف لے جاتے۔ سفر سے واپسی ہوتی تو پہلے مسجد تشریف لے جا کر نماز ادا کرتے۔ اس لئے ہمیں بھی چاہئے کہ نمازوں کا خاص اہتمام کریں۔ اور اگر کوئی پریشانی یا مصیبت آئے تو نمازیں ادا کر کے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔

☆ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مَعَكُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَیْتُمُ الزَّكٰوةَ (سورۃ المائدۃ:۱۲) اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز قائم رکھو گے اور زکاۃ دیتے رہو گے۔

﴿وضاحت﴾ یعنی نمازوں کی پابندی کرنے سے بندہ اللہ تعالیٰ کے بہت زیادہ قریب ہو جاتا ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بندہ کو اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ قرب سجدے کی حالت میں حاصل ہوتا ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ کے احکام کو بجالانے، خاص کر نماز کا اہتمام کرنے سے اللہ تعالیٰ بندے کے ساتھ ہو جاتا ہے۔

احادیث نبویہ:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ اَوَّلَ مَا

يُـحَـاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةَ مِنْ عَمَلِهٖ صَلَاتُهٗ، فَاِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ اَفْلَحَ وَاَنْجَحَ، وَاِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ... (الترمذی ـ باب ما جاء ان اول ما یحاسب به العبد...، ورواہ ابن ماجه والنسائی وابوداود واحمد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن آدمی کے اعمال میں سب سے پہلے فرض نماز کا حساب لیا جائے گا۔ اگر نماز درست ہوئی تو وہ کامیاب وکامران ہوگا، اور اگر نماز درست نہ ہوئی تو وہ ناکام اور خسارہ میں ہوگا۔

عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰـهِ بْـنِ قُـرْطٍ رَضِـیَ الـلّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَوَّلُ مَا يُـحَـاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الصَّلَاةُ، فَاِنْ صَلُحَتْ صَلُحَ سَائِرُ عَمَلِهٖ، وَاِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ سَائِرُ عَمَلِهٖ (رواہ الطبرانی فی الاوسط ـ الترغیب والترهیب ـ الترهیب فی الصلوات الخمس والمحافظة علیها)

حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا۔ اگر نماز اچھی ہوئی تو باقی اعمال بھی اچھے ہوں گے، اور اگر نماز خراب ہوئی تو باقی اعمال بھی خراب ہوں گے۔

عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰـهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: اَیُّ الْعَمَلِ اَحَـبُّ اِلَـی الـلّٰهِ؟ قَالَ: اَلصَّلَاةُ عَلٰی وَقْتِهَا۔ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ: بِرُّ الْوَالِدَیْنِ۔ قُلْتُ ثُـمَّ اَیٌّ؟ قَـالَ: اَلْـجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ. (البـخـاری ـ بـاب فضل الصلاة لوقتها/ ومسلم ـ بیان کون الایمان باللّٰهِ افضل الاعمال)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اللہ کو کونسا عمل زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں میں نے کہا کہ اس کے بعد کونسا عمل اللہ کو زیادہ پسند ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: والدین کی فرمانبرداری۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا کہ اس کے بعد کونسا عمل اللہ کو زیادہ محبوب ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا۔

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اَلَا تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ فَرَدَّدَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقَدَّمْنَا اَيْدِيْنَا فَبَايَعْنَاهُ، فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! قَدْ بَايَعْنَاكَ فَعَلَامَ؟ قَالَ: عَلٰى اَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئاً وَالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ ـ وَاَسَرَّ كَلِمَةً خَفِيْفَةً ـ اَنْ لَا تَسْأَلُوْا النَّاسَ شَيْئاً (النسائی ـ باب البيعة على الصلوات الخمس/ ورواه ابن ماجه وأبو داود وهذا لفظ النسائی)

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے رسول سے بیعت نہیں کرتے؟ آپ ﷺ نے تین مرتبہ اسکو کہا، تو ہم نے اپنے ہاتھ بیعت کے لئے بڑھادئے اور بیعت کی۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے کس چیز پر بیعت کی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: صرف اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اور نمازوں کی پابندی کرو۔ اس کے بعد آہستہ آواز میں کہا: لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کرو۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ ذَكَرَ الصَّلَاةَ يَوْماً فَقَالَ: مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُوراً وَّ بُرْهَاناً وَّنَجَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ لَّمْ

يُحَافِظُ عَلَيْهَا لَمْ يَكُنْ لَّهُ نُوْرٌ وَّلَا بُرْهَانٌ وَّلَا نَجَاةٌ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ فِرْعَوْنَ وقَارُوْنَ وهَامَانَ وَاُبَيِّ ابْنِ خَلَفٍ (صحيح ابن حبان ـ ذكر الزجر عن ترك المرء المحافظة على الصلوات/ ورواه الطبرانی والبيهقی واحمد)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی اکرم ﷺ نے نماز کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: جو شخص نماز کا اہتمام کرتا ہے تو نماز اس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگی، اس (کے پورے ایماندار ہونے) کی دلیل ہوگی اور قیامت کے دن عذاب سے بچنے کا ذریعہ ہوگی۔ اور جو شخص نماز کا اہتمام نہیں کرتا اس کے لئے قیامت کے دن نہ نور ہوگا، نہ اس (کے پورے ایماندار ہونے) کی کوئی دلیل ہوگی، نہ عذاب سے بچنے کا کوئی ذریعہ ہوگا۔ اور وہ قیامت کے دن فرعون، قارون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

﴿وضاحت﴾ علامہ ابن قیمؒ نے (كتاب الصلاة) میں ذکر کیا ہے کہ ان کے ساتھ حشر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اکثر ان ہی باتوں کی وجہ سے نماز میں سستی ہوتی ہے جو ان لوگوں میں پائی جاتی تھیں۔ پس اگر اسکی وجہ مال و دولت کی کثرت ہے تو قارون کے ساتھ حشر ہوگا اور اگر حکومت و سلطنت ہے تو فرعون کے ساتھ اور وزارت (یا ملازمت) ہے تو ہامان کے ساتھ اور تجارت ہے تو ابی بن خلف کے ساتھ حشر ہوگا۔

جو لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہنے کے باوجود بالکل نماز ہی نہیں پڑھتے یا کبھی کبھی پڑھ لیتے ہیں، وہ غور کریں کہ ان کا انجام کیا ہوگا۔ یا اللہ! اس انجامِ بد سے ہماری حفاظت فرما۔

عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِیْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:.....

وَالصَّلَاةُ نُوْرٌ وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِيَآءٌ وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَّكَ اَوْ عَلَيْكَ ..

(صحيح مسلم ـ كتاب الطهارة ـ باب فضل الوضوء)

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نماز نور ہے، صدقہ دلیل ہے، صبر کرنا روشنی ہے اور قرآن تمہارے حق میں دلیل ہے یا تمہارے خلاف دلیل ہے (یعنی اگر اس کی تلاوت کی اور اس پر عمل کیا تو یہ تمہاری نجات کا ذریعہ ہوگا ورنہ تمہاری پکڑ کا ذریعہ ہوگا)۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ سَفَرٍ فَأَصْبَحْتُ یَوْماً قَرِیْباً مِّنْہُ وَنَحْنُ نَسِیْرُ فَقُلْتُ یَا نَبِیَ اللّٰہِ ﷺ! اَخْبِرْنِیْ بِعَمَلٍ یُدْخِلُنِی الْجَنَّۃَ وَیُبَاعِدُنِیْ عَنِ النَّارِ، قَالَ لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْ عَظِیْمٍ وَاَنَّہُ لَیَسِیْرٌ عَلٰی مَنْ یَّسَّرَہُ اللّٰہُ عَلَیْہِ، تَعْبُدُ اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُ بِہٖ شَیْئاً وَتُقِیْمُ الصَّلَاۃَ وَتُؤْتِیْ الزَّکٰوۃَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَیْتَ..... ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِرَأْسِ الْاَمْرِ وَعَمُوْدِہٖ وَذِرْوَۃِ سَنَامِہٖ۔ فَقُلْتُ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! قَالَ: رَأْسُ الْاَمْرِ الْاِسْلَامُ وَعَمُوْدُہُ الصَّلَاۃُ وَذِرْوَۃُ سَنَامِہِ الْجِھَادِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ... (ابن ماجه ـ باب كف اللسان فى الفتنة / والترمذى ـ باب ما جاء فى حرمة الصلاة ورواه احمد فى مسنده)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا۔ ایک دن میں آپ ﷺ کے قریب تھا، ہم سب چل رہے تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے پیغمبر! آپ مجھے ایسا

عمل بتادیجئے جسکی بدولت میں جنت میں داخل ہوجاؤں اور جہنم سے دور ہوجاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے بڑی بات پوچھی ہے۔ لیکن اللہ جس کے لئے آسان کردے اس کے لئے آسان ہے۔ اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، نماز قائم کرو، زکاۃ دو، رمضان کے روزے رکھو اور اللہ کے گھر کا حج کرو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں اس معاملہ کی اصل، اس کا ستون اور اسکی عظمت نہ بتادوں؟ میں نے کہا ضرور۔ آپ ﷺ نے فرمایا: معاملہ کی اصل اسلام ہے، اس کا ستون نماز ہے اور اس کی عظمت اللہ کی راہ میں جہاد ہے۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللّٰہ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: خَمْسُ صَلَوَاتٍ کَتَبَهُنَّ اللّٰہُ عَلَی الْعِبَادِ، فَمَنْ جاءَ بِهِنَّ وَلَمْ یُضَیِّعْ مِنْهُنَّ شَیْئاً اِسْتِخْفَافاً بِحَقِّهِنَّ، کَانَ لَهُ عِنْدَ اللّٰہِ عَهْدٌ اَنْ یُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَمَنْ لَمْ یَأْتِ بِهِنَّ فَلَیْسَ لَهُ عِنْدَ اللّٰہ عَهْدٌ اِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَاِنْ شَاءَ اَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ۔ وَفِیْ رِوَایَةٍ اُخْرٰی خَمْسُ صَلَوَاتٍ اِفْتَرَضَهُنَّ اللّٰہُ عَلَی عِبَادِهِ فَمَنْ جَاءَ بِهِنَّ لَمْ یَنْتَقِصْ مِنْهُنَّ شَیْئاً اِسْتِخْفَافاً بِحَقِّهِنَّ فَاِنَّ اللّٰہَ جَاعَلَ لَهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ عَهْداً اَنْ یُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَمَنْ جَاءَ بِهِنَّ قَدْ انْتَقَصَ مِنْهُنَّ شَیْئاً اِسْتِخْفَافاً بِحِقِّهِنَّ، لَمْ یَکُنْ لَّهُ عِنْدَاللّٰہِ عَهْدٌ اِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَاِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ۔ (موطا مالك ۔ باب الامر بالوتر / ابن ماجه ۔ باب ما جاء فی فرض الصلوات الخمس والمحافظة علیها ورواه ابو داود واحمد)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ نے بندوں پر پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں، جو اِن نمازوں کو اس طرح لے کر آئے کہ ان میں لاپرواہی سے کسی قسم کی کوتاہی نہ کرے تو حق تعالیٰ شانہ کا عہد ہے کہ اس کو جنت میں

ضرور داخل فرمائیں گے۔اور جو شخص ایسا نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کا کوئی عہد اس سے نہیں، چاہے اس کو عذاب دیں چاہے جنت میں داخل کردیں۔ایک دوسری حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں، جو اِن نمازوں کو (قیامت کے دن) اس طرح لے کر آئے کہ ان میں لاپرواہی سے کسی قسم کی کوتاہی نہ کی ہو تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس بندے سے عہد کر کے اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے اور جو اِن نمازوں کو اس طرح لے کر آئے کہ ان میں لاپرواہیوں سے کوتاہیاں کی ہیں تو اللہ کا اس سے کوئی عہد نہیں چاہے اس کو عذاب دیں، چاہے معاف فرمادیں.

غور فرمائیں کہ نماز کی پابندی پر جس میں زیادہ مشقت بھی نہیں ہے، مالک الملک دو جہاں کا بادشاہ جنت میں داخل کرنے کا عہد کرتا ہے پھر بھی ہم اس اہم عبادت سے لاپرواہی کرتے ہیں۔

عَنْ حَنْظَلَةَ الْاَسَيِدِیُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ حَافَظَ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ عَلَى وُضُوْئِهَا وَمَوَاقِيْتِهَا وَرُكُوْعِهَا وَسُجُوْدِهَا يَرَاهَا حَقّاً لِلّٰهِ عَلَيْهِ حُرِّمَ عَلَى النَّارِ (رواه احمد فی مسنده ـ حديث حنظلة الكاتب الاسيدی)

حضرت حنظلہ اسیدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص پانچوں نمازوں کی اس طرح پابندی کرے کہ وضو اور اوقات کا اہتمام کرے، رکوع اور سجدہ اچھی طرح کرے اور اس طرح نماز پڑھنے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے ذمہ ضروری سمجھے تو اس آدمی کو جہنم کی آگ پر حرام کردیا گیا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: مِفْتَاحُ

اَلْـجَنَّةِ الصَّلَاةُ وَمِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُوْرُ (رواه الترمذی ۔ باب ما ان مفتاح الصلاة الطهور / ورواه احمد فی مسنده)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت کی کنجی نماز ہے، اور نماز کی کنجی پاکی (وضو) ہے۔

عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ كَعْبِ الْاَسْلَمِيْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ اَبِيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَتَيْتُهُ بِوُضُوْئِهٖ وَحَاجَتِهٖ فَقَالَ لِيْ سَلْ، فَقُلْتُ اَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ: اَوَ غَيْرَ ذٰلِكَ، قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ ، قَالَ: فَأَعِنِّيْ عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ (صحيح مسلم ۔ باب فضل السجود والحث عليها)

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم ﷺ کے پاس (آپ کی خدمت کے لئے) رات گزارتا تھا، ایک رات میں نے آپ کے لئے وضو کا پانی اور ضرورت کی چیزیں پیش کیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کچھ سوال کرنا چاہتے ہو تو کرو۔ میں نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ جنت میں آپ کے ساتھ رہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے علاوہ کچھ اور۔ میں نے کہا: بس یہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی اس خواہش کی تکمیل کے لئے زیادہ سے زیادہ سجدے کرکے میری مدد کرو۔ (یعنی نماز کے اہتمام سے یہ خواہش پوری ہوگی)۔

خوش نصیب ہیں اللہ کے وہ بندے جو اِس دنیاوی زندگی میں نمازوں کا اہتمام کرکے جنت الفردوس میں تمام نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مرافقت پائیں۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِيْ

الصَّلَاةِ (النسائی ۔ باب حب النساء ، ورواہ البیھقی والحاکم واحمد)۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:..... میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔

عَنْ عَلِيٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ اٰخِرُ كَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: اَلصَّلَاةُ اَلصَّلَاةُ، اتَّقُوا اللّٰهَ فِيْمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ (ابو داود ۔ باب فی حق الملوك واحمد فی مسنده)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی زبانِ مبارک سے نکلا آخری کلام (نماز، نماز اور غلاموں کے بارے میں اللہ سے ڈرو) تھا۔

عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ مِنْ آخِرِ وَصِيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: اَلصَّلَاةُ اَلصَّلَاةُ، وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ، حَتّٰى جَعَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ يُلَجْلِجُهَا فِيْ صَدْرِهٖ وَمَا يَفِيْضُ بِهَا لِسَانُهٗ (مسند احمد)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آخری وصیت یہ ارشاد فرمائی: نماز، نماز۔ اپنے غلاموں (اور ماتحت لوگوں) کے بارے میں اللہ سے ڈرو، یعنی ان کے حقوق ادا کرو۔ جس وقت آپ ﷺ نے یہ وصیت فرمائی آپ ﷺ کی زبانِ مبارک سے پورے لفظ نہیں نکل رہے تھے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاة وَهُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشر، وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ۔ (رواہ ابو داود ۔ باب متی

يؤمر الغلام بالصلاة)

حضرت عمرو اپنے والد اور وہ اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے بچوں کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم کرو۔ دس سال کی عمر میں نماز نہ پڑھنے پر انہیں مارو، اور اس عمر میں علیحدہ علیحدہ بستروں پر سلاؤ۔

﴿وضاحت﴾ والدین کو حکم دیا گیا کہ جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسکی نمازوں کی نگرانی کریں، دس سال کی عمر میں نماز نہ پڑھنے پر پٹائی بھی کریں تا کہ بلوغ سے قبل نماز کا پابند ہو جائے، اور بالغ ہونے کے بعد اس کی ایک نماز بھی فوت نہ ہو کیونکہ ایک وقت کی نماز جان بوجھ کر چھوڑنے پر احادیث میں سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، بلکہ بعض علماء کی رائے کے مطابق وہ ملتِ اسلامیہ سے نکل جاتا ہے۔

اَنَّ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَتَبَ اِلٰی عُمَّالِہِ اَنَّ اَھَمَّ اَمْرِکُمْ عِنْدِیْ الصَّلَاۃُ فَمَنْ حَفِظَھَا وَحَافَظَ عَلَیْھَا حَفِظَ دِیْنَہُ وَمَنْ ضَیَّعَھَا فَھُوَ لِمَا سِوَاہُ اَضْیَعُ (موطا مالك ـ كتاب وقوت الصلاة ـ باب وقوت الصلاة)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنوں کو یہ حکم جاری فرمایا کہ میرے نزدیک تمہارے امور میں سب سے زیادہ اہمیت نماز کی ہے۔ جس نے نمازوں کی پابندی کر کے اسکی حفاظت کی، اس نے پورے دین کی حفاظت کی اور جس نے نمازوں کو ضائع کیا وہ نماز کے علاوہ دین کے دیگر ارکان کو زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا۔

﴿وضاحت﴾ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ جو شخص نماز میں کوتاہی کرتا ہے، وہ یقیناً دین کے دوسرے کاموں میں بھی سستی کرنے والا ہوگا۔ اور جس نے وقت پر خشوع وخضوع کے ساتھ نمازوں کا اہتمام کر لیا، وہ یقیناً پورے دین کی حفاظت کرنے والا ہوگا۔

نماز کے اوقات

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر مسلمان بالغ مرد وعورت پر روزانہ پانچ اوقات کی نمازیں فرض فرمائی ہیں، جیسا کہ قرآن کریم میں بے شمار جگہوں پر اللہ جل شانہ نے ہمیں نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے مثلاً:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَاباً مَوْقُوْتاً (سورۃ النساء ۱۰۳) یقیناً نماز مؤمنوں پر مقررہ وقتوں میں فرض ہے۔

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوکِ الشَّمْسِ اِلَی غَسَقِ اللَّیْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ، اِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْھُوْداً (سورہ بنی اسرائیل ۷۸) نماز کو قائم کرو آفتاب کے ڈھلنے سے لے کر رات کی تاریکی تک اور فجر کا قرآن پڑھنا بھی۔ یقیناً فجر کا قرآن پڑھنا حاضر کیا گیا ہے، یعنی اس وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔۔۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ اس آیت میں دلوک الشمس سے ظہر اور عصر کی نمازیں، غسق اللیل سے مغرب اور عشاء کی نمازیں اور قرآن الفجر سے فجر کی نماز مراد ہے۔

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفاً مِّنَ اللَّیْلِ، اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّئَاتِ (سورہ ہود ۱۱۴) دن کے دونوں سروں میں نماز قائم رکھ اور رات کے کچھ حصہ میں بھی۔ یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔

نماز کے اوقات، رکعات اور طریقہ نماز کا تفصیلی ذکر قرآن کریم میں بیان نہیں کیا گیا ہے بلکہ قرآن کریم کے مفسر اول رسول اکرم ﷺ نے اپنے اقوال وافعال سے مکمل وضاحت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا قول وعمل بھی اللہ تعالیٰ کی وحی ہی ہوتا ہے، جیسا کہ قرآن میں ہے: وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (سورۃ النجم ۳۔۴)۔ آپ ﷺ تو وحی کے بغیر لب کشائی ہی نہیں کرتے۔

آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو دو دن نماز پڑھائی، پہلے دن تمام نمازیں اول وقت میں اور دوسرے دن

تقریباً آخری وقت میں ادا فرمائیں اور ارشاد فرمایا کہ تمہاری پانچوں نمازوں کے وقت انہی اوقات کے درمیان میں ہے، جن کو تم نے دیکھا۔ (مسلم۔کتاب المساجد)

پانچوں نمازوں کے اوقات کیا ہیں؟

نمازِ فجر: صبح صادق سے لے کر سورج کے طلوع ہونے تک۔

(زمان ومکان کے اختلاف کے ساتھ عموماً ایک گھنٹہ ۲۰ منٹ سے لیکر ایک گھنٹہ ۳۰ منٹ تک نمازِ فجر کا وقت رہتا ہے)

نمازِ ظہر: زوالِ آفتاب (سورج کے ڈھلنے) سے نمازِ عصر کا وقت شروع ہونے تک۔

نمازِ عصر: جب ہر چیز کا سایہ اصلی سایہ کے علاوہ دو مثل ہوجائے تو ظہر کا وقت ختم ہوکر عصر کا وقت شروع ہوجاتا ہے اور غروبِ آفتاب تک رہتا ہے۔۔۔۔ احادیث کی روشنی میں ظہر کا وقت ختم ہونے اور عصر کا وقت شروع ہونے میں اختلاف ہے، موجودہ رائے امام ابوحنیفہؒ کی ہے۔ دیگر علماء کی رائے یہ ہے کہ جب ہر چیز کا سایہ اصلی سایہ کے علاوہ ایک مثل ہوجائے تو ظہر کا وقت ختم ہوکر عصر کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔ البتہ تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ نمازِ عصر کی اتنی تاخیر سے ادائیگی کرنا کہ سورج زرد ہوجائے، مکروہ ہے۔

نمازِ مغرب: غروب آفتاب سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک۔ البتہ احادیث میں مذکور ہے کہ نمازِ مغرب میں زیادہ تاخیر کرنا مکروہ ہے۔

نمازِ عشاء: سورج چھپنے کے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد سے صبح صادق تک۔ البتہ آدھی رات کے بعد عشاء کی نماز کے لئے مکروہ وقت شروع ہوجاتا ہے۔ نماز وتر کا وقت بھی صبح صادق تک ہے، البتہ وتر نمازِ عشاء کی ادائیگی کے بعد ہی پڑھ سکتے ہیں۔

اوقاتِ مکروھہ:

نماز کے مکروہ اوقات پانچ ہیں: ان میں سے تین ایسے ہیں جن میں فرض اور نفل دونوں نمازیں مکروہ تحریمی ہیں۔ وہ تین اوقات یہ ہیں:

۱) سورج کے طلوع ہونے کے وقت۔

۲) زوالِ آفتاب کے وقت۔

۳) سورج کے غروب ہونے کے وقت۔

﴿وضاحت﴾ اگر عصر کی نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ سورج کے غروب ہونے کا وقت قریب آ گیا تو کراہت کے ساتھ اس دن کی عصر کی نماز سورج کے ڈوبنے کے وقت بھی ادا کی جاسکتی ہے۔

ان اوقات کے علاوہ دو اوقات ایسے ہیں کہ جن میں صرف نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے، البتہ فوت شدہ فرض نماز کی قضا کی جاسکتی ہے۔

۴) نمازِ فجر کے بعد سے طلوع آفتاب تک۔

۵) عصر کی نماز کے بعد سے سورج کے غروب ہونے تک۔

☆ حضرت عمرو سلمی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے نبی ﷺ مجھے ایسی چیز بتلایئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتائی ہو اور مجھے معلوم نہ ہو، خاص طور پر نماز کے متعلق بتلایئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صبح کی نماز پڑھ کر کوئی اور نماز پڑھنے سے رُکے رہو تا آنکہ آفتاب طلوع ہو کر بلند ہو جائے، کیونکہ آفتاب شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت

سورج پرست کفار اسے سجدہ کرتے ہیں۔ جب سورج کچھ بلند ہوجائے تو پھر نماز پڑھو کیونکہ ہر نماز بارگاہِ الٰہی میں پیش کی جاتی ہے، البتہ جب نیزہ بے سایہ ہوجائے (زوال کے وقت) تو نماز نہ پڑھو، کیونکہ یہ جہنم کو دہکانے کا وقت ہے اور جب سایہ بڑھنا شروع ہوجائے تو پھر نماز پڑھو، کیونکہ نماز اللہ کے حضور پیش کی جاتی ہے۔ جب عصر کی نماز پڑھ چکو تو پھر دوسری نماز سے رک جاؤ تا آنکہ سورج غروب ہوجائے، کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت سورج پرست کفار سورج کو سجدہ کرتے ہیں۔ (مسلم، الاوقات التی نھی عن الصلاۃ فیھا)

☆ حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: صبح کی نماز کے بعد آفتاب کے بلند ہونے تک اور کوئی نماز نہیں ہے اور عصر کی نماز کے بعد غروب آفتاب تک اور کوئی نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔ (بخاری، لایتحری الصلاۃ قبل الغروب)

مسئلہ: اگر فرض نماز اس کے وقت مقرر پر ادا نہ کی گئی تو وقت نکل جانے کے بعد بھی پڑھنی ہوگی، البتہ یہ ادا نہیں بلکہ قضا ہوگی۔ یاد رکھیں کہ نماز کو شرعی عذر کے بغیر وقت پر ادا نہ کرنا گناہ کبیرہ ہے اگرچہ بعد میں قضا کرلی جائے، لیکن قضا بھی نہ کرنا اس سے بھی بڑا گناہ ہے، قرآن وحدیث میں سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔

فجر اور عصر نمازوں کی خصوصی تاکید

نماز پڑھنے والوں میں سے ہمارے کچھ بھائی فجر اور عصر خاص کر فجر کی نماز میں کوتاہی کرتے ہیں حالانکہ قرآن وحدیث میں اِن دونوں نمازوں (فجر اور عصر) کی خاص تاکید واہمیت مذکور ہے، جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

آیاتِ قرآنیہ:

☆ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ (سورۃ البقرۃ:۲۳۸)
نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص درمیان والی نماز (یعنی عصر) کی۔ اور اللہ تعالیٰ کے سامنے ادب سے کھڑے رہو۔

☆ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا (سورۃ بنی اسرائیل:۷۸) نماز کو قائم کرو آفتاب کے ڈھلنے سے لے کر رات کی تاریکی تک اور فجر کا قرآن پڑھنا بھی۔ یقیناً فجر کا قرآن پڑھنا حاضر کیا گیا ہے (اس وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں)۔

احادیثِ نبویہ:

عَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِیْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ (صحيح البخارى ـ باب فضل صلاة الفجر)
حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص دو ٹھنڈی نمازیں (یعنی فجر اور عصر) پابندی سے پڑھتا ہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

عَنْ اَبِیْ زُهَيْر عَمَّارَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: لَنْ يَّلِجَ

الـنَّارَ اَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا یعنی الْفَجْرَ وَالْعَصْر (صحیح مسلم ۔ باب فضل صلاتی الصبح والعصر والمحافظة علیهما)

حضرت ابوزہیر عمارہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: وہ شخص ہرگز جہنم میں داخل نہ ہوگا جس نے سورج کے طلوع ہونے سے پہلے یعنی فجر اور سورج کے غروب ہونے سے پہلے یعنی عصر کی نمازیں پابندی سے پڑھیں۔

عَـنْ اَبِـیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : یَتَعَاقَبُوْنَ فِیْکُمْ مَلَائِکَةٌ بِـالـلَّیْـلِ وَمَلَائِـکَةٌ بِـالنَّهَارِ وَیَجْتَمِعُوْنَ فِیْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ یَعْرُجُ الَّـذِیْـنَ بَـاتُـوْا فِیْـکُـمْ فَیَسْـاَلُهُـمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ کَیْفَ تَرَکْتُمْ عِبَادِیْ ؟ فَیَقُوْلُوْنَ تَرَکْنَاهُمْ وَهُمْ یُصَلُّوْنَ وَ آتَیْنَاهُمْ وَهُمْ یُصَلُّوْنَ۔ (صحیح البخاری ۔ باب فضل صـلاة الـعـصـر / ومسـلـم ۔ بـاب فـضـل صلاتی الصبح والعصر والمحافظة علیهما)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے پاس رات اور دن کے فرشتے باری باری آتے رہتے ہیں اور وہ فجر اور عصر کی نمازوں میں اکھٹے ہوتے ہیں۔ پھر وہ فرشتے جو تمہارے پاس ہوتے ہیں، آسمان پر چلے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ انھیں سب سے زیادہ جانتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا۔ فرشتے کہتے ہیں کہ ہم انہیں نماز کی حالت میں چھوڑ کر رخصت ہوئے اور نماز ہی کی حالت میں انکے پاس پہنچے تھے۔

عَـنْ جَـرِیْـرِ بْـنِ عَبْـدِ الـلّٰـهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْه قَال کُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ

وَسَلَّم، فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةً۔ يَعْنِى الْبَدْرِ ۔ فَقَالَ: اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُوْنَ فِىْ رُؤْيَتِهٖ، فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا، ثُمَّ قَرَأَ: سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا (صحيح البخارى ۔ باب فضل صلاة العصر / وصحيح مسلم ۔ باب فضل صلاتى الصبح والعصر..... وزاد مسلم: يعنى العصر والفجر)

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کہ پاس تھے۔ آپ ﷺ نے چودھویں کے چاند کو دیکھا تو فرمایا کہ تم اپنے رب کو ایسے ہی دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو، تمہیں ذرا بھی شک وشبہ نہ ہوگا، لہذا تم اگر سورج کے طلوع اور غروب ہونے سے قبل نمازوں (فجر اور عصر) کا اہتمام کرسکو تو ضرور کرو۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ترجمہ: (سورج کے طلوع اور غروب ہونے سے پہلے اپنے رب کی پاکی بیان کر)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نمازوں کی پابندی، خاص کر فجر اور عصر کی نمازوں کے اہتمام سے جنت میں اللہ جلّ شانہ کا دیدار ہوگا جو جنت کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت ہے.

مجدّد الفِ ثانی شیخ احمد سرہندیؒ جلد اوّل، مکتوب نمبر ۱۳۷ میں لکھتے ہیں: معلوم ہونا چاہئے کہ دنیا میں نماز کا درجہ وہی ہے جو آخرت میں دیدارِ الٰہی کا ہے۔ اس دنیا میں بندہ کو مولیٰ کا انتہائی قرب نماز ہی میں حاصل ہوتا ہے، اور آخرت میں انتہائی قربت دیدار کے وقت نصیب ہوگی۔ (نماز کی حقیقت)

عَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ صَلَّى

الـصُّبـحَ فَهُوَ فِیْ ذِمَّةِ اللّٰهِ، فَلَا یَطْلُبَنَّكَ اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِهٖ بِشَیْءٍ فَیُدْرِكَهٗ فَیَكُبَّهٗ فِیْ نَارِ جَهَنَّم (مسلم ۔ باب فضل صلاة العشاء والصبح فی جماعة)

حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص فجر کی نماز پڑھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آجاتا ہے (لہذا اسے نہ ستاؤ) اور اس بات کا خیال رکھو کہ اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں لئے ہوئے شخص کو ستانے کی وجہ سے تم سے کسی چیز کا مطالبہ نہ فرمائیں کیونکہ جس سے اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں لئے ہوئے شخص کے بارے میں مطالبہ فرمائیں گے اس کی پکڑ فرمائیں گے پھر اسے اوندھے منہ جہنم کی آگ میں ڈالدیں گے۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّان رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: مَنْ صَـلَّـی الْـعِشـاءَ فِیْ جَمَاعَةٍ، فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّیْلِ، وَمَنْ صَلَّی الصُّبْحَ فِیْ جَـمَـاعَةٍ، فَكَأَنَّمَا صَلَّی اللَّیْلَ كُلَّهٗ (رواه مسلم ۔ باب فضل صلاة العشاء والصبح فی جماعة)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے، گویا اس نے آدھی رات عبادت کی اور جو فجر کی نماز بھی جماعت کے ساتھ پڑھ لے گویا اس نے پوری رات عبادت کی۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَلَّذِیْ تَفُوْتُهٗ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلُهٗ وَمَالُهٗ (صحیح البخاری ۔ باب اثم من فاتته العصر/ وصحیح مسلم ۔ باب التغلیظ فی تفویت صلاة العصر)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کی عصر کی نماز فوت ہوگئی، وہ ایسا ہے کہ گویا اس کے گھر کے لوگ اور مال و دولت سب چھین لیا گیا ہو۔

عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ (صحيح البخاری ـ باب اثم من ترك العصر)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی، اس کے سارے اعمال ضائع ہوگئے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْه قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً حَتّٰى اَصْبَحَ قَالَ: ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانُ فِيْ اُذُنَيْهِ اَوْ قَالَ فِيْ اُذُنِهٖ وَفِيْ رِوَايَةٍ حَتّٰى اَصْبَحَ وَمَا قَامَ اِلَى الصَّلَاةِ (البخاری ـ باب صفة ابليس وجنوده / ومسلم ـ باب ما روى فيمن نام الليل اجمع حتى اصبح) ـ قَالَ سُفْيَان ثَوْرِيُ رَحِمَهُ اللّٰهُ: هٰذَا عِنْدَنَا يُشْبِهُ اَنْ يَكُوْنَ نَامَ عَنِ الْفَرِيْضَةِ (صحيح ابن حبان ـ ذكر الاخبار عما يستحب للمرء من كثرة التهجد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے ایسے شخص کا تذکرہ کیا گیا جو صبح ہونے تک سوتا رہتا ہے (یعنی فجر کی نماز ادا نہیں کرتا ہے) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایسے شخص کے کانوں میں شیطان پیشاب کر دیتا ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلٰى قَافِيَةِ رَأْسِ اَحَدِكُمْ اِذَا هُوَ نَامَ ـ ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ مَكَانَ كُلِّ عُقْدَةٍ: عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ فَارْقُدْ ـ فَاِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ: فَاِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَاِنْ صَلّٰى انْحَلَّتْ عُقَدَه،

فَاَصْبَحَ نَشِيْطاً طَيِّبَ النَّفْسَ وَاِلَّا اَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ (ابو داود ـ قيام الليل)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جب کوئی شخص سوتا ہے تو شیطان اسکی گدّی پر تین گرہیں لگا دیتا ہے۔ ہر گرہ پر یہ پھونک دیتا ہے (ابھی رات بہت پڑی ہے، سوتا رہ)۔ اگر انسان بیدار ہو کر اللہ تعالیٰ کا نام لے لیتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ اگر وضو کر لیتا ہے تو دوسری گرہ بھی کھل جاتی ہے پھر اگر نماز پڑھ لیتا ہے تو تمام گرہیں کھل جاتی ہیں۔ چنانچہ صبح کو چُست ہَشَّاش بَشَّاش ہوتا ہے۔ اور اگر نماز نہیں پڑھتا تو سست رہتا ہے، طبیعت بوجھل ہوتی ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْه قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لَيْسَ صَلَاةٌ اَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْواً (صحيح البخارى ـ باب فضل العشاء فى جماعة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: منافقین پر سب سے بھاری عشاء اور فجر کی نمازیں ہیں، اگر انہیں عشاء اور فجر کی نمازوں کی فضیلت معلوم ہو جاتی تو وہ اِن نمازوں کے لئے ضرور مسجد جاتے چاہے انہیں (کسی بیماری کی وجہ سے) گھسٹ کر ہی جانا پڑتا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهما قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: كُنَّا اِذَا فَقَدْنَا الرَّجُلَ فِي الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ اَسَأْنَا بِهِ الظَّنَّ۔ (رواه الطبرانى فى الكبير والبزاز ـ مجمع الزوائد ـ باب صلاة العشاء الآخرة والصبح فى جماعة)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اگر ہم کسی شخص کو فجر اور عشاء کی نمازوں میں نہیں پاتے تو

ہمیں اس کے سلسلہ میں بدگمانی ہونے لگتی۔ (یعنی یہ شخص کہیں منافق تو نہیں کیونکہ منافقین پر ہی عشاء اور فجر کی نمازیں بھاری پڑتی ہیں)۔

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْه قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَعْنِیْ مِمَّا يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ لِاَصْحَابِهٖ: هَلْ رَأٰی اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِنْ رُؤْيَا؟ قَالَ فَيَقُصُّ عَلَيْهِ مَا شَاءَ اَنْ يَقُصّ، وَاِنَّهُ قَالَ ذَاتَ غَدَاةٍ: اِنَّهُ اَتَانِی اللَّيْلَةَ آتِيَانِ، وَاِنَّهُمَا ابْتَعَثَانِیْ وَاِنَّهُمَا قَالَا لِیْ: اِنْطَلِقْ، وَاِنِّی انْطَلَقْتُ مَعَهُمَا، وَاِنَّا اَتَيْنَا عَلَی رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ وَاِذَا آخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِصَخْرَةٍ وَاِذَا هُوَ يَهْوِی بِالصَّخْرَةِ لِرَأْسِهٖ فَيَثْلَغُ رَأْسَه فَيَدَهْدَهُ الْحَجَرُ هَاهُنَا، فَيَتْبَعُ الْحَجَرَ فَيَأْخُذُه فَلَا يَرْجِعُ اِلَيْهِ حَتّٰی يَصِحَّ رَأْسُهٗ كَمَا كَانَ، ثُمَّ يَعُوْدُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ بِهٖ مِثْلَ مَا فَعَلَ مَرَّةَ الْاَوْلَی، قَالَ قُلْتُ لَهُمَا سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا هٰذَان؟ قَالَا لِیْ: اِنْطَلِقْ، اِنْطَلِق ... اَمَّا الرَّجُلُ الْاَوَّلُ الَّذِیْ اَتَيْتَ عَلَيْهِ يُثْلَغُ رَأْسُهٗ بِالْحَجَرِ فَاِنَّهُ الرَّجُلُ يَأْخُذُ الْقُرْآنَ فَيَرْفِضُهٗ وَيَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ (صحيح البخاری ۔ باب تعبير الرؤيا بعد صلاة الصبح)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ صبح کی نماز کے بعد صحابہ سے فرماتے: کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ اگر کوئی خواب دیکھتا تو بیان کرتا (حضور اس کی تعبیر ارشاد فرماتے) ایک دن صبح کو آپ ﷺ نے فرمایا: (میں نے آج خواب دیکھا ہے کہ) دو آنے والے میرے پاس آئے، مجھ کو اٹھا کر کہا کہ چلئے، میں ان دونوں کے ساتھ چلا گیا۔ ہم ایسے آدمی کے پاس پہنچے جو لیٹا ہوا تھا اور دوسرا شخص بڑا پتھر لے کر اس کے پاس کھڑا تھا وہ شخص اس لیٹے ہوئے شخص کے سر پر پتھر کو اس طرح مارتا ہے کہ سر پتھر سے کچل جاتا ہے اور پتھر لڑھکتا ہوا دور جا پڑتا ہے

اتنے میں وہ اس پتھر کو اٹھاتا ہے وہ سر پھر صحیح ہو جاتا ہے جیسا کہ پہلے تھا۔ پھر دوبارہ اس کے سر پر پتھر مارتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے ان دونوں ساتھیوں سے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے؟ انہوں نے کہا کہ آپ ابھی آگے تشریف لے چلیں۔ (بہت لمبی حدیث ہے جس میں نبی اکرم ﷺ نے جنت اور دوزخ دیکھی اور مختلف قسم کے عذاب لوگوں کو ہوتے ہوئے دیکھا)۔ آخر میں ان فرشتوں نے بتایا کہ جس شخص کو پتھر سے کچلا جا رہا تھا یہ وہ شخص ہے جو قرآن کو یاد کر کے چھوڑ دیتا ہے اور فرض نماز چھوڑ کر سو جاتا ہے۔

نمازِ فجر کی باجماعت ادائیگی میں معاون چند امور

اگر مندرجہ ذیل چند امور کا خاص اہتمام رکھا جائے تو انشاء اللہ فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا آسان ہوگا:

۱) فجر کی نماز جماعت سے ادا کرنے کے فضائل ہمارے سامنے ہوں۔ (گزشتہ صفحات کا مطالعہ کریں)

۲) فجر کی نماز جماعت سے ادا نہ کرنے کی وعیدیں ہمیں معلوم ہوں۔ (گزشتہ صفحات کا مطالعہ کریں)

۳) رات کو جلدی سوئیں۔ (بلاضرورت عشاء کے بعد جاگنے کو علماء نے مکروہ کہا ہے)۔

۴) سوتے وقت نماز فجر جماعت سے ادا کرنے کا پختہ ارادہ کریں اور ارادہ کرنے میں مخلص بھی ہوں۔

۵) ایسے اسباب اختیار کریں جن سے فجر کی نماز کے لئے اٹھنا آسان ہو۔ مثلاً الارم Alarm والی گھڑی میں مناسب وقت پر الارم سیٹ کر کے اسکو مناسب جگہ پر رکھیں یا کسی ایسے شخص سے جو فجر کی نماز کے لئے پابندی سے اٹھتا ہے گھنٹی بجانے یا کواڑ کھٹکھٹانے کی تاکید کر دیں وغیرہ۔

۶) وضو کر کے اور اللہ کے ذکر کے ساتھ سوئیں کیونکہ اللہ کا نام لے کر سونے میں شیطان کے حملے سے حفاظت رہے گی (ان شاء اللہ)۔

۷) اگر ممکن ہو تو دوپہر کا کھانا کھا کر تھوڑی دیر آرام کر لیا کریں، (یہ عمل مسنون بھی ہے)۔

۸) مغرب کی نماز سے قبل یا مغرب اور عشاء کے درمیان نہ سوئیں۔

۹) دیگر چار نمازوں کی پابندی کریں، اسکی بدولت پانچویں کی توفیق ہوگی (انشاء اللہ)۔

اگر ان امور کی رعایت کر کے سوئیں گے تو انشاء اللہ فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا آسان ہوگا، پھر بھی اگر کسی دن اتفاق سے بیدار ہونے میں تاخیر ہو جائے تو جس وقت بھی آنکھ کھلے سب سے پہلے نماز ادا کر لیں۔ ان شاء اللہ تاخیر کا کوئی گناہ نہ ہوگا۔

نماز کی فضیلت

قرآن وحدیث میں نماز کے بے شمار فضائل مذکور ہیں، جن میں سے بعض فضیلتیں یہاں ذکر کی جارہی ہیں:

آیاتِ قرآنیہ:

☆ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ.... وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ (سورۃ المومنون:۱-۱۱) یقیناً ایمان والوں نے فلاح (کامیابی) پائی جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے ہیں۔۔۔اور جو اپنی نمازوں کی خبر رکھتے ہیں، یہی وارث ہیں جو (جنت) الفردوس کے وارث ہوں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

﴿وضاحت﴾ ان آیات میں کامیابی پانے والے مؤمنین کی چھ صفات بیان کی گئی ہیں: پہلی صفت' خشوع وخضوع کے ساتھ نمازیں ادا کرنا ..... اور آخری صفت پھر' نمازوں کی پوری طرح حفاظت کرنا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نماز کا اللہ تعالیٰ کے پاس کیا درجہ ہے اور کس قدر مہتم بالشان چیز ہے کہ مؤمنین کی صفات کو نماز سے شروع کر کے نماز ہی پر ختم فرمایا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہی وہ لوگ ہیں جو جنت کے وارث یعنی حق دار ہوں گے، جنت بھی جنت الفردوس' جو جنت کا اعلیٰ حصہ ہے جہاں سے جنت کی نہریں جاری ہیں۔ غرض جنت الفردوس کو حاصل کرنے کے لئے نماز کا اہتمام بے حد ضروری ہے۔

☆ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَیْرُ مَنُوْعًا اِلَّا الْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ..... وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ اُولٰٓئِکَ فِیْ جَنّٰتٍ مُّکْرَمُوْنَ (سورۃ المعارج:۱۹-۳۵) بیشک انسان بڑے کچے

دل والا بنایا گیا ہے جب اسے مصیبت پہنچتی ہے تو ہڑبڑا اٹھتا ہے اور جب راحت ملتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے، مگر وہ نمازی جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں.....اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہی لوگ جنتوں میں عزت والے ہوں گے۔

﴿وضاحت﴾ ان آیات میں جنتیوں کی آٹھ صفات بیان کی گئی ہیں جن کو نماز سے شروع اور نماز ہی پر ختم کیا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ نماز اللہ کی نظر میں کس قدر مہتم بالشان عبادت ہے۔

☆ اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَھُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَمَغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ (سورۃ الانفال:۳-۴) جو کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں۔ اور ہم نے ان کو جو کچھ دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ سچے ایمان والے یہی لوگ ہیں۔ ان کے لئے بڑے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔

﴿وضاحت﴾ نماز کی پابندی کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس بڑے درجے ہیں، ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما کر عزت کی روزی عطا فرماتا ہے۔

☆ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی (سورۃ الاعلیٰ:۱۴-۱۵) بیشک اس نے فلاح (کامیابی) پالی جو (کفر وشرک کی گندگی سے) پاک ہوگیا اور جس نے اپنے رب کا نام یاد رکھا اور نماز پڑھتا رہا۔

﴿وضاحت﴾ اس آیت اور اس کے علاوہ دیگر آیات میں صرف ایمان اور نماز کو جو دنیا وآخرت کی کامیابی کا ذریعہ بتلایا گیا ہے، اسکی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جو شخص نمازوں کو خشوع وخضوع کے ساتھ وقتوں پر ادا کرنے والا ہوگا وہ یقیناً دوسرے دینی ارکان کو بھی ادا کرنے والا، اور گناہوں سے بھی بچنے والا ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔ اور اگر کبھی کوئی گناہ اس سے ارتکاب ہو بھی گیا تو وہ جلدی ہی توبہ واستغفار

کر کے گناہوں سے پاک وصاف ہوجائے گا۔

احادیثِ نبویہ:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ اِلَی الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ اِلَی رَمَضَانَ مُکَفِّرَاتٌ لِمَا بَیْنَهُنَّ اِذَا اجْتَنَبَ الْکَبَآئِرَ (صحیح مسلم ۔ باب الصلوات الخمس....)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچوں نمازیں، جمعہ کی نماز پچھلے جمعہ تک اور رمضان کے روزے پچھلے رمضان تک درمیانی اوقات کے گناہوں کے لئے کفارہ ہیں جبکہ ان اعمال کو کرنے والا بڑے گناہوں سے بچے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: اَرَئَیْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهْراً بِبَابِ اَحَدِکُمْ یَغْتَسِلُ مِنْهُ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ، هَلْ یَبْقٰی مِنْ دَرَنِهٖ شَیْءٌ؟ قَالُوْا: لَا یَبْقٰی مِنْ دَرَنِهٖ شَیْءٌ قَالَ: فَذٰلِكَ مِثْلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ، یَمْحُو اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَایَا (صحیح البخاری ۔ الصلوات الخمس کفارة / وصحیح مسلم ۔ باب المشی الی الصلاة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: بتاؤ اگر کسی شخص کے دروازے پر ایک نہر جاری ہو جس میں وہ روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو، کیا اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہے گا؟ صحابہ نے عرض کیا کہ کچھ بھی باقی نہ رہے گا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: یہی حال پانچوں نمازوں کا ہے کہ اللہ جلّ شانہ اِن کی وجہ سے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں یعنی صاف کر دیتے ہیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ كَمَثَلِ نَهْرٍ جَارٍ غَمْرٍ عَلٰى بَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ (صحيح مسلم ـ باب المشى الى الصلاة)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچوں نمازوں کی مثال ایسی ہے کہ کسی کے دروازے پر ایک نہر ہو جس کا پانی جاری ہو اور بہت گہرا ہو، اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرے۔

عَنْ سَلْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ صَلَّى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ تَحَاتَّتْ خَطَايَاهُ كَمَا يَتَحَاتُّ هٰذَا الْوَرَقُ وَقَالَ: اَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفاً مِّنَ اللَّيْلِ، اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ (رواه احمد فى مسنده۔۔۔ ج 5 ص 437)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب مسلمان اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر پانچوں نمازیں پڑھتا ہے تو اس کے گناہ ایسے ہی گر جاتے ہیں جیسے یہ پتے گر رہے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی (ترجمہ): اے محمد! آپ دن کے دونوں کناروں اور رات کے کچھ حصوں میں نماز کی پابندی کیا کیجئے۔ بیشک نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ یہ باتیں مکمل نصیحت ہیں ان لوگوں کے لئے جو نصیحت قبول کرنے والے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ وَذَكَرَ مِنْهُمْ: رَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِی الْمَسَاجِدِ (البخارى ـ باب

الصدقة باليمين / ومسلم ـ باب فضل اخفاء الصدقة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سات قسم کے آدمی ہیں جن کو اللہ جلّ شانہ اپنی (رحمت کے) سایہ میں ایسے دن جگہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ اُن سات لوگوں میں سے ایک وہ شخص بھی ہے جسکا دل مسجد سے اٹکا ہوا ہو (یعنی نماز کو وقت پر ادا کرتا ہو).....۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: اِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا قَامَ فِیْ صَلَاتِہٖ فَاِنَّہٗ یُنَاجِیْ رَبَّہٗ (صحیح البخاری ـ باب لِیَبْزُقْ عن یسارہ او تحت قدمہ الیسری / وصحیح مسلم ـ باب النھی عن البصاق فی المساجد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جب کوئی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اللہ سے مناجات (سرگوشی) کرتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: قَسَمْتُ الصَّلَاۃَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ نِصْفَیْنِ وَلِعَبْدِیْ مَا سَأَلَ، فَاِذَا قَالَ الْعَبْدُ (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ) قَالَ اللّٰہُ "حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ" فَاِذَا قَالَ الْعَبْدُ (اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ) قَالَ اللّٰہُ "اَثْنٰی عَلَیَّ عَبْدِیْ" فَاِذَا قَالَ الْعَبْدُ (مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ) قَالَ اللّٰہُ "مَجَّدَنِیْ عَبْدِیْ" فَاِذَا قَالَ الْعَبْدُ (اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ) قَالَ اللّٰہُ "ھٰذَا بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَأَلَ" ..... (صحیح مسلم ـ باب وجوب قراءۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے سورہ فاتحہ کو اپنے اور بندے کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کر دیا ہے، اور بندے کو وہ ملے گا جو وہ مانگے گا۔ جب بندہ کہتا ہے (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِين) تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں (میرے بندے نے میری خوبی بیان کی)۔ جب بندہ کہتا ہے (اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيم) تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں (میرے بندے نے میری تعریف کی)۔ جب بندہ کہتا ہے (مَالِكِ يَوْمِ الدِّين) تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں (میرے بندے نے میری بڑائی بیان کی)۔ جب بندہ کہتا ہے (إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِين) تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں (یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے) یعنی عبادت کرنا میرے لئے ہے اور مدد مانگنا بندے کی ضرورت ہے۔ اور میرا بندہ جو مانگے گا وہ اسے دیا جائے گا ----------

عَنْ أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ أُمِّ حَبِيْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّيْ لِلّٰهِ تَعَالٰى كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشَرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعاً غَيْرَ الْفَرِيْضَةِ، اِلَّا بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ (صحيح مسلم ـ باب فضل السنن الراتبه قبل الفرائض و بعدهن و بيان عددهن)

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس شخص نے دن رات میں بارہ رکعتیں پڑھیں جو کہ فرض نہیں ہیں، اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دیا گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

فرض نماز جماعت کے ساتھ

مرد حضرات کے لئے فرض نماز مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ ادا کرنا واجب ہے یا سنت مؤکدہ، اس سلسلے میں علماء کی مختلف رائیں ہیں۔ ایک جماعت کی رائے ہے کہ واجب ہے حتی کہ بعض علماء کے نزدیک فرض نماز جماعت کے بغیر ہوتی ہی نہیں ہے۔ علماء کی دوسری جماعت کی رائے ہے کہ سنت مؤکدہ ہے یعنی فرض نماز جماعت کے بغیر ادا کرنے پر فرض تو ذمہ سے ساقط ہو جائے گا، مگر معمولی عذر کی بناء پر جماعت کا ترک کرنا یقیناً گناہ ہے۔

غرض فرض نماز جماعت ہی کے ساتھ ادا کی جائے کیونکہ اس کی مشروعیت جماعت کے ساتھ وابستہ ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل قرآن کی آیات اور احادیث شریفہ میں مذکور ہے۔ البتہ اگر کوئی شرعی عذر ہو مثلاً بیماری، خوف، آندھی، طوفان، موسلا دھار بارش وغیرہ تو فرض نماز جماعت کے ساتھ ادا نہ کرنے پر کوئی گناہ نہ ہوگا (ان شاء اللہ)۔

آیاتِ قرآنیہ:

☆ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلاَ يَسْتَطِيْعُوْنَ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ (سورۃ القلم: ۴۲-۴۳) جس دن پنڈلی کھول دی جائے گی اور سجدہ کے لئے بلائیں جائیں گے تو سجدہ نہ کر سکیں گے۔ نگاہیں نیچی ہوں گی اور ان پر ذلت وخواری طاری ہوگی حالانکہ یہ سجدہ کے لئے (اس وقت بھی) بلائے جاتے تھے جبکہ صحیح سالم یعنی صحت مند تھے۔

حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میدان قیامت میں اپنی ساق (پنڈلی) ظاہر فرمائے گا جس کو دیکھ کر

مؤمنین سجدہ میں گر پڑیں گے مگر کچھ لوگ سجدہ کرنا چاہیں گے لیکن ان کی کمر نہ مڑیگی بلکہ تختہ سی ہوکر رہ جائیگی۔

یہ کون لوگ ہیں؟ تو حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ یہ آیت صرف ان لوگوں کے لئے نازل ہوئی ہے جو جماعت کے ساتھ نماز ادا نہیں کرتے ہیں۔

حضرت سعید بن مسیّبؒ (ایک بہت بڑے تابعی) فرماتے ہیں: حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح کو سنتے تھے مگر صحیح سالم، تندرست ہونے کے باوجود مسجد میں جا کر نماز ادا نہیں کرتے تھے۔

غور فرمائیں کہ نمازیں نہ پڑھنے والوں یا جماعت سے ادا نہ کرنے والوں کو قیامت کے دن کتنی سخت رسوائی اور ذلت کا سامنہ کرنا پڑے گا کہ ساری انسانیت اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ میں ہوگی مگر بے نمازیوں کی کمریں تختے کے مانند کردیجائیں گی اور وہ سجدہ نہ کرسکیں گے۔ اللہ تعالیٰ! ہم سب کی اس انجام بد سے حفاظت فرمائے۔ آمین۔

☆ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ (سورۃ البقرۃ:۴۳) اور نمازوں کو قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع ادا کرو (یعنی فرض نمازیں جماعت کے ساتھ ادا کرو)۔

☆ وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ (سورۃ النساء:۱۰۲) جب تو ان میں ہو اور ان کے لئے نماز کھڑی کرو، تو چاہئے کہ ان میں سے ایک جماعت تمہارے ساتھ کھڑی ہو (جماعت سے نماز پڑھنے کے لئے)۔

﴿وضاحت﴾ جب مسلمان اور کافروں کی فوجیں ایک دوسرے کے مقابل جنگ کے لئے تیار کھڑی ہوں اور ایک لحہ کی بھی غفلت مسلمانوں کے لئے سخت خطرناک ثابت ہوسکتی ہو تو ایسی صورت میں بھی جماعت کے ساتھ نماز ادا کی جائیگی جیسا کہ اس آیت میں اور احادیث شریفہ میں وضاحت سے بیان

کیا گیا ہے۔ جب خوف کی حالت میں نماز جماعت سے ادا کرنے کا حکم ہے تو امن کی حالت میں تو بدرجہ اَولیٰ فرض نماز جماعت کے ساتھ ہی ادا کی جائیگی اِلّا یہ کہ کوئی شرعی عذر ہو۔

احادیثِ نبویہ:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ، لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ فَیُحْتَطَبُ ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَیُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَیَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰی رِجَالٍ فَاُحَرِّقَ عَلَیْهِمْ بُیُوْتَهُمْ (صحیح البخاری ۔ باب وجوب صلاة الجماعة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے کئی مرتبہ ارادہ کیا کہ لکڑیاں اکھٹی کرنے کا حکم دوں اور ساتھ ہی نماز کے لئے اذان کہنے کا حکم دوں پھر کسی آدمی کو نماز کے لئے لوگوں کا امام مقرر کردوں اور خود ان لوگوں کے گھروں کو جا کر آگ لگادوں جو جماعت میں شریک نہیں ہوتے (یعنی گھر یا دوکان میں اکیلے ہی نماز پڑھ لیتے ہیں)۔

جو حضرات شرعی عذر کے بغیر فرض نماز مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ ادا کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں، اُن کے گھروں کے سلسلہ میں اُس ذات کی جس کی اتباع کے ہم دعویدار ہیں، اور جس کو ہماری ہر تکلیف نہایت گراں گزرتی ہو، جو ہمیشہ ہمارے فائدے کی خواہش رکھتا ہو اور ہم پر نہایت شفیق اور مہربان ہو، یہ خواہش ہے کہ ان کو آگ لگادی جائے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ سَمِعَ

الـنِّـدَاءَ فَلَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ اِتِّبَاعِهِ عُذْرٌ قَالُوْا وَمَا الْعُذْرُ فَقَالَ: خَوْفٌ اَوْ مَرَضٌ لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ الصَّلَاةُ الَّتِیْ صَلّٰی۔ (رواه ابو داود وابن حبان وابن ماجه ۔ الترغيب والترهيب ۔ الترهيب من ترك حضور الجماعة بغير عذر)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اذان کی آواز سنے اور بلا کسی عذر کے مسجد کو نہ جائے (بلکہ وہیں پڑھ لے) تو وہ نماز قبول نہیں ہوتی۔ صحابہ نے عرض کیا کہ عذر سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مرض یا خوف۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَتَی النَّبِیَّ ﷺ رَجُلٌ اَعْمَی، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! لَيْسَ لِیْ قَائِدٌ يَقُوْدُنِیْ اِلَی الْمَسْجِدِ، فَسَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْ يُّرَخِّصَ لَهُ فَيُصَلِّیَ فِیْ بَيْتِهِ فَرَخَّصَ لَهُ، فَلَمَّا وَلّٰی دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ: هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ ؟ قَالَ نَعَمْ، قَالَ: فَأَجِبْ (صحيح مسلم ۔ باب يجب اتيان المسجد على من سمع النداء)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک نابینا آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، کہنے لگے: یارسول اللہ! میرے پاس کوئی آدمی نہیں جو مجھے مسجد میں لائے۔ یہ کہہ کر انھوں نے نماز گھر پر پڑھنے کی رخصت چاہی۔ رسول اکرم ﷺ نے انہیں رخصت دیدی لیکن جب وہ واپس ہونے لگے تو انہیں پھر بلایا اور پوچھا: کیا تم اذان سنتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: ہاں یارسول اللہ! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر تو مسجد میں ہی آکر نماز پڑھا کرو۔

غور فرمائیں کہ جب اس شخص کو جو نابینا ہے، مسجد تک پہنچانے والا بھی کوئی نہیں ہے اور گھر بھی مسجد سے دور ہے، نیز گھر سے مسجد تک کا راستہ بھی ہموار نہیں (جیسا کہ دوسری احادیث میں مذکور ہے) نبی

اکرم ﷺ نے گھر میں فرض نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی تو بینا اور تندرست کو بغیر شرعی عذر کے کیونکر گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت دیجاسکتی ہے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَنَّہُ قَالَ: اَلْجَفَاءُ کُلُّ الْجَفَاءِ وَالْکُفْرُ وَالنِّفَاقُ مَنْ سَمِعَ مُنَادِیَ اللّٰہِ یُنَادِیْ اِلَی الصَّلَاۃِ فَلَا یُجِیْبُہُ (رواہ احمد والطبرانی ۔ الترغیب والترھیب ۔ الترھیب من ترک حضور الجماعۃ لغیر عذر)

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ظلم اور سراسر ظلم اور کفر ونفاق ہے اس شخص کا فعل جو نماز کے لئے اللہ کے منادی (مؤذن) کی آواز سنے اور اس کو قبول نہ کرے (یعنی نماز کو نہ جائے)۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: مَا مِنْ ثَلَاثَۃٍ فِیْ قَرْیَۃٍ وَلَا بَدْوٍ وَلَا تُقَامُ فِیْھِمُ الصَّلَاۃُ اِلَّا اسْتَحْوَذَ عَلَیْھِمُ الشَّیْطَانُ، فَعَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَۃِ، فَاِنَّمَا یَاْکُلُ الذِّئْبُ مِنَ الْغَنَمِ الْقَاصِیَۃَ (رواہ احمد وابو داود وابن خزیمۃ والحاکم وزاد رزین فی جامعہ) وَاِنَّ ذِئْبَ الْاِنْسَانِ الشَّیْطَانُ اِذَا خَلَا بِہٖ اَکَلَہٗ۔ (الترغیب والترھیب ۔ الترھیب من ترک حضور الجماعۃ لغیر عذر)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس گاؤں یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور وہاں باجماعت نماز نہ ہوتی ہو تو ان پر شیطان مسلّط ہو جاتا ہے۔ اس لئے جماعت کو ضروری سمجھو۔ بھیڑیا اکیلی بکری کو کھا جاتا ہے، اور آدمیوں کا بھیڑیا شیطان ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: صَلَاۃُ الْجَمَاعَۃِ اَفْضَلُ مِنْ صَلَاۃِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّ عِشْرِیْنَ دَرَجَۃً۔ (مسلم ۔ باب فضل صلاۃ الجماعۃ و بیان

التشديد فی التخلف عنها)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جماعت کی نماز اکیلے کی نماز سے اجر و ثواب میں ستائیس (۲۷) درجہ زیادہ ہے۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِیْ جَمَاعَةٍ، فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِیْ جَمَاعَةٍ، فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ۔ (صحيح مسلم ۔ باب فضل صلاة العشاء والصبح فی جماعة)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے، گویا اس نے آدھی رات عبادت کی اور جو فجر کی نماز بھی جماعت کے ساتھ پڑھ لے گویا اس نے پوری رات عبادت کی۔

صحابہ کے ارشادات:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْد رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَّلْقَى اللّٰهَ تَعَالٰى غَداً مُسْلِماً، فَلْيُحَافِظْ عَلَى هؤُلاءِ الصَّلَوَاتِ، حَيْثُ يُنَادَىٰ بِهِنَّ، فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ سُنَنَ الْهُدٰى، وَاِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى وَلَوْ اَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِیْ بُيُوْتِكُمْ كَمَا يُصَلِّیْ هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِیْ بَيْتِهِ لَتَرَكْتُمْ سَنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ ..... وَلَقَدْ رَاَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا اِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُوْمُ النِّفَاقِ، وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ

يُؤتَى بِهَا، يُهَادَى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يُقَامَ فِي الصَّفِ (صحیح مسلم ۔ باب صلاۃ الجماعۃ من سنن الھدی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ چاہے کہ کل قیامت کے دن اللہ جلّ شانہ کی بارگاہ میں مسلمان بن کر حاضر ہو وہ ان نمازوں کو ایسی جگہ ادا کرنے کا اہتمام کرے جہاں اذان ہوتی ہے (یعنی مسجد میں) اِس لئے کہ حق تعالیٰ شانہ نے تمہارے نبی ﷺ کے لئے ایسی سنتیں جاری فرمائی ہیں جو سراسر ہدایت ہیں، اُن ہی میں سے یہ جماعت کی نمازیں بھی ہیں۔ اگر تم لوگ اپنے گھروں میں نماز پڑھنے لگو گے جیسا کہ فلاں شخص پڑھتا ہے تو تم نبی ﷺ کی سنت کو چھوڑنے والے ہو گے اور یہ سمجھ لو کہ اگر تم نبی ﷺ کی سنت کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے.....ہم تو اپنا حال یہ دیکھتے تھے کہ جو شخص کھلّم کھلاّ منافق ہوتا وہ تو جماعت سے رہ جاتا (ورنہ حضور کے زمانے میں عام منافقوں کو بھی جماعت چھوڑنے کی ہمت نہ ہوتی تھی) یا کوئی سخت بیمار، ورنہ جو شخص دو آدمیوں کے سہارے سے گھسٹتا ہوا جا سکتا تھا وہ بھی صف میں کھڑا کر دیا جاتا تھا۔

قَالَ عَلِيُّ بْن اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: لَا صَلَاةَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّا فِي الْمَسْجِدِ قِيْلَ وَمَنْ جَارُ الْمَسْجِدِ؟ قَالَ: مَنْ سَمِعَ الْاَذَانَ (مسند احمد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مسجد کے پڑوسی کی نماز مسجد کے علاوہ نہیں ہوتی۔ پوچھا گیا کہ مسجد کا پڑوسی کون ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص اذان کی آواز سنے وہ مسجد کا پڑوسی ہے۔

قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: لَاَنْ تَمْتَلِئَ اذنُ ابْنِ آدَمَ رَصَا صاً مذَاباً خَيْرٌ لَّهُ مِنْ اَنْ يَسْمَعَ النِّدَاءَ وَلَا يُجِيْبُ (کتاب الصلاۃ وحکم تارکھا۔ للشیخ ابن القیم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اذان کی آواز سنے اور جماعت میں حاضر نہ ہو اس کے

کان پگھلے ہوئے سیسہ سے بھر دئے جائیں' یہ بہتر ہے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ یَصُوْمُ النَّھَارَ وَیَقُوْمُ اللَّیْلَ وَلَا یَشْھَدُ الْجَمَاعَۃَ وَلَا الْجُمُعَۃَ قَالَ: ھُوَ فِی النَّارِ رواہ الترمذی (الترغیب والترھیب ۔ الترھیب من ترک الجمعۃ لغیر عذر)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص دن بھر روزہ رکھتا ہے اور رات بھر نفلیں پڑھتا ہے مگر جمعہ اور جماعت میں شریک نہیں ہوتا (اس کے متعلق کیا حکم ہے) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ شخص جہنمی ہے۔ (گو مسلمان ہونے کی وجہ سے سزا بھگت کر جہنم سے نکل جائے)۔

تاخیر سے مسجد پہنچنے پر اجر عظیم سے محرومی

نماز پڑھنے والوں کی اچھی خاصی تعداد مسجدوں میں تاخیر سے پہنچتی ہے وہ اقامت کے وقت یا نماز شروع ہونے کے بعد مسجد آتی ہے، جس سے جماعت کی نماز یا بعض رکعتیں چھوٹ جاتی ہیں۔ چنانچہ اقامت کے وقت مسجد میں نمازیوں کی تعداد بہت کم ہوتی ہے لیکن بعد میں صفوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوجاتا ہے، حالانکہ اس تاخیر پر بڑے ثواب سے محروم رہنا پڑتا ہے۔

سکون، اطمینان اور وقار کی کمی: مسجد تاخیر سے پہنچنے پر رکعت کو پانے کے لئے احباب' جو مسجد میں دوڑتے ہیں اس سے نماز میں سکون، اطمینان اور وقار باقی نہیں رہتا ہے حالانکہ نماز کو اطمینان، سکون اور خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ نیز رکعت پانے کے لئے دوڑنا مکروہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِذَا سَمِعْتُمُ الْاِقَامَةَ فَامْشُوْا اِلَی الصَّلَاةِ وَ عَلَیْکُمْ بِالسَّکِیْنَةِ وَالْوَقَارِ، وَلَا تُسْرِعُوْا وَمَا اَدْرَکْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَکُمْ فَأَتِمُّوْا (صحیح البخاری ۔ باب لا یسعی الی الصلاة ولیأت بالسکینة والوقار)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اقامت سنو تو پورے وقار، اطمینان اور سکون سے چل کر نماز کے لئے آؤ اور جلدی نہ کرو۔ جتنی نماز پالو' پڑھ لو اور جو رہ جائے وہ بعد میں پوری کرلو۔

قدموں کی تعداد کی کمی: تاخیر ہونے پر جماعت کی نماز کو پانے کے لئے دوڑنے یا تیز چلنے کی وجہ سے

قدموں کی تعداد کم ہوجاتی ہے حالانکہ ہر ہر قدم پر ایک نیکی ملتی ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ تَطَهَّرَفِیْ بَیْتِهٖ ثُمَّ مَشٰی اِلٰی بَیْتٍ مِنْ بُیُوْتِ اللّٰهِ لِیَقْضِیَ فَرِیْضَةً مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ کَانَتْ خُطْوَاتُهُ اِحْدَاهُمَا تَحُطُّ خَطِیْئَةً وَالْاُخْرٰی تَرْفَعُ دَرَجَةً (صحیح مسلم ۔ المشی الی الصلاة تمحی به الخطایا وترفع به الدرجات)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اچھی طرح سے گھر میں وضو کرتا ہے پھر اللہ کے فرائض میں سے ایک فرض (نماز) کو ادا کرنے کے لئے اللہ کے گھر یعنی مسجد کی طرف چلتا ہے تو اس کے ایک قدم پر اسکی ایک بُرائی مٹادی جاتی ہے اور دوسرے قدم پر ایک درجہ بلند ہوتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی مَا یَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَایَا وَیَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ ؟ قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَی الْمَکَارِهِ وَکَثْرَةُ الْخُطَا اِلَی الْمَسَاجِدَ وَاِنْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذٰلِکُمُ الرِّبَاط۔ (صحیح مسلم ۔ باب فضل اسباغ الوضوء علی المکاره)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے عمل نہ بتاؤں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹاتے ہیں اور درجے بلند فرماتے ہیں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! ضرور بتلایئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ناگواری اور مشقت کے باوجود کامل وضو

کرنا، مساجد کی طرف کثرت سے قدم اٹھانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں رہنا۔ یہی حقیقی رباط ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَلَتِ الْبُقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَأَرَادَ بَنُوْ سَلِمَةَ اَنْ يَنْتَقِلُوْا اِلَى قُرْبِ الْمَسْجِدِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُمْ: اِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِیْ اَنَّكُمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ؟ قَالُوْا نَعَمْ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ اَرَدْنَا ذٰلِكَ، فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا بَنِیْ سَلِمَةَ دِيَارُكُمْ، تُكْتَبُ آثَارُكُمْ، دِيَارُكُمْ، تُكْتَبُ آثَارَكُمْ (صحيح مسلم ۔ باب فضل كثرة الخطأ الى المسجد)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی کے اردگرد کچھ زمین خالی پڑی تھی۔ بنوسَلِمہ (جو مدینہ منورہ کا ایک قبیلہ تھا ان کے مکانات مسجد سے دور تھے انہوں) نے ارادہ کیا کہ مسجد کے قریب ہی کہیں منتقل ہو جائیں۔ یہ بات نبی اکرم ﷺ تک پہنچی تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا: مجھے خبر ملی ہے کہ تم لوگ مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! بیشک ہم یہی چاہ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بنوسلمہ وہیں رہو، تمہارے (مسجد تک کے آنے کے) سب قدم لکھے جاتے ہیں۔ وہیں رہو، تمہارے (مسجد تک کے آنے کے) سب قدم لکھے جاتے ہیں۔

فرشتوں کے استغفار سے محرومی: مسجد میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرنے والوں کے لئے فرشتے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہتے ہیں، مگر تاخیر سے مسجد پہنچنے والے حضرات اس عظیم فضیلت سے محروم رہتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا يَزَالُ الْعَبْدُ فِیْ صَلَاةٍ مَا

كَانَ فِيْ مُصَلَّاهُ، يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ وَتَقُوْلُ الْمَلَائِكَةُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ حَتّٰى يَنْصَرِفَ اَوْ يَحْدُثَ (صحيح مسلم ـ باب فضل صلاة الجماعة وانتظار الصلاة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بندہ اس وقت تک نماز کا ثواب پاتا رہتا ہے جب تک وہ اپنی نماز پڑھنے کی جگہ میں نماز کا انتظار کرتا رہے۔ فرشتے اس کے لئے یہ دعا کرتے رہتے ہیں۔ یا اللہ! اس کی مغفرت فرما اور اس پر رحم فرما۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: صَلَاةُ الرَّجُلِ فِيْ جَمَاعَةٍ تَزِيْدُ عَلٰى صَلَاتِهِ فِيْ بَيْتِهِ وَصَلَاتِهِ فِيْ سُوْقِهِ بِضْعاً وَّ عِشْرِيْنَ دَرَجَةً وَذٰلِكَ اَنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اَتَى الْمَسْجِدَ لَا يَنْهَزُهُ اِلَّا الصَّلَاةُ، لَا يُرِيْدُ اِلَّا الصَّلَاةَ فَلَمْ يَخْطُ خُطْوَةً اِلَّا رُفِعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ حَتّٰى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ فَاِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِي الصَّلَاةِ مَا كَانَتِ الصَّلَاةُ هِيَ تَحْبِسُهُ وَالْمَلَائِكَةُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى اَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِيْ مَجْلِسِهِ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ يَقُوْلُوْنَ: اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ مَا لَمْ يُؤْذِ فِيْهِ وَمَا لَمْ يَحْدُثْ فِيْهِ۔ (صحيح مسلم ـ باب فضل صلاة الجماعة وانتظار الصلاة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی کی وہ نماز جو جماعت سے پڑھی ہو اس نماز سے جو گھر میں پڑھ لی ہو یا بازار میں پڑھ لی ہو پچیس درجہ زیادہ ہوتی ہے اور بات یہ ہے کہ جب آدمی وضو کرتا ہے اور وضو کو کمال درجہ تک پہنچا دیتا ہے پھر مسجد کی طرف نماز کے ارادے

سے چلتا ہے، کوئی اور ارادہ اس میں شامل نہیں ہوتا تو جو قدم بھی رکھتا ہے اس کی وجہ سے ایک نیکی بڑھ جاتی ہے اور ایک خطا معاف ہو جاتی ہے یہاں تک کہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے۔ مسجد میں داخل ہونے کے بعد جب تک نماز کے انتظار میں رہتا ہے وہ نماز کا ثواب پاتا رہتا ہے، اور پھر جب نماز پڑھ کر اسی جگہ بیٹھا رہتا ہے تو جب تک وہ باوضو بیٹھا رہے گا فرشتے اس کیلئے یہ دعا کرتے رہتے ہیں: یا اللہ! اس کی مغفرت فرما، اس پر رحم فرما، اس کے گناہوں کو معاف فرما، جب تک وہ مسجد میں کسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور باوضو رہے۔

پہلی صف سے محرومی: تاخیر کی وجہ سے عموماً پہلی صف میں اور صف کی دائیں جانب جگہ نہیں ملتی، حالانکہ احادیث میں پہلی صف میں نماز پڑھنے کی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَوْ یَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی النِّدَاءِ وَالصَّفِ الْاَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ یَجِدُوْا اِلَّا اَنْ یَّسْتَهِمُّوْا عَلَیْهِ لَاسْتَهَمُّوْا .....

(صحیح البخاری ۔ باب الاستهمام فی الاذان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر لوگوں کو اذان اور پہلی صف کا ثواب معلوم ہو جاتا، اور انھیں اذان اور پہلی صف قرعہ اندازی کے بغیر حاصل نہ ہوتی تو وہ ضرور قرعہ اندازی کرتے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: خَیْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُهَا وَشَرُّهَا آخِرُهَا (مسلم ۔ تسویة الصفوف واقامتها)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مردوں کی صفوں میں سب سے زیادہ ثواب پہلی صف کا ہے اور سب سے کم ثواب آخری صف کا ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ رَأَیَ فِیْ اَصْحَابِہٖ تَأَخُّراً فَقَالَ: تَقَدَّمُوْا فَائْتَمُّوْا بِیْ وَلْیَأْتَمَّ بِکُمْ مَنْ بَعْدَکُمْ لَا یَزَالُ قَوْمٌ یَّتَأَخَّرُوْنَ حَتّٰی یُؤَخِّرُھُمُ اللّٰہُ (مسلم ۔ باب تسویۃ الصفوف واقامتھا)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بعض صحابہ میں سُستی اور تاخیر کے آثار دیکھے تو فرمایا: آگے بڑھو اور میری مکمل اقتداء کرو تا کہ تمہارے بعد والے تمہاری مکمل اقتداء کریں، جب بھی کوئی قوم پیچھے ہٹتی ہے اللہ! اسے پیچھے ہٹا دیتا ہے۔

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اِنَّ اللّٰہَ وَمَلآئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی مَیَامِنِ الصُّفُوْفِ (ابو داود ۔ باب من یستحب ان یلی الامام فی الصف...../ وابن ماجه ۔ باب فضل میمنة الصف)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ صفوں میں دائیں جانب کھڑے ہونے والوں پر رحمت نازل فرماتے ہیں اور فرشتے ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔

صحابہ کرام ؓ کو جب معلوم ہوا کہ صف کے دائیں جانب کی فضیلت بائیں کے مقابلہ میں زیادہ ہے تو سب کو شوق ہوا کہ اسی طرف کھڑے ہوں، جس کی وجہ سے بائیں طرف کی جگہ خالی رہنے لگی، تو اس موقع پر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص مسجد میں صف کے بائیں جانب اس لئے کھڑا ہوتا ہے کہ وہاں لوگ کم کھڑے ہوتے ہیں تو اسے دو اجر ملتے ہیں۔

تکبیر اُولی کا فوت ہونا: تاخیر کی وجہ سے عموماً تکبیر اُولی چھوٹ جاتی ہے حالانکہ احادیث میں تکبیر اُولی (پہلی تکبیر) کو نماز کی ناک اور نماز کا نچوڑ قرار دیا گیا ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ صَلّٰی لِلّٰهِ اَرْبَعِیْنَ یَوْماً فِیْ جَمَاعَةٍ یُدْرِكُ التَّكْبِیْرَةَ الْاُوْلٰی كُتِبَتْ لَهُ بَرَائَتَانِ: بَرَائَةٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَائَةٌ مِنَ النِّفَاقِ (الترمذی ۔ باب ما جا من فضل التکبیرة الاولی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص چالیس دن اخلاص سے تکبیر اُولی کے ساتھ باجماعت نماز پڑھتا ہے تو اس کو دو پروانے ملتے ہیں: ایک جہنم سے بری ہونے کا اور دوسرا نفاق سے بری ہونے کا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: لِكُلِّ شَیْءٍ صَفْوَةٌ وَصَفْوَةُ الصَّلاةِ التَّكْبِیْرَةُ الْاُوْلٰی (رواه البزاز)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر چیز کا ایک نچوڑ (ماحصل) ہوتا ہے، اور نماز کا نچوڑ تکبیر اُولی ہے۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ لِكُلِّ شَیْءٍ اُنُفَةٌ وَاِنَّ اُنُفَةَ الصَّلاةِ التَّكْبِیْرَةُ الْاُوْلٰی فَحَافِظُوْا عَلَیْهَا (رواه البزاز)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر چیز کی ایک ناک ہوتی ہے اور نماز کی ناک تکبیر اُولی ہے۔

جماعت کا فوت ہونا: تاخیر بعض مرتبہ جماعت ہی کے چھوٹنے کا سبب بن جاتی ہے حالانکہ جماعت سے نماز ادا کرنے کی بڑی اہمیت ہے حتی کہ بعض علماء نے فرض نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے کو فرض قرار دیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: صَلَاۃُ الْجَمَاعَۃِ اَفْضَلُ مِنْ صَلَاۃِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّ عِشْرِیْنَ دَرَجَۃً (صحیح مسلم ۔ باب فضل صلاۃ الجماعۃ و بیان التشدید فی التخلف عنھا)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جماعت کی نماز اکیلے کی نماز سے اجر وثواب میں ستائیس درجہ زیادہ ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: مَنْ سَمِعَ النِّدَاءِ فَلَمْ یَمْنَعْہُ مِنْ اِتِّبَاعِہٖ عُذْرٌ، قَالُوْا وَمَا الْعُذْرُ فَقَالَ: خَوْفٌ اَوْ مَرَضٌ، لَمْ تُقْبَلْ مِنْہُ الصَّلَاۃُ الَّتِیْ صَلّٰی۔ (رواہ ابو داود وابن حبان فی صحیحہ وابن ماجہ بنحوہ/ الترغیب والترھیب ۔ الترھیب من ترک حضور الجماعۃ بغیر عذر)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اذان کی آواز سنے اور بلا کسی عذر کے نماز کو نہ جائے (وہیں پڑھ لے) تو وہ نماز قبول نہیں ہوتی۔ صحابہ نے عرض کیا کہ عذر سے کیا مراد ہے؟ ارشاد ہوا کہ مرض یا خوف۔

سنتوں کا فوت ہونا: تاخیر کی وجہ سے فرض نماز سے قبل سنن چھوٹ جاتی ہیں، حالانکہ احادیث میں فرض نماز سے پہلے سنتیں پڑھنے کی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں جیسا کہ سنن ونوافل کے بیان میں تفصیل سے مذکور ہے۔

دعا کے قبول ہونے کا خاص وقت فوت ہونا: تاخیر کی وجہ سے دعا کے قبول ہونے کا خاص وقت فوت ہوجاتا ہے، اور وہ اذان اور اقامت کے درمیان کا وقت ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلدُّعَاءُ لَا یُرَدُّ بَیْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ (الترمذی ۔ باب ما جاء فی أن الدعاء لا یرد بین الاذان والاقامة)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اذان اور اقامت کے درمیان کی جانے والی دُعا رد نہیں ہوتی ہے۔ یعنی اذان اور اقامت کے درمیان کا وقت دُعا کے قبول ہونے کا خاص وقت ہے۔

اعمالِ خیر سے محرومی: وقت سے پہلے مسجد پہونچ کر اعمال خیر مثلاً نوافل، ذکر، دعا اور تلاوتِ قرآن میں مشغولیت بہت آسان ہوجاتی ہے نیز جیسا کہ احادیث میں گزر چکا ہے کہ نماز کے انتظار میں صرف بیٹھنا بھی اجر عظیم کا باعث ہے مگر اقامت کے بعد مسجد تشریف لانے والے حضرات ان اعمال خیر سے محروم رہتے ہیں۔

جمعہ کی فضیلت سے محرومی: جمعہ کی نماز کے لئے خطبہ شروع ہونے کے بعد مسجد میں پہنچنے والے حضرات جمعہ کی فضیلت سے محروم رہتے ہیں۔

☆ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (سورۃ الجمعۃ:۹) اے ایمان والو! جب نمازِ جمعہ کے لئے اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر (نماز) کی طرف دوڑ پڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے حق میں بہت ہی بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔

﴿وضاحت﴾ دوڑنے سے مراد پورے اہتمام اور مستعدی کے ساتھ جانا ہے، بھاگنا مراد نہیں کیونکہ احادیث میں نماز کے لئے وقار اور سکون کے ساتھ آنے کی تاکید کی گئی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنِ اغْتَسَلَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ، ثُمَّ رَاحَ فِیْ السَّاعَةِ الْاُوْلٰی فَکَاَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً، وَمَنْ رَاحَ فِی السَّاعَةِ الثَّانِیَةِ فَکَاَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً، وَمَنْ رَاحَ فِی السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَکَاَنَّمَا قَرَّبَ کَبْشاً، وَمَنْ رَاحَ فِی السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَکَاَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً، وَمَنْ رَاحَ فِی السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَکَاَنَّمَا قَرَّبَ بَیْضَةً فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ، حَضَرَتِ الْمَلآئِکَةُ یَسْتَمِعُوْنَ الذِّکْرَ (صحیح البخاری ۔ باب فضل الجمعة / ومسلم ۔ باب الطیب والسواك یوم الجمعة)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن جنابت کے غسل کی طرح غسل کرتا ہے (اہتمام کے ساتھ) پھر پہلی فرصت میں مسجد جاتا ہے تو گویا اس نے اللہ کی خوشنودی کے لئے اونٹنی قربان کی۔ جو دوسری فرصت میں مسجد جاتا ہے گویا اس نے گائے قربان کی۔ جو تیسری فرصت میں مسجد جاتا ہے گویا اس نے مینڈھا قربان کیا۔ جو چوتھی فرصت میں جاتا ہے گویا اس نے مرغی قربان کی۔ جو پانچویں فرصت میں جاتا ہے گویا اس نے انڈے سے خدا کی خوشنودی حاصل کی۔ پھر جب امام خطبہ کے لئے نکل آتا ہے تو فرشتے خطبہ میں شریک ہو کر خطبہ سننے لگتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِذَا کَانَ یَوْمُ الْجُمُعَةِ کَانَ عَلٰی کُلِّ بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ الْمَسْجِدِ مَلَائِکَةٌ یَکْتُبُوْنَ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ فَاِذَا جَلَسَ الْاِمَامُ طَوَّوُا الصُّحُفَ یَسْتَمِعُوْنَ الذِّکْرَ وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ کَمَثَلِ یُهْدِی

الْبَدَنَةَ ثُمَّ كَالَّذِیْ یُهْدِی بَقَرَةً ثُمَّ كَالَّذِیْ یُهْدِی الْكَبْشَ ثُمَّ كَالَّذِیْ یُهْدِی الدَّجَاجَةَ ثُمَّ كَالَّذِیْ یُهْدِی الْبَیْضَةَ (صحیح مسلم ۔ باب فضل التهجیر یوم الجمعة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے ہر دروازے پر کھڑے ہوجاتے ہیں۔ پہلے آنے والے کا نام پہلے، اس کے بعد آنے والے کا نام اس کے بعد لکھتے ہیں (اسی طرح آنے والوں کے نام ان کے آنے کی ترتیب سے لکھتے رہتے ہیں)۔ جب امام خطبہ دینے کے لئے آتا ہے تو فرشتے اپنے رجسٹر جن میں آنے والوں کے نام لکھے گئے ہیں، لپیٹ دیتے ہیں اور خطبہ سننے میں مشغول ہوجاتے ہیں۔ جو جمعہ کی نماز کے لئے سویرے جاتا ہے اسے اونٹ صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے، اس کے بعد آنے والے کو گائے صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے، اس کے بعد آنے والے کو مینڈھا، اس کے بعد آنے والے کو مرغی، اس کے بعد آنے والے کو انڈا صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مسجد کی آبادی

زمین کے تمام حصوں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب' مسجدیں ہیں، یہ آسمان والوں کے لئے ایسے ہی چمکتی ہیں جیسا کہ زمین والوں کے لئے آسمان کے ستارے چمکتے ہیں۔ اِن مساجد کو نماز، ذکر وتلاوت، دعوت وتبلیغ اور دیگر عبادتوں سے آباد رکھنے کا مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے۔ مساجد کو آباد رکھنے والوں کے لئے بے شمار فضیلتیں قرآن وحدیث میں وارد ہوئی ہیں جن میں سے بعض کا تذکرہ یہاں کیا جارہا ہے۔

آیاتِ قرآنیہ:

☆ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ (سورۃ التوبۃ:۱۸) اللہ کی مسجدوں کو وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں اور نمازوں کے پابند ہوں اور زکاۃ دیتے ہوں اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے ہوں، توقع ہے کہ یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

☆ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ (سورۃ النور:۳۶-۳۷) ان گھروں میں جن کے بلند کرنے اور جن میں اپنے نام کی یاد کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے وہاں صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں ایسے لوگ جنہیں تجارت اور خرید وفروخت اللہ کے ذکر سے اور نماز کے قائم کرنے اور زکاۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی ہے۔ اس دن یعنی قیامت سے ڈرتے ہیں جس دن بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں

الٹ پلٹ ہوجائیں گی۔(ان گھروں سے مراد مساجد ہیں اوران کا ادب یہ ہے کہ ان میں جنابت کی حالت میں داخل نہ ہوا جائے،کوئی ناپاک چیز داخل نہ کی جائے،شور نہ مچایا جائے،دنیا کے کام اور دنیا کی باتیں نہ کی جائیں، بدبودار چیز کھا کر نہ جایا جائے)۔

احادیثِ نبویہ:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی مَسَاجِدُهَا، وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ اَسْوَاقُهَا (صحیح مسلم ۔ باب فضل الجلوس فی مصلاه بعد الصبح و فضل المساجد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کو سب جگہوں سے زیادہ محبوب مساجد ہیں اور سب سے زیادہ ناپسند جگہیں بازار ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهما قَالَ: اَلْمَسَاجِدُ بُیُوْتُ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ تُضِیْءُ لِاَهْلِ السَّمَاءِ كَمَا تُضِیْءُ نُجُوْمُ السَّمَاءِ لِاَهْلِ الْاَرْضِ۔ (رواه الطبرانی ورجاله موثقون ۔ مجمع الزوائد ۔ باب فضل المساجد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مساجد زمین میں اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں، یہ آسمان والوں کے لئے ایسے چمکتے ہیں جیسا کہ زمین والوں کے لئے آسمان کے ستارے چمکتے ہیں۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّاب رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: مَنْ بَنَی مَسْجِداً یُذْكَرُ فِیْهِ اسمُ اللّٰهِ، بَنَی اللّٰهُ لَهُ بَیْتاً فِی الْجَنَّةِ (صحیح ابن حبان ۔ ذکر بناء اللّٰه فی الجنة لمن بنی مسجداً فی الدنیا)

حضرت عمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس نے کوئی مسجد بنائی جس میں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک محل بنادیتے ہیں۔

عَنْ بُرَيْدَةَ الْاَسْلَمِيُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: بَشِّرِ الْمَشَّائِيْنَ فِي الظُّلَمِ اِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (ابوداود ۔ باب ما جاء فی المشی الی الصلاۃ فی الظلم / والترمذی ۔ باب ما جاء فی فضل العشاء والفجر فی جماعة)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو لوگ اندھیروں میں بکثرت مسجدوں کو جاتے رہتے ہیں ان کو قیامت کے دن پورے پورے نور کی خوشخبری سنادیجئے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَبِيَّ ﷺ قَالَ: مَنْ غَدَا اِلَى الْمَسْجِدِ اَوْ رَاحَ، اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ نُزُلًا كُلَّمَا غَدَا اَوْ رَاحَ (صحیح البخاری ۔ باب فضل من غدا الی المسجد ومن راح / وصحیح مسلم ۔ باب المشی الی الصلاۃ تمحی به الخطایا)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح اور شام مسجد جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ضیافت (مہمان نوازی) کا انتظام فرماتے ہیں، جتنی مرتبہ صبح یا شام مسجد جاتا ہے اتنی ہی مرتبہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے ضیافت (مہمان نوازی) کا انتظام فرماتے ہیں۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِذَا رَاَيْتُمُ الرَّجُلَ

يَعْتَادُ الْمَسَاجِدَ فَاشْهَدُوْا لَهُ بِالْإِيْمَانِ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلَاةَ (رواه الترمذی واللفظ له وابن ماجة وابن خزيمة وابن حبان فی صحيهما والحاكم / الترغيب والترهيب ـ كتاب الصلاة ـ الترغيب فی لزوم المساجد والجلوس فيها)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم کسی کو بکثرت مسجد میں آتے جاتے دیکھو تو اس کے ایماندار ہونے کی گواہی دو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (ترجمہ): مسجدوں کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: اَلْمَسْجِدُ بَيْتُ كُلِّ تَقِیٍّ، وَتَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ كَانَ الْمَسْجِدُ بَيْتَهُ بِالرَّوْحِ وَالرَّحْمَةِ وَالْجَوَازِ عَلَى الصِّرَاطِ اِلَى رِضْوَانِ اللّٰهِ اِلَى الْجَنَّةِ (رواه الطبرانی فی الكبير والاوسط والبزاز وقال اسناده حسن، ورجال البزاز كلهم رجال الصحيح ـ مجمع الزوائد ـ باب لزوم المسجد)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: مسجد ہر متقی کا گھر ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے کہ جس کا گھر مسجد ہو (یعنی مسجدوں سے خصوصی تعلق ہو) اسے راحت دوں گا، اس پر خصوصی رحمت نازل کروں گا، پل صراط کا راستہ آسان کردوں گا، اپنی رضا نصیب کروں گا اور اسے جنت عطا کروں گا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : اِنَّ لِلْمَسَاجِدَ اَوْتَاداً،

اَلْمَلآئِکَةُ جُلَسَاؤُھُمْ، اِنْ غَابُوْا یَفْتَقِدُوْنَھُمْ، وَاِنْ مَرِضُوْا عَادُوْھُمْ، وَاِنْ کَانُوْا فِیْ حَاجَةٍ اَعَانُوْھُمْ. وَقَالَ ﷺ: جَلِیْسُ الْمَسْجِدِ عَلَی ثَلَاث خِصَالٍ: اَخٌ مُسْتَفَادٌ اَوْ کَلِمَةٌ مُحْکَمَةٌ، اَوْ رَحْمَةٌ مُنْتَظِرَةٌ (رواہ احمد فی مسندہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو لوگ کثرت سے مسجدوں میں جمع رہتے ہیں وہ مسجدوں کے کھونٹے ہیں، فرشتے ان کے ساتھ بیٹھتے ہیں۔ اگر وہ مسجدوں میں موجود نہ ہوں تو فرشتے انہیں تلاش کرتے ہیں۔ اگر وہ بیمار ہو جائیں تو فرشتے ان کی عیادت کرتے ہیں۔ اگر وہ کسی ضرورت کے لئے جائیں تو فرشتے ان کی مدد کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا: مسجد میں بیٹھنے والا تین فائدوں میں سے ایک فائدہ حاصل کرتا ہے کسی بھائی سے ملاقات ہوتی ہے جس سے کوئی دینی فائدہ ہو جاتا ہے یا کوئی حکمت کی بات سننے کو مل جاتی ہے یا اللہ تعالیٰ کی رحمت مل جاتی ہے جس کا ہر مسلمان کو انتظار رہتا ہے۔

عورت جس قدر پوشیدہ ہوکر نماز ادا کرے گی اسی اعتبار سے زیادہ مستحق ثواب ہوگی

مسجدوں میں جا کر فرض نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے کی اہمیت اور فضیلت صرف مردوں کے لئے ہے، عورتوں کے لئے اپنے گھروں ہی میں نماز ادا کرنا افضل ہے بلکہ موجودہ فتنوں کے دور میں تو عورتوں کے لئے گھروں میں ہی نماز ادا کرنا ضروری ہے۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا: عورتوں نے زیب وزینت اور نمائش جمال کا جو طریقہ ایجاد کرلیا ہے اگر رسول اللہ ﷺ اسے ملاحظہ فرمالیتے تو انہیں مسجدوں سے ضرور روک دیتے، جیسے کے بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئی تھیں۔ (بخاری۔ باب انتظار الناس قیام الامام العالم)

☆ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت کی نماز اپنے گھر کے اندر، گھر کے صحن کی نماز سے بہتر ہے، اور اس کی نماز گھر کی چھوٹی کوٹھری میں، گھر کی نماز سے بہتر ہے۔ (مطلب یہ ہے کہ عورت جس قدر پوشیدہ ہوکر نماز ادا کرے گی اسی اعتبار سے زیادہ مستحق ثواب ہوگی)۔ (ابوداود۔ باب التشدید فی خروج النساء الی المساجد)

☆ ام المؤمنین ام سلمہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورت کی اپنی کوٹھری کی نماز، بہتر ہے اپنے بڑے کمرے کی نماز سے، اور اس کے بڑے کمرے کی نماز، بہتر ہے گھر کے صحن کی نماز سے، اور اس کے صحن کی نماز، مسجد کی نماز سے بہتر ہے۔ (رواہ الطبرانی فی الاوسط باسناد جید)

مسجد میں دوسری جماعت کا حکم

مسجد میں دوسری یا تیسری جماعت کرنے میں فقہاء وعلماء کے درمیان زمانۂ قدیم سے اختلاف چلا آرہا ہے۔لیکن اس میں بعض شکلیں متفق علیہ بھی ہیں مثلاً:

☆ اس بات پر تمام لوگوں کا اتفاق ہے کہ مسجد میں دوسری جماعت کا مستقل اہتمام غلط ہے۔

☆ جن مساجد میں امام ومؤذن متعین نہیں ہیں (پانچوں نمازیں جماعت کے ساتھ اہتمام سے ادا نہیں ہوتیں) یا مارکیٹ یا ریلوے اسٹیشن کی مساجد میں (جہاں لوگ آتے جاتے رہتے ہیں) یا ایک شہر یا دیہات سے دوسرے شہر یا دوسرے دیہات جانے والی شاہراہ پر واقع مساجد میں دوسری / تیسری / چوتھی جماعت کرنے میں تمام حضرات کا اتفاق ہے۔

☆ لیکن محلّہ کی مساجد میں (جہاں امام ومؤذن متعین ہیں اور نمازیں جماعت کے ساتھ اہتمام سے ادا کی جاتی ہیں) دوسری جماعت کرنے کے متعلق اختلاف ہے۔امام احمد بن حنبلؒ کی ایک روایت (جو ان کے متبعین میں زیادہ مشہور ہے) یہ ہے کہ اگر پہلے سے اتفاق کئے بغیر دو یا زیادہ حضرات کسی مسجد میں جماعت ختم ہونے کے بعد پہنچیں تو ان کے لئے مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا تنہا تنہا پڑھنے سے زیادہ بہتر ہے اگرچہ تنہا نماز پڑھنے پر بھی نماز ادا ہوجائے گی جس کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

۱) حضرت ابی ابن کعبؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک شخص کا دوسرے شخص کے ساتھ جماعت سے نماز ادا کرنا تنہا ادا کرنے سے بہتر ہے اور ایک شخص کا دو شخصوں کے ساتھ جماعت سے نماز ادا کرنا دو آدمیوں کی جماعت سے بہتر ہے۔ (نسائی، ابوداود، ابن ماجہ)

۲) حضرت ابوسعید الخدریؓ فرماتے ہیں ہے کہ ایک دن نبی اکرم ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ایک صحابیؓ جماعت ختم ہونے کے بعد داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (مَنْ

يَتَصَدَّقُ عَلَى هَذا فَيُصَلِّي مَعَه؟) کون شخص اس شخص پر صدقہ کرے گا کہ وہ اس کے ساتھ نماز ادا کرے؟ تو ایک صحابی اٹھے اور انہوں نے اس شخص کے ساتھ نماز ادا فرمائی۔ (ترمذی ۲۲۰)

۳) حضرت انسؓ ایک مرتبہ کسی مسجد میں داخل ہوئے تو لوگ نماز سے فارغ ہو چکے تھے۔ آپؓ نے اذان دی اور اقامت کہہ کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھی۔ (بیہقی۔ امام بخاریؒ نے بھی موقوفاً اپنی تعلیقات میں ذکر کی ہے)۔

﴿نوٹ﴾ ان تینوں دلائل کے جوابات مضمون کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

☆ فقہاء وعلماء کی ایک بڑی جماعت (حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، شیخ حسن بصریؒ، شیخ نافع مولی بن عمرؒ، شیخ سالم بن عبداللہؒ، امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کی دوسری غیر مشہور روایت) کی رائے ہے کہ محلّہ کی مسجد میں جہاں امام ومؤذن مستقل طور پر متعین ہیں، دوسری جماعت کا اہتمام کرنا مکروہ ہے بلکہ مسجد کے باہر کسی جگہ دوسری جماعت قائم کی جائے یا پھر مسجد میں تنہا نماز پڑھی جائے، جس کے بعض دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

۱) نبی اکرم ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ خود ہی صحابۂ کرام کو نماز پڑھایا کرتے تھے اور اگر کسی صحابی کی جماعت کی نماز چھوٹ جاتی تو وہ اپنی نماز تنہا پڑھتے تھے، دائیں بائیں کسی شخص کو تلاش نہیں کرتے تھے کہ اس کے ساتھ مسجد میں ہی دوسری جماعت کا اہتمام کریں۔ اس اَمر کو تقریباً ساری امت مسلمہ نے تسلیم کیا ہے، چنانچہ قرآن، حدیث، سیرت، تفسیر اور تاریخ کی کتابوں میں نبی اکرم ﷺ کی پوری زندگی میں مسجد میں دوسری جماعت کا ثبوت صرف ایک بار ملتا ہے جس کا واقعہ حضرت ابوسعید الخدریؓ کی روایت میں اوپر گزر چکا ہے۔ غرضیکہ آپ ﷺ کی زندگی میں صرف ایک بار دوسری جماعت کا ثبوت ملتا ہے جس میں امام فرض پڑھ رہا ہے اور مقتدی اس پر صدقہ کرتے ہوئے نفل ادا کر رہا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی پوری زندگی میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا جس میں دو یا زیادہ اشخاص

نے فرض نماز کی ادائیگی مسجد میں دوسری جماعت کی شکل میں کی ہو۔

حضرت امام شافعیؒ اپنی مشہور و معروف کتاب "الام" میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے اس مسئلہ میں تمام ائمہ سے یہی کہتے ہوئے سنا ہے کہ اگر کوئی شخص مسجد میں جماعت ختم ہونے کے بعد مسجد پہونچے تو وہ تنہا نماز پڑھے۔ ہاں اگر راستہ کی مسجد ہے جہاں امام اور مؤذن متعین نہیں ہیں تو اس مسجد میں دوسری جماعت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ہمارے اسلاف نے صحابۂ کرام کی ایک بڑی جماعت سے یہی نقل کیا ہے کہ اگر وہ مسجد میں باجماعت نماز ختم ہونے کے بعد پہنچتے تو تنہا ہی نماز پڑھتے تھے۔ صحابۂ کرام ایک مسجد میں دومرتبہ جماعت سے نماز پڑھنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔

محدث کبیر حافظ ابوبکر بن ابی شیبہؒ نے اپنی کتاب "المصنف" (جو مصنف بن ابی شیبہ کے نام سے مشہور ہے) میں صحیح سند کے ساتھ حضرت حسن بصریؒ کا قول نقل کیا ہے کہ صحابۂ کرام جماعت فوت ہونے کی صورت میں تنہا نماز پڑھا کرتے تھے۔

۲) حضرت ابی بکرہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ مدینہ کے دیہی علاقوں سے لوٹ کر آئے اور نماز کی ادائیگی کا ارادہ کیا تو دیکھا کہ لوگ نماز سے فارغ ہوگئے ہیں لہذا آپ ﷺ گھر چلے گئے اور گھر کے افراد کو جمع کیا اور ان کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھی۔ (معجم الکبیر للطبرانی، مجمع الزوائد ۲/۴۵، المعجم الاوسط ۵/۳۵۱، ۴۶۰۱، ۷/۱۵۱، ۶۸۲۰، المجروحین لابن حبان ۳/۴..۵، الکامل لابن عدی ۶/۲۳۹۸)۔

۔۔ محدث ھیثمیؒ نے کہا کہ اس حدیث کے تمام راوی مضبوط ہیں۔ شیخ ناصر الدین البانیؒ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا (تمام المنة ص۱۵۵)۔ شیخ مشہور حسن سلمانؒ نے بھی اس حدیث کے صحیح ہونے کا اقرار کیا ہے۔ (اعلام العابد فی حکم تکرار الجماعة فی المسجد الواحد، ص ۳۴)

﴿نوٹ﴾ مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ جماعت اولیٰ فوت ہونے پر ہمارے اور ساری انسانیت کے قائد نبی اکرم ﷺ نے مسجد میں جماعت ثانیہ کا اہتمام نہیں کیا بلکہ گھر جا کر دوسری جماعت کی۔

۳) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ایک مرتبہ اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ مسجد میں نماز ادا کرنے کے لئے نکلے تو دیکھا کہ لوگ مسجد سے باہر آ رہے ہیں اور جماعت ختم ہوگئی ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ واپس گھر آئے اور جماعت کے ساتھ نماز ادا فرمائی۔ (اس روایت کو امام طبرانی نے "المعجم الکبیر ۹۳۸۰" میں صحیح سند کے ساتھ ذکر فرمائی ہے نیز ابن عبدالرزاق نے "مصنف ۳۸۸۳/۴۰۹/۲" میں ذکر فرمائی ہے)۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا شمار ان فقہاء صحابہ میں ہوتا ہے کہ جن سے بڑے بڑے صحابہ کرام بھی مسائل میں رجوع فرمایا کرتے تھے۔۔غور فرمائیں کہ کس چیز نے اس فقیہ صحابی کو مسجد میں دوسری جماعت کرنے سے روکا۔ یقیناً انہیں معلوم تھا کہ مسجد میں تنہا نماز پڑھنی ہوگی جبکہ مسجد کے باہر کسی دوسری جگہ میں دوسری جماعت کی جاسکتی ہے چنانچہ انہوں نے مسجد کے باہر دوسری جماعت کا اہتمام فرمایا تاکہ جماعت کی نماز کی فضیلت کسی حد تک حاصل ہو جائے۔

۴) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرا دل چاہتا کہ میں ایک شخص کو حکم دوں کہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں پھر جوانوں سے کہوں کہ بہت سا ایندھن اکٹھا کر کے لائیں پھر میں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو بلا کسی عذر گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں اور جا کر ان کے گھروں کو جلا دوں۔ (بخاری و مسلم) اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے ایسے لوگوں کے لئے جو مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے اپنی خواہش کا اظہار فرمایا کہ میں ان کے گھروں میں آگ لگا دوں۔ ساری امت متفق ہے کہ یہاں پہلی جماعت مراد ہے۔ اگر عام مساجد میں دوسری / تیسری / چوتھی جماعت کرنے کی مکمل طور پر اجازت دیدی جائے تو پہلی جماعت میں نہ آنے والوں کے گھروں

کوآگ لگانے کی نبی اکرم ﷺ کی حجت پوری نہیں ہوسکتی کیونکہ جب نبی اکرم ﷺ جماعت میں شریک نہ ہونے والوں کے گھروں کوآگ لگانے جاتے تو وہ کہہ سکتے تھے کہ ہم دوسری ا تیسری ا چوتھی جماعت میں شریک ہوجائیں گے۔

۵) متعدد احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت چاہتی ہے کہ جماعت میں زیادہ سے زیادہ حضرات شریک ہوں کیونکہ زیادہ حضرات کی شرکت زیادہ ثواب کا باعث بنے گی عام مساجد میں دوسری ا تیسری ا چوتھی جماعت کی ترغیب دینے کی صورت میں پہلی جماعت میں لوگوں کی شرکت یقیناً کم رہے گی، جو شریعت کی خواہش کے خلاف ہے۔

۶) جیسا کہ تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جن علماء نے سہولت کے پیش نظر محلّہ کی مساجد میں بھی دوسری جماعت کرنے کی اجازت دیدی ہے تو وہاں تقریباً ہر نماز کے بعد دوسری ا تیسری ا چوتھی بلکہ کبھی کبھی متعدد جماعتیں ادا کی جاتی ہیں، جس سے جماعت کی نماز کا مقصود ہی فوت ہوجاتا ہے۔

۷) عام مساجد میں دوسری ا تیسری ا چوتھی جماعت کی اجازت دینے سے امت میں فرقہ بندی بڑھے گی، مثلاً اگر چند حضرات مسلکی اختلافات کی وجہ سے کسی امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھنا چاہتے تو وہ دوسری یا تیسری جماعت کا اہتمام کریں گے۔ یہی وجہ ہے کہ سعودی حکومت مسجد حرام اور مسجد نبوی میں دوسری جماعت کرنے سے روکتی ہے۔

۸) مسجد میں دوسری جماعت ادا کرنے سے دیگر نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے خاص کر جو اپنی فوت شدہ رکعات پڑھ رہے ہوں، حالانکہ نماز کو خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے جو نماز میں سب سے زیادہ مطلوب ہے۔

﴿نوٹ﴾ شیخ محمد ناصر الدین البانیؒ (جن کی حدیث کی خدمات کو خلیجی ممالک میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے) کی رائے بھی یہی ہے کہ عام مساجد میں دوسری جماعت کرنا مکروہ ہے۔

جماعت ثانیہ کے قائلین کے دلائل کے جوابات:

۱) حضرت ابی ابن کعبؓ کی روایت سے صرف یہ معلوم ہوا کہ جماعت میں جتنے زیادہ حضرات شریک ہوں گے اتنا ہی ثواب زیادہ ملے گا۔ اس حدیث سے عام مساجد میں دوسری / تیسری / چوتھی جماعت کرنے کا دور دور تک کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

۲) حضرت ابوسعید الخدریؓ کی روایت سے حضور اکرم ﷺ کے فرمان کی روشنی میں معلوم ہوا کہ ایک شخص جس نے فرض نماز جماعت سے ادا کر لی ہے دوسرے ایسے شخص پر صدقہ کر رہا ہے جس نے ابھی فرض نماز ادا نہیں کی ہے۔ اگر دونوں فرض نماز ادا کر رہے ہوں تو کون کس پر صدقہ کرنے والا ہوگا؟ یہاں حقیقتاً دوسری جماعت ہوئی ہی نہیں بلکہ ایک شخص نے نفل کی نیت کر کے اس پر صدقہ کیا۔ دو شخص نے فرض کی نیت کر کے مسجد میں دوسری جماعت ادا کی ہو، ایسا کوئی واقعہ نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں نہیں ہوا۔

۳) نبی اکرم ﷺ اور صحابۂ کرام کے عمل کی روشنی میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ حضرت انسؓ کا عمل راستے کی کسی مسجد کا رہا ہوگا اسی لئے انہوں نے اذان اور اقامت کے بعد نماز پڑھی ورنہ محلّہ کی مسجد میں دوبارہ اذان کا کیا مطلب؟

﴿تنبیہ﴾ بعض حضرات اس گمان کی وجہ سے کہ امام قعدہ اخیرہ میں ہے جماعت میں شریک نہیں ہوتے بلکہ دوسری جماعت کی مکمل تیاری شروع کر دیتے ہیں جیسے ہی امام سلام پھیرتا ہے فوراً ہی دوسری جماعت شروع کر دیتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ، صحابۂ کرام، تابعین، تبع تابعین بلکہ اسلام کی پوری تاریخ میں ایسی کوئی نظیر ہمیں نہیں ملتی۔ لہذا ہمیں امام کے ساتھ ہی جماعت میں شریک ہونا چاہئے خواہ امام کے قعدہ اخیرہ میں ہونے کا یقین ہی کیوں نہ ہو۔

دو نمازوں کو اکٹھے پڑھنے کا حکم

نماز کی وقت پر ادائیگی سے متعلق آیات قرآنیہ اور متواتر احادیث کی روشنی میں مفسرین، محدثین، فقہاء وعلماء کرام کا اتفاق ہے کہ فرض نماز کو اس کے متعین اور مقرر وقت پر پڑھنا فرض ہے اور بلا عذر شرعی مقرر وقت سے تقدیم وتاخیر کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

نماز کو وقت پر پڑھنے سے متعلق چند آیات:

اِنَّ الصَّلَاۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَاباً مَّوْقُوْتاً (سورۃ النساء ۱۰۳) بے شک نماز اہل ایمان پر فرض ہے جس کا وقت مقرر ہے۔

حَافِظُوا عَلَی الصَّلَوَاتِ (سورۃ البقرۃ ۲۳۸) نمازوں کی حفاظت کرو۔ مفسر قرآن علامہ ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ وقت پر نمازوں کو ادا کرنے کی حفاظت کا حکم فرماتے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلَی صَلَوَاتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ (سورۃ المعارج ۳۴) اور وہ لوگ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ مفسر قرآن ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ وہ لوگ نماز کے اوقات، ارکان، واجبات اور مستحبات کی حفاظت کرتے ہیں۔

فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ (سورۃ الماعون ۴ و ۵) سو ان نمازیوں کے لئے بڑی خرابی ہے جو اپنی نماز میں کاہلی کرتے ہیں۔ مفسرین نے تحریر کیا ہے کہ وقت پر نماز کی ادائیگی نہ کرنا اس آیت کی وعید میں داخل ہے۔

قرآن کریم (سورۃ النساء آیت ۱۰۲) میں نماز خوف کی کیفیت اور اس کے اصول وآداب بیان کئے گئے ہیں۔ متعدد احادیث میں نماز خوف کی کیفیت بیان کی گئی ہے جن سے واضح ہوتا ہے کہ میدان جنگ

میں اور عین جنگ کے وقت صرف نماز کی کیفیت میں تخفیف کی گنجائش ہے لیکن وقت کو نظر انداز کرنے کی اجازت نہیں ہے بلکہ امکانی حد تک وقت کی پابندی ضروری ہے۔ معلوم ہوا کہ اگر کفار سے جنگ ہو رہی ہو اور اس وقت ذرا سی کاہلی بھی شکست کا سبب بن سکتی ہے تو اس موقع پر بھی دو نمازوں کو جمع کر کے یعنی ایک کا وقت ختم ہونے کے بعد یا دوسرے کا وقت داخل ہونے سے قبل پڑھنا جائز نہیں ہے بلکہ نماز کو وقت پر ادا کیا جائے گا، ورنہ وقت کے نکلنے کے بعد اسکی قضا کرنی ہوگی جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے غزوۂ احزاب کے موقع پر وقت پر ادائیگی نہ کرنے پر نماز کی قضا کی تھی۔

نماز کو وقت پر پڑھنے سے متعلق چند احادیث نبویہ:

نماز کے اوقات سے متعلق متعدد احادیث کتب حدیث میں موجود ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نماز کے وقت میں نماز پڑھنا۔ انہوں نے عرض کیا اس کے بعد کون سا عمل زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ماں باپ کی خدمت کرنا۔ انہوں نے پھر عرض کیا کہ اس کے بعد کون سا عمل زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنا۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

اسی طرح حضرت جبرئیل علیہ السلام کی امامت والی حدیث متعدد صحابۂ کرام سے مروی ہے جس میں مذکور ہے کہ ۲ روز حضرت جبرئیل علیہ السلام نے امامت فرما کر حضور اکرم ﷺ کو نماز پڑھائی۔ پہلے دن ہر نماز اول وقت میں پڑھائی اور دوسرے دن آخر وقت میں پڑھائی، پھر فرمایا کہ ہر نماز کا وقت ان دونوں وقتوں کے درمیان ہے۔ (ابوداود، ترمذی)

حضور اکرم ﷺ ہمیشہ نماز کو وقت پر ادا فرماتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ

احزاب میں ایک روز شدت جنگ کی وجہ سے حضور اکرم ﷺ کی نماز عصر فوت ہوگئی۔ آپ ﷺ نے غروب آفتاب کے بعد اس کی قضا پڑھی اور کفار کے خلاف سخت الفاظ میں بددعا فرمائی کہ ان لوگوں نے ہمیں نماز عصر سے مشغول رکھا، اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔ (صحیح بخاری باب غزوہ الخندق، صحیح مسلم)

غور فرمائیں کہ حضور اکرم ﷺ نے طائف کے سفر میں جب کہ آپ کو لہولہان کر دیا گیا تھا، فرشتہ نے آپ کے سامنے حاضر ہو کر ان کو کچلنے کی پیش کش بھی کی مگر رحمۃ للعالمین نے ان کے لئے ہدایت کی ہی دعا فرمائی، مگر غزوۂ احزاب میں کفار کی مزاحمت کی وجہ سے نماز کے قضا ہو جانے پر آپ ﷺ کو اس قدر صدمہ پہنچا کہ ان کے خلاف سخت سے سخت الفاظ میں بددعا فرمائی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے بغیر کسی عذر کے دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھا اس نے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا۔ (ترمذی باب ما جاء فی الجمع بین الصلاتین)

اس حدیث کے ایک راوی کو امام ترمذیؒ نے ضعیف کہا ہے، تاہم قرآن و حدیث کے دیگر نصوص سے اس حدیث کے مضمون کی تائید ہوتی ہے۔ نیز امام حاکمؒ نے ان کو حسن و قوی تسلیم کیا ہے۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے حضور اکرم ﷺ کا ارشاد مروی ہے کہ نماز میں کوتاہی یہ ہے کہ ایک نماز کو دوسرے نماز کے وقت تک مؤخر کر دیا جائے۔ (صحیح مسلم باب قضاء الصلاۃ الفائتۃ)

جمع بین الصلاتین: قرآن وحدیث کی روشنی میں امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ ہر نماز کو اس کے وقت پر ہی ادا کرنا چاہیے۔ یہی شریعت اسلامیہ میں مطلوب ہے، پوری زندگی اسی پر عمل کرنا چاہئے اور اسی کی دعوت دوسروں کو دینی چاہئے۔ لیکن اگر کوئی شخص سفر یا کسی شرعی عذر کی وجہ سے دو نمازوں کو اکٹھا کرنا چاہے تو اس سلسلہ میں فقہاء وعلماء کرام کا اختلاف ہے۔ فقہاء وعلماء کرام کی ایک جماعت نے سفر یا موسلا دھار بارش کی وجہ سے ظہر وعصر میں جمع تقدیم وجمع تاخیر اسی طرح مغرب وعشاء میں جمع تقدیم وجمع تاخیر کی اجازت دی ہے۔ لیکن فقہاء وعلماء کرام کی دوسری جماعت نے احادیث نبویہ کی روشنی میں حقیقی جمع کی اجازت نہیں دی ہے۔ ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے مشہور تابعی وفقیہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بھی یہی رائے ہے۔ ہندو پاک کے علماء کا بھی یہی موقف ہے۔ فقہاء وعلماء کی یہ جماعت' اُن احادیث کو جن میں جمع بین الصلاتین کا ذکر آیا ہے، ظاہری جمع پر محمول کرتی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ظہر کی نماز آخری وقت میں اور عصر کی نماز اوّل وقت میں ادا کی جائے، مثلاً ظہر کا وقت ایک بجے سے چار بجے تک ہے اور عصر کا وقت چار بجے سے غروب آفتاب تک تو ظہر کو چار بجے سے کچھ قبل اور عصر کو چار بجے پڑھا جائے۔ اس صورت میں ہر نماز اپنے اپنے وقت کے اندر ادا ہوگی، لیکن صورت وعمل کے لحاظ سے دونوں نمازیں اکٹھی ادا ہوں گی، اسی طرح مغرب کی نماز آخری وقت میں اور عشاء کی نماز اوّل وقت میں پڑھی جائے، اس کو جمع ظاہری یا جمع صوری یا جمع عملی کہا جاتا ہے۔ اس طرح تمام احادیث پر عمل بھی ہو جائے گا اور قرآن وحدیث کا اصل مطلوب ومقصود (یعنی نماز کی وقت پر ادائیگی) بھی ادا ہو جائے گا۔

مؤخر الذکر قول چند اسباب کی وجہ سے زیادہ راجح ھے۔

۱) نماز کے اوقات کی تحدید قطعی فرض ہے جو قرآن کریم کی بعض آیات ومتعدد متواتر احادیث سے ثابت ہے اور پوری امت کا اس پر اجماع ہے۔ جمع بین الصلاتین دو نمازوں کو اکٹھی پڑھنے سے متعلق احادیث اخبار آحاد ہیں۔ قرآنی آیات اور متواتر احادیث کا اگر بظاہر تعارض خبر آحاد سے ہو تو خبر آحاد میں تاویل کرنی چاہئے، لہذا ان اخبار آحاد کو جمع ظاہری (یعنی نماز ظہر کو آخر وقت میں اور نماز عصر کو اوّل وقت میں ادا کیا جائے) پر محمول کیا جانا چاہئے تا کہ کسی طرح کا تعارض بھی نہ رہے اور تمام احادیث پر عمل بھی ہو جائے۔

۲) بعض احادیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے زندگی میں حقیقی جمع بین الصلاتین صرف دو بار حج کے موقع پر کیا ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بے وقت نماز پڑھتے نہیں دیکھا (یعنی آپ ﷺ ہمیشہ وقت پر نماز پڑھتے تھے) مگر (حجۃ الوداع میں) مغرب وعشاء کو مزدلفہ میں اکٹھے پڑھا (یعنی عشاء کے وقت میں مغرب وعشاء اکٹھی پڑھیں)۔ (صحیح بخاری، کتاب الحج، من یصلی الفجر بجمع۔۔۔۔صحیح مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ نماز وقت پر پڑھتے تھے لیکن (حجۃ الوداع میں) آپ ﷺ نے عرفات میں ظہر وعصر کو ظہر کے وقت میں جمع کر کے پڑھا اور مزدلفہ میں مغرب وعشاء کو عشاء کے وقت میں جمع کر کے پڑھا۔ (نسائی)

حجاج کرام کے لئے عرفات (مسجد نمرہ) میں ظہر وعصر کی حقیقی جمع اور مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی حقیقی جمع متواتر احادیث سے ثابت ہے اور پوری امت کا اس پر اجماع ہے، لیکن حضور اکرم ﷺ نے عرفات اور مزدلفہ کے علاوہ کبھی بھی حقیقی جمع کی صورت میں دو نمازوں کا اکٹھا کر کے نہیں پڑھا جیسا کہ

احادیث بالا میں مذکور ہے۔

۳) بعض احادیث کے الفاظ سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنے سے متعلق احادیث کا تعلق جمع ظاہری سے ہے، مثلاً:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ سفر میں ظہر کو مؤخر اور عصر کو مقدم کرتے تھے، مغرب کو مؤخر اور عشاء کو مقدم کرتے تھے۔ (مسند امام احمد، طحاوی، مستدرک حاکم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (ایک سفر میں) غروبِ شفق سے قبل سواری سے اترے، مغرب کی نماز پڑھی پھر انتظار کیا، غروب شفق کے بعد عشاء کی نماز ادا کی پھر فرمایا حضور اکرم ﷺ کو جب (سفر میں) جلدی ہوتی تو آپ ﷺ اسی طرح عمل فرماتے جیسے میں نے کیا ہے۔ (ابوداود، باب الجمع بین الصلاتین۔ دار قطنی)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ غزوۂ تبوک کے سفر میں نکلے تو حضور اکرم ﷺ ظہر و عصر کو اس طرح جمع کرتے، ظہر کو آخری وقت میں اور عصر کو اول وقت میں پڑھتے۔ (طبرانی اوسط)

حضرت ابوعثمان نہدیؒ فرماتے ہیں کہ وہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کوفہ سے مکہ مکرمہ سفر حج پر جا رہے تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ظہر و عصر کو اس طرح جمع کرتے کہ ظہر کو مؤخر کرتے اور عصر کو مقدم کرتے پھر دونوں کو اکٹھا ادا کرتے، مغرب کو مؤخر کرتے اور عشاء کو مقدم کرتے، پھر دونوں کو اکٹھا ادا کرتے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ باب من قال تجمع المسافر بین الصلاتین)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں ظہر و عصر کو ملا کر پڑھا، حالانکہ یہ کسی خطرہ یا سفر کی حالت نہ تھی۔ حضرت ابوالزبیرؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سعیدؒ سے پوچھا کہ آپ ﷺ نے ایسا کیوں کیا؟ حضرت سعیدؒ نے جواب دیا کہ میں نے بھی

یہ بات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھی تھی تو انہوں نے بتایا کہ آپ ﷺ کا مقصد تھا کہ لوگ تنگی میں مبتلا نہ ہوں۔ (صحیح مسلم، الجمع بین الصلاتین فی الحضر)

اس حدیث میں جمع بین الصلاتین سے مراد ظاہری جمع ہے یعنی ظہر کو اس کے آخر وقت میں اور عصر کو اس کے اول وقت میں پڑھا۔ محدثین کرام حتی کہ علامہ شوکانیؒ نے بھی اس حدیث سے جمع صوری ہی مراد لیا ہے۔

ان تمام احادیث سے واضح طور پر معلوم ہوا ہے کہ ظاہری جمع جائز ہے، لیکن حقیقی جمع صرف دو جگہوں پر ہے۔

۴) حدیث کے پورے ذخیرہ میں حضور اکرم ﷺ کے عمل سے صرف اُنہی دو نمازوں کے جمع کرنے کا ثبوت ملتا ہے جن کے اوقات آپس میں ملتے ہیں اور درمیان میں مکروہ وقت بھی نہیں ہے، جن کی وجہ سے ظاہری جمع پر عمل ہو سکتا ہے اور وہ صرف ظہر و عصر یا مغرب و عشاء کی نمازیں ہیں۔ باقی جن نمازوں کے اوقات باہم متصل نہیں ہیں، جیسے فجر و ظہر یا اوقات تو متصل ہیں لیکن درمیان میں مکروہ وقت ہے جیسے عصر و مغرب یا عشاء و فجر کہ نصف شب کے بعد عشاء کا مکروہ وقت شروع ہو جاتا ہے۔ اگر حقیقی جمع جائز ہوتی تو پھر ظہر و عصر یا مغرب و عشاء کے ساتھ ہی خاص نہ ہوتی بلکہ عشاء و فجر یا فجر و ظہر میں حقیقی جمع جائز ہوتی، اور اس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے، معلوم ہوا کہ جن احادیث میں سفر وغیرہ کی وجہ سے دو نمازوں کے اکٹھے پڑھنے کا ذکر ہے اس سے مراد ایک نماز کو اس کے آخری وقت میں اور دوسری نماز کو اس کے اوّل وقت میں ادا کرنا ہے۔

۵) بعض احادیث میں آتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے بعض دفعہ سفر یا خوف یا بارش کے عذر کے بغیر بھی دو نمازوں کو اکٹھا کر کے پڑھا۔ اگر دو نمازوں کی حقیقی جمع جائز ہوتی تو ان احادیث کی وجہ سے بغیر کسی عذر کے بھی دو نمازوں کو حقیقی جمع کر کے پڑھنا جائز ہوتا، حالانکہ اہل سنت والجماعت میں کوئی بھی

اس کا قائل نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ اس طرح کی احادیث سے مراد ایک نماز کو اس کے آخری وقت میں اور دوسری نماز کو اس کے اوّل وقت میں ادا کرنا ہے۔ غزوۂ تبوک کے طویل سفر میں یہی صورتِ عمل تھی کہ سفر بہت طویل تھا، موسم سخت گرم تھا، طہارت ووضو کے لئے پانی کی قلت تھی، اسلامی فوج کی تعداد تقریباً تیس ہزار تھی اتنے بڑے لشکر کا ان مذکورہ حالات میں بار بار اترنا اور سوار ہونا انتہائی مشکل تھا، اس لئے ظاہری جمع پر عمل کیا گیا یعنی ایک نماز کو اس کے آخری وقت میں اور دوسری نماز کو اس کے اوّل وقت میں ادا کیا گیا۔

غرضیکہ نماز کو وقت پر ہی ادا کرنا چاہئے سوائے ۹ ذی الحجہ کو مسجد نمرہ (عرفات) میں ظہر وعصر کی ادائیگی ظہر کے وقت میں اور مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی ادائیگی عشاء کے وقت میں، لیکن اگر کوئی عذر شرعی ہے مثلاً سفر میں ہیں اور بار بار رکنا دشواری کا سبب ہے تو دو نمازیں ظاہری جمع کر کے ادا کر لی جائیں یعنی ایک نماز کو اس کے آخری وقت میں اور دوسری نماز کو اس کے اوّل وقت میں ادا کر لیا جائے۔

خشوع وخضوع والی نماز

قیام، قرآن کی تلاوت، رکوع، سجدہ اور قعدہ وغیرہ نماز کا جسم ہیں اور اسکی روح خشوع وخضوع ہے۔ چونکہ جسم بغیر روح کے بے حیثیت ہوتا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ نمازوں کو اس طرح ادا کریں کہ جسم کے تمام اعضاء کی یکسوئی کے ساتھ دل کی یکسوئی بھی ہو، تا کہ ہماری نمازیں' روح یعنی خشوع وخضوع کے ساتھ ادا ہوں۔ دل کی یکسوئی یہ ہے کہ نماز کی حالت میں بہ قصد خیالات ووساوس سے دل کو محفوظ رکھیں اور اللہ کی عظمت وجلال کا نقش اپنے دل پر بٹھانے کی کوشش کریں۔ جسم کے اعضاء کی یکسوئی یہ ہے کہ اِدھر اُدھر نہ دیکھیں، بالوں اور کپڑوں کو سنوارنے میں نہ لگیں بلکہ خوف وخشیت اور عاجزی وفروتنی کی ایسی کیفیت طاری کریں جیسے عام طور پر بادشاہ کے سامنے ہوتی ہے۔

قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں نماز کو خشوع وخضوع اور اطمینان وسکون کے ساتھ ادا کرنے کی بار بار تعلیم دی گئی ہے، کیونکہ اصل نماز وہی ہے جو خشوع وخضوع اور اطمینان وسکون کے ساتھ ادا کی جائے، اور ایسی ہی نماز پر اللہ تعالیٰ انسان کو دنیا اور آخرت کی کامیابی عطا فرماتے ہیں جیسا کہ مندرجہ ذیل قرآن کریم کی آیات اور احادیث شریفہ سے معلوم ہوتا ہے۔

آیات قرآنیہ:

☆ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ (سورۃ المومنون:۱-۲) یقیناً وہ ایمان والے کامیاب ہوگئے جن کی نمازوں میں خشوع ہے۔

☆ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ (سورۃ البقرۃ:۴۵) صبر اور نماز کے ذریعہ مدد حاصل کیا کرو۔ بیشک وہ نماز بہت دشوار ہے مگر جن کے دلوں میں خشوع ہے ان پر کچھ بھی

دشوار نہیں۔

☆ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ (سورۃ البقرۃ:۲۳۸) تمام نمازوں کی خاص طور پر درمیان والی نماز (یعنی عصر کی) پابندی کیا کرو اور اللہ کے سامنے باادب کھڑے رہا کرو۔

احادیثِ نبویہ:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا سَمِعْتُمُ الْاِقَامَةَ فَامْشُوْا اِلَى الصَّلَاةِ وَعَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ وَالْوَقَارِ وَلَا تُسْرِعُوْا وَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوْا۔ (صحیح البخاری ۔ باب لا یسعی الی الصلاۃ ولیأت بالسکینۃ والوقار)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اقامت سنو تو پورے وقار، اطمینان اور سکون سے چل کر نماز کے لئے آؤ اور جلدی نہ کرو۔ جتنی نماز پالو پڑھ لو اور جو رہ جائے وہ بعد میں پوری کرلو۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى، فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِیِّ ﷺ فَرَدَّ، فَقَالَ: اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ، فَرَجَعَ فَصَلّٰى كَمَا صَلّٰى، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِیِّ ﷺ، فَقَالَ اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ۔ ثَلَاثاً، فَقَالَ: وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا اُحْسِنُ غَيْرَهُ فَعَلِّمْنِیْ۔ فَقَالَ: اِذَا قُمْتَ اِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اِقْرَاْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآن، ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعاً، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِماً، ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِداً، ثُمَّ ارْفَعْ

حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِساً وَافْعَلْ ذٰلِكَ فِيْ صَلَاتِكَ كُلِّهَا (البخاری ۔ باب وجوب القراءة للامام والمأموم فی الصلوات)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے۔ ایک اور صاحب بھی مسجد میں آئے اور نماز پڑھی پھر (رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور) رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: جاؤ نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ گئے اور جیسے نماز پہلے پڑھی تھی ویسے ہی نماز پڑھکر آئے، پھر رسول اللہ ﷺ کو آ کر سلام کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ اس طرح تین مرتبہ ہوا۔ اُن صاحب نے عرض کیا: اُس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا، آپ مجھے نماز سکھایئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو تکبیر کہو، پھر قرآن مجید میں سے جو کچھ پڑھ سکتے ہو پڑھو۔ پھر رکوع میں جاؤ تو اطمینان سے رکوع کرو، پھر رکوع سے کھڑے ہو تو اطمینان سے کھڑے ہو، پھر سجدہ میں جاؤ تو اطمینان سے سجدہ کرو، پھر سجدہ سے اٹھو تو اطمینان سے بیٹھو۔ یہ سب کام اپنی پوری نماز میں کرو۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّان رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَا مِنْ اِمْرِءٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلَاةٌ مَّكْتُوْبَةٌ، فَيُحْسِنُ وَضُوْئَهَا وَخُشُوْعَهَا، اِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوْبِ مَا لَمْ يُؤْتِ كَبِيْرَةً، وَذٰلِكَ الدَّهْرُ كُلُّهُ (صحيح مسلم ۔ باب فضل الوضوء والصلاة عقبه)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو مسلمان بھی فرض نماز کا وقت آنے پر اسکے لئے اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر خوب خشوع کے ساتھ نماز

پڑھتا ہے جس میں رکوع بھی اچھی طرح کرتا ہے تو جب تک کوئی کبیرہ (بڑا) گناہ نہ کرے یہ نماز اس کے لئے پچھلے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے، اور یہ فضیلت ہمیشہ کے لئے ہے۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَا مِنْ اَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الوُضُوْءَ وَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ يُقْبِلُ بِقَلْبِهٖ وَوَجْهِهٖ عَلَيْهِمَا اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ۔ (ابو داود ۔ باب كراهية الوسوسة وحديث النفس فى الصلاة)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص بھی اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر دو رکعت اس طرح پڑھتا ہے کہ دل نماز کی طرف متوجہ رہے اور اعضاء میں بھی سکون ہو تو اس کے لئے یقیناً جنت واجب ہو جاتی ہے۔

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَزَالُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مُقْبِلًا عَلَى الْعَبْدِ فِيْ صَلَاتِهٖ مَا لَمْ يَلْتَفِتْ، فَاِذَا صَرَفَ وَجْهَهُ انْصَرَفَ عَنْهُ (النسائى ۔ باب التشديد فى الالتفات فى الصلاة)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ بندہ کی طرف اس وقت تک توجہ فرماتے ہیں جب تک وہ نماز میں کسی اور طرف متوجہ نہ ہو۔ جب بندہ اپنی توجہ نماز سے ہٹا لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے اپنی توجہ ہٹا لیتے ہیں۔

عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَسْوَأُ النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِيْ يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهٖ. قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهٖ ؟ قَالَ: لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا (رواه احمد والطبرانى وابن خزيمة فى صحيحه

والحاکم و قال صحیح الاسناد / الترغیب والترھیب۔۔۔ الترھیب من عدم اتمام الرکوع والسجود واقامة الصلب بینھما)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بدترین چوری کرنے والا شخص وہ ہے جو نماز میں سے چوری کرے۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! نماز میں کس طرح چوری کرے گا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کا رکوع اور سجدہ اچھی طرح سے ادا نہ کرنا۔ (غرض اطمینان وسکون کے بغیر نماز ادا کرنے کو نبی اکرم ﷺ نے بدترین چوری قرار دیا)۔

عَنْ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: اِنَّ الرَّجُلَ لَیَنْصَرِفُ وَمَا کُتِبَ لَہُ اِلَّا عُشْرُ صَلَاتِہِ، تِسْعُھَا، ثُمُنُھَا، سُبُعُھَا، سُدُسُھَا، خُمُسُھَا، رُبُعُھَا، ثُلُثُھَا، نِصْفُھَا (رواہ ابو داود والنسائی وابن حبان فی صحیحہ بنحوہ ۔ الترغیب والترھیب ۔ الترھیب من عدم اتمام الرکوع والسجود واقامة الصلب بینھا)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: آدمی نماز سے فارغ ہوتا ہے اور اس کے لئے ثواب کا دسواں حصہ لکھا جاتا ہے، اسی طرح بعض کے لئے نواں حصہ، بعض کے لئے آٹھواں، ساتواں، چھٹا، پانچواں، چوتھائی، تہائی، آدھا حصہ لکھا جاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ اِلٰی رَجُلٍ لَا یُقِیْمُ صُلْبَہُ بَیْنَ رُکُوْعِہٖ وَسُجُوْدِہٖ (رواہ احمد باسناد جید ۔ الترغیب والترھیب ۔ الترھیب من عدم اتمام الرکوع والسجود واقامة الصلب بینھا)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کی نماز کی طرف دیکھتے ہی نہیں جو رکوع اور سجدہ کے درمیان یعنی قومہ میں اپنی کمر کو سیدھا نہ کرے۔

عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ حُذَیْفَةَ بْنِ الْیَمَانِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ رَأَی رَجُلًا لَا یُتِمُّ رُکُوْعَهُ وَلَا سُجُوْدَهُ، فَلَمَّا قَضٰی صَلَاتَهُ قَالَ لَهُ حُذَیْفَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: مَا صَلَّیْتَ، قَالَ وَاحْسِبُهُ، قَالَ: وَلَوْ مِتَّ مِتَّ عَلٰی غَیْرِ سُنَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ (صحیح البخاری ۔ باب اذا لم یتم السجود)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جو رکوع اور سجدہ کو پوری طرح سے ادا نہیں کر رہا تھا۔ جب وہ شخص نماز سے فارغ ہو گیا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ اگر تو اسی طرح نماز پڑھتے ہوئے مر گیا تو محمد ﷺ کے دین کے بغیر مرے گا۔

عَنْ جَابِرِبْنِ سَمُرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مَا لِیْ اَرَاکُمْ رَافِعِیْ اَیْدِیْکُمْ کَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَیْلٍ شُمْسٍ، اُسْکُنُوْا فِی الصَّلَاةِ (صحیح مسلم ۔ باب الامر بالسکون فی الصلاۃ)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے اور فرمانے لگے کہ میں تم لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ نماز میں گھوڑے کی دُم کی طرح اپنے ہاتھ اٹھاتے ہو۔ نماز میں سکون اختیار کرو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: اُمِرَ النَّبِیُّ ﷺ اَنْ یَسْجُدَ عَلٰی سَبْعَةِ اَعْضَاءٍ وَلَا یَکُفَّ شَعْراً وَلَا ثَوْباً (البخاری ۔ باب السجود علی سبعة اعظم / ومسلم ۔ باب اعضاء السجود والنهی عن کف الشعر والثوب)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم دیا، اور نیز اس بات کا حکم فرمایا کہ نماز میں کپڑوں اور بالوں کو نہ سمیٹیں۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنْ نَقْرَۃِ الْغُرَابِ، وَاِفْتِرَاشِ السَّبُعِ وَاَنْ یُّوْطِنَ الرَّجُلُ الْمَکَانَ فِی الْمَسْجِدِ کَمَا یُوْطِنُ الْبَعِیْرُ (رواہ احمد وابو داود والنسائی وابن ماجۃ وابن خزیمۃ وابن حبان فی صحیحھما / الترغیب والترھیب ۔ الترھیب من عدم اتمام الرکوع والسجود)۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کوّے کی طرح ٹھونگے مارنے سے (یعنی جلدی جلدی نماز پڑھنے سے) اور درندہ کی کھال بچھا کر نماز پڑھنے سے اور اس سے کہ کوئی شخص مسجد میں نماز کی کوئی خاص جگہ مقرر کرلے جیسے کہ اونٹ (اپنے اصطبل) میں ایک خاص جگہ مقرر کرلیتا ہے۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: اَوَّلُ عِلْمٍ یُرْفَعُ مِنَ النَّاسِ اَلْخُشُوْعُ، یُوْشِکُ اَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَ جَمَاعَۃٌ فَلَا تَرٰی فِیْہِ رَجُلًا خَاشِعاً (الترمذی ۔ باب ما جا فی ذھاب العلم)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے جس چیز کا علم لوگوں سے اٹھالیا جائے گا وہ خشوع کا علم ہے۔ عنقریب مسجد میں بہت سے لوگ آئیں گے، تم ان میں ایک شخص کو بھی خشوع والا نہ پاؤ گے۔

نماز میں خشوع وخضوع پیدا کرنے کا طریقہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان بآواز ہوا خارج کرتا ہوا پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا ہے تا کہ اذان نہ سنے پھر جب اذان ختم ہوجاتی ہے تو وہ واپس آجاتا ہے۔ جب اقامت کہی جاتی ہے تو وہ پھر بھاگ جاتا ہے اور اقامت پوری ہونے کے بعد پھر واپس آجاتا ہے تا کہ نمازی کے دل میں وسوسہ ڈالے۔ چنانچہ نمازی سے کہتا ہے یہ بات یاد کر اور یہ بات یاد کر۔ ایسی ایسی باتیں یاد دلاتا ہے جو باتیں نمازی کو نماز سے پہلے یاد نہ تھیں یہاں تک کہ نمازی کو یہ بھی خیال نہیں رہتا کہ کتنی رکعتیں ہوئیں۔ (مسلم ۔ باب فضل الاذان .....)

شیطان کی پہلی کوشش' مسلمان کو نماز سے ہی دور رکھنا ہے کیونکہ نماز اللہ کی اطاعت کے تمام کاموں میں سب سے افضل عمل ہے۔ لیکن جب اللہ کا بندہ' شیطان کی تمام کوششوں کو ناکام بنا کر اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ محبوب عمل نماز کو شروع کر دیتا ہے تو پھر وہ نماز کی روح یعنی خشوع وخضوع سے محروم کرنے کی کوشش کرتا ہے، چنانچہ وہ نماز میں مختلف دنیاوی امور کو یاد دِلا کر نماز کی روح سے غافل کرتا ہے جیسا کہ مذکورہ حدیث میں وارد ہوا ہے۔ لہذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ ایسے اسباب اختیار کرے کہ جن سے نمازیں خشوع وخضوع کے ساتھ ادا ہوں۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں نماز میں خشوع وخضوع پیدا کرنے کے چند اسباب ذکر کئے جارہے ہیں۔ اگر ان مذکورہ اسباب کو اختیار کیا جائے گا تو ان شاء اللہ شیاطین سے حفاظت رہے گی اور ہماری نمازیں خشوع وخضوع کے ساتھ ادا ہوں گی۔

نماز شروع کرنے سے پہلے:

۱) جب مؤذن کی آواز کان میں پڑے تو دنیاوی مشاغل کو ترک کر کے اذان کے کلمات کا جواب دیں اور اذان کے اختتام پر نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھ کر اذان کے بعد کی دعا پڑھیں۔

۲) پیشاب وغیرہ کی ضروریات سے فارغ ہو جائیں کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: (لاصَلاةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلا وَهُوَ يُدَافِعُه الاخبَثَان ۔ صحیح مسلم) کھانے کی موجودگی میں (اگر واقعی بھوک لگی ہو) نماز نہ پڑھی جائے اور نہ ہی اس حالت میں جب پیشاب پائخانہ کا شدید تقاضہ ہو۔

۳) بسم اللہ پڑھ کر سنت کے مطابق اس یقین کے ساتھ وضو کریں کہ ہر عضو سے آخری قطرے کے گرنے کے ساتھ اس عضو کے ذریعہ کئے جانے والے گناہ بھی معاف ہو رہے ہیں اور وضو کی وجہ سے اعضاء قیامت کے دن روشن اور چمکدار ہوں گے جن سے تمام نبیوں کے سردار حضرت محمد ﷺ اپنے امت کے افراد کی شناخت فرمائیں گے۔

۴) صاف ستھرہ لباس پہن لیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: (يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُم عِندَ كُلِّ مَسجِد) اے آدم کی اولاد! ہر نماز کے وقت ایسا لباس زیبِ تن کر لیا کرو جس میں ستر پوشی کے ساتھ زیبائش بھی ہو (سورہ الاعراف ۳۱)۔ نیز نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ (مسلم)

﴿وضاحت﴾ تنگ لباس ہرگز استعمال نہ کریں۔ نیز مرد حضرات پائجامہ یا کوئی دوسرا لباس ٹخنوں سے نیچے نہ پہنیں، احادیث میں ٹخنوں سے نیچے پائجامہ وغیرہ پہننے والوں کے لئے سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔

۵) جو چیزیں نماز میں اللہ کی یاد سے غافل کریں، ان کو نماز سے قبل ہی دور کر دیں۔

۶) اپنی وسعت کے مطابق سخت سردی اور سخت گرمی سے بچاؤ کے اسباب اختیار کریں۔

۷) شور وغل کی جگہ نماز پڑھنے سے حتی الامکان بچیں۔

﴿وضاحت﴾ ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ مسجد میں جماعت کی نماز کے وقت اپنی دُوکان، کاروبار اور فیکٹری وغیرہ خاص کر آواز کرنے والی مشینوں کو بند کردے تاکہ سکون کے ساتھ فرض نماز ادا کی جاسکے۔

۸) مرد حضرات فرض نماز جماعت کے ساتھ مسجدوں میں اور مستورات گھر میں ادا کریں۔

۹) صرف حلال روزی پر اکتفا کریں اگرچہ بظاہر کم ہی کیوں نہ ہو۔

۱۰) نماز میں خشوع وخضوع پیدا ہوجائے، اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہیں۔

نماز شروع کرنے کے بعد:

۱) نہایت ادب واحترام کے ساتھ اپنی عاجزی وفروتنی اور اللہ جلّ شانہ کی بڑائی، عظمت اور علوِ شان کا اقرار کرتے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھا کر زبان سے اللہ اکبر کہیں، دل سے یقین کریں کہ اللہ تعالیٰ ہی بڑا ہے اور وہی جی لگانے کے لائق ہے اس کے علاوہ ساری دنیا حقیر اور چھوٹی ہے، اور دنیا سے بے تعلق ہوکر اپنی تمام تر توجہ صرف اسی ذات کی طرف کریں جس نے ہمیں ایک ناپاک قطرے سے پیدا فرما کر خوبصورت انسان بنادیا اور مرنے کے بعد اسی کے سامنے کھڑے ہوکر اپنی اس دنیاوی زندگی کا حساب دینا ہے۔

۲) ثنا، سورہ فاتحہ، سورہ، رکوع وسجدہ کی تسبیحات، جلسہ وقومہ کی دعائیں، التحیات، نبی اکرم ﷺ پر درود اور دعاؤں وغیرہ کو سمجھ کر اور غور وفکر کرتے ہوئے اطمینان کے ساتھ پڑھیں، اگر تدبر وتفکر نہیں کرسکتے تو کم از کم اتنا معلوم ہو کہ نماز کے کس رکن میں ہیں اور کیا پڑھ رہے ہیں۔

۳) اس یقین کے ساتھ نماز پڑھیں کہ نماز میں اللہ جلّ شانہ سے مناجات ہوتی ہے جیسا کہ حضرت

انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں گزرا۔ نیز دوسری حدیث میں ہے کہ سورہ فاتحہ کی تلاوت کے دوران اللہ تبارک وتعالیٰ ہر آیت کے اختتام پر بندہ سے مخاطب ہوتا ہے۔

۴) اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں، نیز بالوں اور کپڑوں کو سنوارنے میں نہ لگیں۔

۵) سجدہ کے وقت یہ یقین ہو کہ میں اس وقت اللہ کے بہت زیادہ قریب ہوں جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بندہ نماز کے دوران سجدہ کی حالت میں اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ (مسلم)

۶) نماز کے تمام ارکان واعمال کو اطمینان اور سکون کے ساتھ ادا کریں۔

۷) نبی اکرم ﷺ کے طریقے کے مطابق ہی نماز ادا کریں۔

۸) نماز میں خشوع وخضوع کی کوشش کے باوجود اگر بلا ارادہ دھیان کسی اور طرف چلا جائے تو خیال آتے ہی فوراً نماز کی طرف توجہ کریں۔ اس طرح بلا ارادہ کسی طرف دھیان چلا جانا نماز میں نقصان دہ نہیں ہے (ان شاء اللہ)۔

﴿وضاحت﴾ نماز میں خشوع وخضوع پیدا کرنے کے لئے کثرت سے اللہ کے ذکر کو بھی خاص اہمیت حاصل ہے اس لئے صبح وشام پابندی سے اللہ کا ذکر کرتے رہیں کیونکہ ذکر شیطان کو دفع کرتا ہے اور اس کی قوت کو توڑتا ہے نیز دل کو گناہوں کے زنگ سے صاف کرتا ہے۔

اھم گزارش: نماز میں خشوع وخضوع پیدا کرنے، اور نماز کی قبولیت کے لئے سب سے اہم اور بنیادی شرط: اخلاص ہے کیونکہ اعمال کی قبولیت کا انحصار نیت اور ارادہ پر ہوتا ہے جیسا کہ بخاری شریف کی پہلی حدیث میں ہے: اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے، ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی..... لہذا نماز کی ادائیگی سے خواہ فرض ہو یا نفل صرف اللہ جلّ شانہ کی رضامندی مطلوب

ہو۔ دوسروں کو دکھانے کے لئے نماز نہ پڑھیں کیونکہ دوسروں کو دکھانے کے لئے نماز پڑھنے کو احادیث میں فتنۂ دجال سے بھی بڑا فتنہ اور شرک قرار دیا ہے۔

☆ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ مسیح دجال کا ذکر کر رہے تھے، اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ میں تمہیں دجال کے فتنے سے زیادہ خطرناک بات سے آگاہ نہ کردوں؟ ہم نے عرض کیا: ضرور۔ یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: شرکِ خفی، دجال سے بھی زیادہ خطرناک ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک آدمی نماز کے لئے کھڑا ہو اور نماز کو اس لئے لمبا کرے کہ کوئی آدمی اسے دیکھ رہا ہے۔ (ابن ماجہ ۔ باب الریاء والسمعہ)

☆ حضرت شداد بن اوسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس نے دکھاوے کی نماز پڑھی اس نے شرک کیا.....۔ (مسند احمد۔ ج ۴، ص ۱۲۵)

قرآن کریم میں مؤمنین کی صفات اور نماز

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ایمان والوں کی صفات میں سے نماز کی پابندی کرنے کو خصوصیت سے ذکر کیا ہے۔ جن میں سے بعض آیات مندرجہ ذیل ہیں:

☆ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (سورۃ التوبۃ:۷۱) مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے (مددگار و معاون اور) دوست ہیں۔ وہ بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں، نمازوں کو پابندی سے بجالاتے ہیں، زکاۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔

☆ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (سورۃ التوبۃ: ۱۱۲) وہ (ایمان والے) ایسے ہیں جو توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے (یا راہِ حق میں سفر کرنے والے) رکوع اور سجدہ کرنے والے، نیک باتوں کی تعلیم کرنے والے اور بری باتوں سے باز رکھنے والے اور اللہ کی حدوں کا خیال رکھنے والے ہیں۔ اور ایسے مؤمنوں کو آپ خوشخبری سنا دیجئے۔

☆ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ ..... الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ ..... اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ (سورۃ الانفال:۲-۴) بس ایمان والے تو ایسے ہی ہوتے ہیں کہ جب اللہ کا ذکر آتا ہے تو اُن کے قلوب ڈر جاتے ہیں..... جو کہ نمازوں کی پابندی کرتے ہیں..... یہی لوگ سچے ایمان والے ہیں۔

ان کے لئے بڑے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔

☆ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ (سورۃ الانعام:۹۲) اور جو لوگ آخرت کا یقین رکھتے ہیں' ایسے لوگ اس پر ایمان لے آتے ہیں اور وہ اپنی نماز کی پابندی رکھتے ہیں۔

☆ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ (سورۃ المومنون:۱-۲) یقیناً ایمان والوں نے فلاح حاصل کر لی جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے ہیں۔

☆ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ (سورۃ ابراہیم:۳۱) میرے ان بندوں سے کہہ دیجئے جو ایمان لائے ہیں کہ نمازوں کو قائم رکھیں۔

☆ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ (سورۃ الحج:۴۱) یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم زمین میں ان کے پاؤں جما دیں تو یہ پوری پابندی سے نمازیں قائم کریں اور زکاتیں دیں اور اچھے کاموں کا حکم کریں اور برے کاموں سے منع کریں۔ تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

☆ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا (سورۃ النساء:۱۶۲) لیکن ان میں سے (اہل کتاب میں سے) جو کامل اور مضبوط علم والے ہیں اور ایمان والے ہیں اور جو اُس پر ایمان لاتے ہیں جو آپ کی طرف اُتارا گیا اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا اور نمازوں کو قائم رکھنے والے ہیں ..... یہ ہیں جنہیں ہم بہت بڑے اجر عطا فرمائیں گے۔

☆ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا

سَلٰمًا وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا (سورۃالفرقان:۶۳-۶۴)رحمٰن کے (سچے) بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی (عاجزی) کے ساتھ چلتے ہیں اور جب بے علم لوگ ان سے باتیں کرنے لگتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ سلام ہے۔اور جو اپنے رب کے سامنے سجدے اور قیام کرتے ہوئے راتیں گزار دیتے ہیں۔

اس کے بعد سورہ کے اختتام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہی لوگ ہیں جنہیں ان کے صبر کے بدلے جنت میں بالاخانے دئے جائیں گے۔

☆ اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ (سورۃالمائدۃ:۵۵)

(مسلمانو) تمہارا دوست خود اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور ایمان والے ہیں جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں اور زکاۃ ادا کرتے ہیں اور وہ رکوع کرنے والے ہیں۔

نمازوں کا اہتمام کرنے والے ہی قرآن کریم کی ہدایات سے فیضیاب ہوتے ہیں:

ویسے تو اللہ کی کتاب تمام ہی انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے نازل ہوئی ہے مگر اس چشمہء فیض سے سیراب وہی لوگ ہوتے ہیں جو اپنے خدا سے ڈرتے ہیں اور اس کے حکموں کے مطابق اپنی زندگی گزارتے ہیں خاص کر نمازوں کا اہتمام کرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں کئی مرتبہ ذکر کیا ہے:

☆ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ ..... اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (سورۃالبقرۃ:۲-۵)اس کتاب میں کوئی شک نہیں، پرہیزگاروں کو راہ دکھانے والی ہے جو کہ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز کو

قائم رکھتے ہیں.....یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح ونجات پانے والے ہیں۔

☆ تِلْکَ اٰیٰتُ الْقُرْاٰنِ وَکِتٰبٍ مُّبِیْنٍ هُدًی وَّبُشْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوةَ (سورۃالنمل:۱-۳) یہ آیتیں ہیں قرآن کی اور روشن کتاب کی، ہدایت اور خوشخبری ایمان والوں کے لئے جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکاۃ ادا کرتے ہیں۔

☆ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ هُدًی وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِیْنَ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوةَ (سورۃلقمان:۲-۴) یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں جو نیکوکاروں کے لئے رہبر اور (سراسر) رحمت ہے جو کہ نمازوں کو قائم کرتے ہیں اور زکاۃ دیتے ہیں۔

☆ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ (سورۃفاطر:۱۸) (اے نبی) تم صرف انھیں کو آگاہ کر سکتے ہو جو غائبانہ طور پر اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور نمازوں کی پابندی کرتے ہیں۔یعنی آپ کے ڈرانے سے وہی اپنا رویہ درست کر کے نفع اٹھائے گا جو خدا سے بن دیکھے ڈرتا ہو اور نمازوں کی پابندی کرتا ہو۔

﴿وضاحت﴾ ان آیات میں اقامۃ الصلاۃ سے مراد پابندی کے ساتھ نمازوں کا اہتمام کرنا ہے ورنہ نماز تو منافق بھی پڑھتے تھے۔

نماز کے تعلق سے قرآن میں انبیاء کا ذکر

نماز اللہ جلّ شانہ کے ہاں ایسا محبوب اور مہتم بالشان عمل ہے کہ اس کی فرضیت صرف امتِ محمدیہ ہی کے لئے نہیں بلکہ پہلی امتوں کے لئے بھی نماز پڑھنے کا حکم تھا۔ نیز اللہ جلّ شانہ نے بے شمار فرشتوں کی تخلیق صرف اسی لئے کی ہے کہ وہ نماز کے دو اہم رکن: رکوع اور سجدہ کی حالت میں قیامت تک رہیں۔ غرض جس طرح قرآن کریم میں نبی اکرم ﷺ کا ذکر نماز کے تعلق سے ملتا ہے، اسی طرح پہلے انبیاء کرام کا ذکر بھی کثرت سے موجود ہے، بعض آیات کا ذکر یہاں کیا جارہا ہے:

نبی اکرم ﷺ:

☆ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّکَ یَضِیْقُ صَدْرُکَ بِمَا یَقُوْلُوْنَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَکُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ (سورۃ الحجر:۹۷-۹۸) ہمیں خوب معلوم ہے کہ ان (مشرکین) کی باتوں سے آپ کا دل تنگ ہوتا ہے، سو آپ اپنے پروردگار کی تسبیح اور حمد بیان کرتے رہیں اور سجدہ کرنے والوں میں شامل ہوجائیں۔ اسی لئے نبی اکرم ﷺ کی عادت تھی کہ جب بھی کوئی اہم بات پیش آتی تو آپ ﷺ نماز کی طرف جھپٹتے۔

☆ وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا لَا نَسْئَلُکَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُکَ (سورۃ طٰہٰ: ۱۳۲) (اے محمد) اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کر اور خود بھی اس پر قائم رہ۔ ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے، بلکہ ہم خود تجھے روزی دیتے ہیں۔

﴿وضاحت﴾ اس خطاب میں ساری امت نبی ﷺ کے تابع ہے یعنی ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود بھی نماز کی پابندی کرے اور اپنے گھر والوں کو بھی نماز کی تأکید کرتا رہے۔

☆ اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ (سورۃ الکوثر) یقیناً ہم نے تجھے حوضِ کوثر دیا ہے،

پس تو اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر.

☆ يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلاً نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلاً اَوْ زِدْ عَلَيْهِ (سورۃ المزمل: ۱-۴) (اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے خطاب فرمایا:) اے چادر اوڑھنے والے! رات کو تہجد کی نماز میں کھڑے رہا کریں مگر کچھ دیر آرام فرمالیں یعنی آدھی رات یا آدھی رات سے کچھ کم یا آدھی رات سے کچھ زیادہ آرام فرمالیں۔

☆ اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ (سورۃ المزمل:۲۰) آپ کا رب بخوبی جانتا ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھ کے لوگوں کی ایک جماعت قریب دو تہائی رات کے اور آدھی رات کے اور ایک تہائی رات کے تہجد پڑھتی ہے۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام:

اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی ہاجرہ اور اپنے شیر خوار بچے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مُلکِ شام سے مکہ کی سرزمین میں لاکر بیت اللہ کے قریب بنجر اور چٹیل میدان میں اقامت صلاۃ (نماز قائم کرنے) کے عظیم مقصد کے لئے بساتے ہیں اور اپنے پروردگار سے دعا کرتے ہیں:

☆ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ (سورۃ ابراہیم:۳۷) اے ہمارے پروردگار! میں نے اپنی کچھ اولاد اس بے کھیتی کی وادی میں تیرے حرمت والے گھر کے پاس بسائی ہے۔ اے ہمارے پروردگار! یہ اس لئے کہ وہ نماز قائم رکھیں۔

اللہ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے اور اپنی اولاد کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کرتے ہیں:

☆ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ (سورۃ ابراہیم:۴۰) اے میرے

پالنے والے! مجھے نماز کا پابند رکھ اور میری اولاد سے بھی (یعنی میرے ساتھ میری اولاد کو بھی نماز کا اہتمام کرنے والا بنا) اے ہمارے رب! میری دعا قبول فرما۔

﴿وضاحت﴾ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ساتھ اپنی اولاد کے لئے بھی نماز کی پابندی کرنے کی دعا مانگی، جس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کو اپنے ساتھ اپنے گھر والوں کی بھی نمازوں کی فکر کرنی چاہیئے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام:

☆ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا (سورۃ مریم:۵۴-۵۵) اس کتاب میں اسماعیل علیہ السلام کا واقعہ بھی بیان کر، وہ بڑا ہی وعدے کا سچا تھا اور تھا بھی رسول اور نبی۔ وہ اپنے گھر والوں کو برابر نماز اور زکاۃ کا حکم دیتا تھا، اور اپنے پروردگار کی بارگاہ میں پسندیدہ اور مقبول تھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام:

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کو ظاہر کرنے کے لئے بغیر باپ کے حضرت مریم علیہا السلام کے بطن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا۔ بغیر باپ کے بچہ کی پیدائش پر لوگوں نے حضرت مریم علیہا السلام کے اردگرد جمع ہو کر ان پر تہمتیں لگانی شروع کر دیں، حضرت مریم علیہا السلام نے اپنے بچے کی طرف اشارہ کیا کہ اسی سے دریافت کر لو، مگر سبھی لوگوں نے کہا کہ ہم اس گود کے بچے سے کیسے بات کر سکتے ہیں، تبھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام شیر خوار بچے ہوتے ہوئے بھی اللہ کے حکم سے بول اٹھتے ہیں:

☆ قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا (سورۃ مریم:۳۰-۳۱) انھوں نے کہا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب عطا فرمائی ہے اور مجھے اپنا پیغمبر بنایا ہے اور اس نے مجھے بابرکت کیا ہے جہاں بھی میں

ہوں۔ اوراس نے مجھے نماز اور زکاۃ کا حکم دیا جب تک بھی میں زندہ رہوں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام:

حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی سے نکاح کر کے اوران کے گھر دس سال گزارنے کے بعد اپنے وطن واپس ہورہے ہیں۔راستہ میں انتہائی سردی کے زمانے میں رات کی تاریکیوں میں ان کی اہلیہ کو دردِ زہ ہوتا ہے۔دور پہاڑی پر روشنی نظر آتی ہے،اپنی اہلیہ کو وہیں چھوڑ کر اس روشنی کو آگ سمجھ کر لینے کے لئے چلے جاتے ہیں مگر وہ آگ نہیں بلکہ اللہ کی تجلی تھی، چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس پہاڑی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کرتا ہے:

☆ اِنِّیۡۤ اَنَا اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدۡنِیۡ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ (سورۃ طٰہٰ:۱۴)بیشک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا عبادت کے کوئی لائق نہیں ہے پس تو میری ہی عبادت کر،اور میری یاد کے لئے نماز قائم رکھ۔غرضیکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت کا تاج پہنا کر سب سے پہلے نماز کا حکم فرمایا۔

☆ وَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی مُوۡسٰی وَ اَخِیۡہِ اَنۡ تَبَوَّاٰ لِقَوۡمِکُمَا بِمِصۡرَ بُیُوۡتًا وَّ اجۡعَلُوۡا بُیُوۡتَکُمۡ قِبۡلَۃً وَّ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ بَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ (سورۃ یونس:۸۷)اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام اوران کے بھائی کے پاس وحی بھیجی کہ تم دونوں اپنے ان لوگوں کے لئے مصر میں گھر برقرار رکھو اور تم سب اپنے انہی گھروں کو نماز پڑھنے کی جگہ قرار دے لو اور نماز کے پابند رہو اور آپ مسلمانوں کو بشارت دے دیں۔

حضرت زکریا علیہ السلام:

☆ فَنَادَتۡہُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَ ہُوَ قَآئِمٌ یُّصَلِّیۡ فِی الۡمِحۡرَابِ (سورۃ آل عمران:۳۹)پس فرشتوں نے انھیں آواز دی جب کہ وہ حجرے میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

حضرت شعیب علیہ السلام:

☆ قَالُوْا یٰشُعَیْبُ اَصَلٰوتُکَ تَاْمُرُکَ اَنْ نَّتْرُکَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ (سورۃ ہود:۸۷) انہوں نے (یعنی کافروں نے) جواب دیا کہ اے شعیب! کیا تیری نماز تجھے یہی حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادوں کے معبودوں کو چھوڑ دیں۔

﴿وضاحت﴾ حضرت شعیب علیہ السلام بہت کثرت سے نماز پڑھتے تھے۔

حضرت ابراھیم، لوط، اسحاق اور یعقوب علیھم السلام:

حضرت ابراہیم، حضرت لوط، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام کا تذکرہ فرما کر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

☆ وَجَعَلْنٰھُمْ اَئِمَّةً یَّھْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَیْنَآ اِلَیْھِمْ فِعْلَ الْخَیْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَآءَ الزَّکٰوةِ وَکَانُوْا لَنَا عٰبِدِیْنَ (سورۃ الانبیاء:۷۳) ہم نے انہیں پیشوا بنا دیا کہ ہمارے حکم سے لوگوں کی رہبری کریں اور ہم نے ان کی طرف نیک کاموں کے کرنے اور نمازوں کے قائم رکھنے اور زکاۃ دینے کی وحی (تلقین) کی اور وہ سب کے سب ہمارے عبادت گزار بندے تھے۔

حکیم لقمان کی اپنے بیٹے کو نصیحت:

☆ یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَکَ اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (سورۃ لقمان:۱۷) اے میرے پیارے بیٹے! تو نماز قائم رکھنا، اچھے کاموں کی نصیحت کرتے رہنا، برے کاموں سے منع کیا کرنا اور جو مصیبت تم پر آجائے اس پر صبر کرنا۔ (یقین مان) کہ یہ بڑے تأکیدی کاموں میں سے ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی نماز

قرآن وحدیث کی روشنی میں امت مسلمہ متفق ہے کہ تمام انبیاء ورسل کے سردار، کائنات میں سب سے افضل واعلیٰ بشر اور قیامت تک آنے والے تمام انس وجن کے نبی حضور اکرم ﷺ کی نبوت کے بعد کی زندگی کا وافر حصہ نماز میں گزرا۔ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کریم (سورۃ المزمل) میں بیان کیا ہے کہ نبی دو تہائی رات یا کبھی آدھی رات یا کبھی ایک تہائی رات روزانہ نماز تہجد پڑھا کرتے تھے۔ ساری انسانیت کے نبی حضور اکرم ﷺ کا نماز کے ساتھ جو گہرا تعلق تھا اور نماز میں جو آپ ﷺ کی حالت اور کیفیت ہوا کرتی تھی، اُس کا اندازہ سیرت کی کتابوں سے ادنی سی واقفیت رکھنے والا شخص بھی کرسکتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ راتوں کو کتنی لمبی لمبی نمازیں ادا کرتے تھے۔ یہ نماز کے ساتھ خاص شغف اور تعلق کا ہی نتیجہ تھا کہ حضور اکرم ﷺ پانچ فرض نمازوں کے علاوہ دیگر سنن ونوافل، نماز تہجد، نماز اشراق، نماز چاشت، تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد کا بھی اہتمام فرماتے۔ اور پھر خاص خاص مواقع پر نماز ہی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے رجوع فرماتے۔ سورج گرہن یا چاند گرہن ہوتا تو مسجد تشریف لے جاکر نماز میں مشغول ہوجاتے۔ سفر سے واپسی ہوتی تو پہلے مسجد تشریف لے جاکر نماز ادا کرتے۔ اس لئے ہمیں بھی چاہئے کہ اپنے نبی کی اتباع میں نمازوں کا خاص اہتمام کریں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس اہم اور بنیادی فریضہ کو کثرت سے بیان کیا ہے۔ صرف قرآن پاک میں تقریباً سات سو مرتبہ، کہیں اشارۃً اور کہیں صراحۃً مختلف عنوانات سے نماز کا ذکر ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا پیار بھرا خطاب حضور اکرم ﷺ سے ہے کہ آپ رات کے بڑے حصہ میں نماز تہجد پڑھا کریں: (اے چادر میں لپٹنے والے! رات کا تھوڑا حصہ چھوڑ کر باقی رات میں (عبادت کے لئے) کھڑے ہوجایا کرو۔ رات کا آدھا حصہ یا آدھے سے کچھ کم یا اُس سے کچھ زیادہ اور قرآن کی تلاوت اطمینان سے صاف صاف کیا کرو)۔ (سورۃ المزمل: ۱۔۴) اسی طرح سورۃ المزمل کی کی آخری آیت

میں اللہ رب العزت فرماتا ہے: (اے پیغمبر!) تمہارا پروردگار جانتا ہے کہ تم دو تہائی رات کے قریب اور کبھی آدھی رات اور کبھی ایک تہائی رات (تہجد کی نماز کے لئے) کھڑے ہوتے ہو اور تمہارے ساتھیوں (صحابۂ کرام) میں سے بھی ایک جماعت (ایسا ہی کرتی ہے)۔

ابتداء اسلام میں پانچ نمازوں کی فرضیت سے قبل تک نماز تہجد حضور اکرم ﷺ اور تمام مسلمانوں پر فرض تھی، چنانچہ آپ ﷺ اور صحابۂ کرام رات کے ایک بڑے حصہ میں نماز تہجد پڑھا کرتے تھے۔ پانچ نمازوں کی فرضیت کے بعد نماز تہجد کی فرضیت تو ختم ہوگئی مگر اس کا استحباب باقی رہا، یعنی اللہ اور اس کے رسول نے بار بار امت مسلمہ کو نماز تہجد پڑھنے کی ترغیب دی، چنانچہ قرآن کریم میں فرض نماز کے بعد نماز تہجد ہی کا ذکر متعدد مرتبہ آیا ہے۔ علماء کی ایک جماعت کی رائے ہے کہ پانچ نمازوں کی فرضیت کے بعد نماز تہجد عام مسلمانوں کے لئے تو فرض نہ رہی لیکن حضور اکرم ﷺ پر آخری وقت تک فرض رہی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ رات کو قیام فرماتے یعنی نماز تہجد ادا کرتے یہاں تک کہ آپ کے پاؤں مبارک میں ورم آجاتا۔ (صحیح بخاری) ذاتی تجربات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک دو گھنٹے نماز پڑھنے سے پیروں میں ورم نہیں آتا ہے بلکہ رات کے ایک بڑے حصہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے، طویل رکوع اور سجدہ کرنے کی وجہ سے ورم آتا ہے، چنانچہ سورۃ البقرہ اور سورۃ آل عمران جیسی لمبی لمبی سورتیں آپ ﷺ ایک رکعت میں پڑھا کرتے تھے اور وہ بھی بہت اطمینان وسکون کے ساتھ۔

سورۃ المزمل کی ابتدائی آیات، آخری آیت، مذکورہ حدیث اور دیگر احادیث سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ ﷺ رات کا دو تہائی یا آدھا یا ایک تہائی حصہ روزانہ نماز تہجد پڑھا کرتے تھے۔ اس فرمان الٰہی سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات تمام رسل وانبیاء کرام کے سردار وتاجدار مدینہ حضور اکرم ﷺ کے متعلق یہی تھیں کہ آپ نماز سے اپنا خاص تعلق وشغف رکھیں۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ

کے ارشادات بھی اس کی گواہی دے رہے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔ (مسند احمد، نسائی)

اسی طرح جب نماز کا وقت ہوتا تو آپ ﷺ مسجد نبوی کے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرماتے: اے بلال! اٹھو، نماز کا بندوبست کرکے ہمارے دل کو چین اور آرام پہنچاؤ۔ (مسند احمد، ابوداود) حضور اکرم ﷺ کے مذکورہ ارشادات سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو نماز کی ادائیگی سے راحت اور سکون ملتا تھا۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہئے کہ ہم اپنے نبی کی اقتدا میں نماز سے ایسا شغف اور تعلق پیدا کریں کہ نماز کی ادائیگی کے بغیر ہمیں سکون اور راحت نہ مل سکے۔

حضور اکرم ﷺ کا نماز کے ساتھ گہرے تعلق کا واضح اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ ہجرت سے قبل آپ ﷺ کو مکہ والوں نے طرح طرح سے ستایا، انھوں نے آپ پر ظلموں کے پہاڑ توڑے۔ چنانچہ کبھی آپ کی گردن میں چادر کا پھندا ڈالا گیا، کبھی آپ کے اوپر اونٹنی کی اوجھڑی اور گھر کا کوڑا ڈالا گیا، طائف میں آپ پر پتھر برسائے گئے، اسی طرح جنگ اُحد میں دشمنوں نے آپ کو زخمی کیا مگر آپ ﷺ نے ان کے حق میں ایک مرتبہ بھی بددعا نہیں کی، لیکن غزوۂ خندق کے موقع پر جب دشمنوں نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کر رکھی تھی، ایک دن آپ ﷺ کو عصر کی نماز سورج کے غروب ہونے تک پڑھنے کی مہلت نہیں ملی تو آپ ﷺ نے اُن دشمنان اسلام کے لئے اتنی سخت بددعا دی کہ ایسی سخت بددعا کسی دوسرے موقع پر آپ ﷺ نے نہیں دی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں نے ہمیں عصر کی نماز نہیں پڑھنے دی، اللہ ان کے گھروں اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے۔ (بخاری، مسلم)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ رات کو قیام فرماتے یہاں تک کہ آپ کے پاؤں مبارک میں ورم آجاتا۔ میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کے تمام اگلے پچھلے گناہ (اگر ہوتے بھی تو) معاف کردئے گئے ہیں، پھر آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں اپنے پروردگار کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ (بخاری)

حضرت عطاءؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ حضور اکرم ﷺ کی کوئی عجیب بات جو آپ نے دیکھی ہو وہ سنا دیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کی کون سی بات عجیب نہ تھی۔ ایک رات میرے پاس تشریف لائے اور میرے ساتھ میرے لحاف میں لیٹ گئے، پھر فرمانے لگے: چھوڑو، میں تو اپنے رب کی عبادت کروں۔ یہ فرما کر بستر سے اٹھے، وضو فرمایا پھر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور رونا شروع کر دیا یہاں تک کہ آنسو سینہ مبارک تک بہنے لگے۔ پھر رکوع فرمایا، اُس میں بھی اسی طرح روتے رہے۔ پھر سجدہ فرمایا، اس میں بھی روتے رہے، پھر سجدہ سے اٹھے اور اسی طرح روتے رہے یہاں تک کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز کے لئے آواز دی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اتنا کیوں رو رہے ہیں جب کہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ (اگر ہوتے بھی تو) اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دئے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو کیا پھر میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ اور میں ایسا کیوں نہ کروں جب کہ آج رات مجھ پر ﴿اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ.. اَلَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ﴾ سے سورہ آل عمران کے ختم تک کی آیات نازل ہوئی ہیں۔ (صحیح ابن حبان)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں حضور اکرم ﷺ کے پاس سے گزرا۔ آپ ﷺ مسجد میں (نفل) نماز پڑھ رہے تھے۔ میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا اور مجھے یہ خیال تھا کہ آپ ﷺ کو یہ معلوم نہیں کہ میں آپ کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے سورۃ البقرہ شروع فرمائی۔ میں نے (اپنے دل میں کہا) کہ سو آیتوں پر رکوع فرمائیں گے لیکن جب آپ ﷺ نے سو آیتیں پڑھ لیں اور رکوع نہ فرمایا تو میں نے سوچا کہ دو سو آیتوں پر

رکوع فرمائیں گے مگر دوسو آیتوں پر بھی رکوع نہ فرمایا تو مجھے خیال ہوا کہ سورہ کے ختم پر رکوع فرمائیں گے۔ جب آپ ﷺ نے سورہ ختم فرمادی تو اَللّٰھُمَّ! لَکَ الْحَمْدُ، تین مرتبہ پڑھا۔ پھر سورۂ آل عمران شروع فرمائی تو میں نے خیال کیا کہ اس کے ختم پر تو رکوع فرما ہی لیں گے۔ حضور اکرم ﷺ نے یہ سورہ ختم فرمائی لیکن رکوع نہیں فرمایا اور تین مرتبہ اَللّٰھُمَّ! لَکَ الْحَمْدُ، پڑھا۔ پھر سورۂ مائدہ شروع فرمادی۔ میں نے سوچا کہ سورہ مائدہ کے ختم پر رکوع فرمائیں گے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے سورہ مائدہ کے ختم پر رکوع فرمایا تو میں نے آپ ﷺ کو رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیم پڑھتے سنا اور آپ اپنے ہونٹوں کو ہلا رہے تھے (جس کی وجہ سے) میں سمجھا کہ آپ ﷺ اس کے ساتھ کچھ اور بھی پڑھ رہے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے سجدہ فرمایا اور میں نے آپ ﷺ کو سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الاعْلٰی پڑھتے سنا اور آپ اپنے ہونٹوں کو ہلا رہے تھے (جس کی وجہ سے) میں سمجھا کہ آپ ﷺ اس کے ساتھ کچھ اور بھی پڑھ رہے ہیں جس کو میں نہیں سمجھ رہا تھا۔ پھر (دوسری رکعت میں) سورۃ الانعام شروع فرمائی تو میں آپ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے چھوڑ کر چلا گیا، کیونکہ میں مزید رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے کی ہمت نہ کرسکا۔ (مصنف عبدالرزاق)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات' میں حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ نماز (تہجد) پڑھنے لگا، آپ ﷺ نے اتنا لمبا قیام فرمایا کہ میرے دل میں ایک غلط چیز کا خیال آنے لگا۔ پوچھا گیا کہ کس چیز کا خیال آنے لگا۔ تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خیال آیا کہ بیٹھ جاؤں یا نماز کو چھوڑ دوں کیونکہ میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ اتنی لمبی نماز پڑھنے کی ہمت نہیں کر پا رہا تھا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ آپ ﷺ کے سینہ مبارک سے رونے کی ایسی مسلسل آواز آرہی تھی جیسے چکّی کی آواز ہوتی ہے۔

(ابوداود)

﴿وضاحت﴾ حضور اکرم ﷺ اپنی نفل نماز میں قیام، رکوع اور سجدے بہت لمبے لمبے کیا کرتے تھے اور قرآن کی تلاوت بھی بہت اطمینان سے کیا کرتے تھے حتی کہ آپ ﷺ کے پاؤں مبارک پر ورم آجاتا مگر جماعت کے ساتھ آپ مقتدیوں کی رعایت کرتے ہوئے زیادہ لمبی نماز نہیں پڑھاتے تھے۔

حضور اکرم ﷺ کا نماز کے ساتھ جو خاص تعلق تھا اُس کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ مرض الوفات میں مرض کی شدت کے باوجود وفات سے چار دن پہلے یعنی جمعرات کی مغرب تک تمام نمازیں آپ ﷺ خود ہی پڑھایا کرتے تھے۔ عشاء کے وقت بیماری کی شدت کی وجہ سے مسجد جانے کی طاقت نہ رہی، پھر بھی دو تین مرتبہ غسل کیا تاکہ صحابۂ کرام کو عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھائیں مگر ہر بار غشی طاری ہوگئی۔ بالآخر آپ ﷺ کے فرمان پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔ ہفتہ یا اتوار کو حضور اکرم ﷺ نے جب اپنی طبیعت میں بہتری دیکھی تو دو آدمیوں کے سہارے سے چل کر ظہر کی نماز ادا کرنے کے لئے مسجد تشریف لائے۔ اگلے روز دوشنبہ کو حضور اکرم ﷺ انتقال فرما گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے نکلا آخری کلام (نماز، نماز اور غلاموں کے بارے میں اللہ سے ڈرو) تھا۔ (ابوداود) ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے آخری وصیت یہ ارشاد فرمائی: نماز، نماز، اپنے غلاموں (اور ماتحت لوگوں) کے بارے میں اللہ سے ڈرو، یعنی ان کے حقوق ادا کرو۔ جس وقت آپ ﷺ نے یہ وصیت فرمائی، آپ ﷺ کی زبان مبارک سے پورے لفظ نہیں نکل رہے تھے۔ (مسند احمد)

غرض حضور اکرم ﷺ نے زندگی کے آخری لمحات تک نماز کا اہتمام فرمایا اور امت کو بھی آخری وقت میں نماز کے اہتمام کرنے کی وصیت فرما گئے، یہ صرف نماز کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کا خاص تعلق اور

شغف کا ہی نتیجہ تھا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی آخری وقت تک نمازوں کا اہتمام کرنے والا بنائے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا ہے، اس لئے آپ ﷺ اپنی امت کی تکلیفوں کی بہت فکر کرتے تھے، مگر نماز میں سستی و کاہلی کرنے والے کے متعلق حضور اکرم ﷺ کے ارشادات بہت سخت ہیں۔ اُس نبی رحمت کے چند ارشادات پیش خدمت ہیں جن کا ہم نام لیتے ہیں تا کہ ہم اِن ارشادات کی روشنی میں تاجدار مدینہ کی آنکھوں کی ٹھنڈک یعنی نماز کا اہتمام کریں:

ہمارے (اہل ایمان) اور ان کے (اہل کفر) کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہے، لہذا جس نے نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا۔ (مسند احمد، ابوداود، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ) نماز کا چھوڑنا مسلمان کو کفر وشرک تک پہنچانے والا ہے۔ (صحیح مسلم) جان کر نماز نہ چھوڑو، جو جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے وہ مذہب سے نکل جاتا ہے۔ (طبرانی) اسلام میں اُس شخص کا کوئی بھی حصہ نہیں جو نماز نہیں پڑھتا۔ (بزار) جو شخص فرض نماز چھوڑ کر سوتا رہتا ہے اُس کا سر (قیامت کے دن) پتھر سے کچلا جائے گا۔ (بخاری) میں چاہتا ہوں کہ کسی کو نماز پڑھانے کا حکم دوں، پھر جمعہ نہ پڑھنے والوں کو اُن کے گھروں سمیت جلا ڈالوں۔ (مسلم) جس شخص نے تین جمعہ غفلت کی وجہ سے چھوڑ دئے، اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتے ہیں۔ (نسائی، ترمذی)

اب رحمۃ للعالمین کے اُن فرمان کو بھی بغور پڑھیں جن میں نماز کا اہتمام کرنے پر دنیا و آخرت کی کامیابی قرار دی ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بندوں پر پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں، جو ان نمازوں کو اس طرح لے کر آئے کہ ان میں لاپرواہی سے کسی قسم کی کوتاہی نہ کرے تو حق تعالیٰ شانہ کا عہد ہے کہ اُس کو جنت میں ضرور داخل فرمائیں گے۔ اور جو شخص ایسا نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کا کوئی عہد اس سے

نہیں، چاہے اس کو عذاب دیں چاہے جنت میں داخل کر دیں۔ (موطا مالک، ابن ماجہ، ابوداود، مسند احمد)

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن آدمی کے اعمال میں سے سب سے پہلے فرض نماز کا حساب لیا جائے گا، اگر نماز درست ہوئی تو وہ کامیاب و کامران ہوگا، اگر نماز درست نہ ہوئی تو وہ ناکام اور خسارہ میں ہوگا اور اگر نماز میں کچھ کمی پائی گئی تو ارشادِ خداوندی ہوگا کہ دیکھو اس بندے کے پاس کچھ نفلیں بھی ہیں جن سے فرضوں کو پورا کر دیا جائے، اگر نکل آئیں تو ان سے فرضوں کی تکمیل کر دی جائے گی۔ (ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، ابوداود، مسند احمد)

آپ ﷺ نے چودھویں کے چاند کو دیکھا تو فرمایا: تم اپنے رب کو ایسے ہی دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو، تمہیں ذرا بھی شک وشبہ نہ ہوگا، لہذا تم سورج کے طلوع اور غروب ہونے سے قبل کی نمازوں (یعنی فجر اور عصر) کا ضرور اہتمام کرو۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: سورج کے طلوع اور غروب ہونے سے پہلے اپنے رب کی پاکی بیان کر۔ (بخاری و مسلم) حضور اکرم ﷺ کے اِس فرمان سے معلوم ہوا کہ نمازوں کی پابندی، خاص کر فجر و عصر کی نمازوں کے اہتمام سے جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا جو جنت کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص نماز کا اہتمام کرتا ہے تو نماز اس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگی، اس (کے پورے ایماندار ہونے) کی دلیل ہوگی اور قیامت کے دن عذاب سے بچنے کا ذریعہ ہوگی۔ اور جو شخص نماز کا اہتمام نہیں کرتا اس کے لئے قیامت کے دن نہ نور ہوگا، نہ (اس کے پورے ایماندار ہونے کی) کوئی دلیل ہوگی، نہ عذاب سے بچنے کا کوئی ذریعہ ہوگا۔ اور وہ قیامت کے دن فرعون، قارون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ (صحیح ابن حبان، مسند احمد، طبرانی، بیہقی)

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص فجر کی نماز پڑھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آجاتا ہے

(لہذا اُسے نہ ستاؤ) اور اس بات کا خیال رکھو کہ اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں لئے ہوئے شخص کو ستانے کی وجہ سے تم سے کسی چیز کا مطالبہ نہ فرمائیں کیونکہ جس سے اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں لئے ہوئے شخص کے بارے میں مطالبہ فرمائیں گے اس کی پکڑ فرمائیں گے پھر اسے اوندھے منہ جہنم کی آگ میں ڈالدیں گے۔ (مسلم)

خلاصۂ کلام: حضور اکرم ﷺ کا نماز سے شغف اور تعلق اتنا زیادہ تھا کہ ساری کائنات میں سب سے افضل واعلیٰ حضور اکرم ﷺ کی قیمتی زندگی کا اچھا خاصہ وقت اللہ جل شانہ کے سامنے قیام، رکوع اور سجدہ کی حالت میں گزرا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور اکرم ﷺ سے سچی محبت کرنے والا، آپ ﷺ کی پاک سنتوں پر عمل کرنے والا اور نبی رحمت کی آنکھوں کی ٹھنڈک یعنی نماز کا اہتمام کرنے والا بنائے، آمین۔ اگر ہم نماز تہجد اور دیگر نوافل کا اہتمام نہیں کر سکتے ہیں تو گنجائش ہے لیکن کم از کم ہر مسلمان کو پانچوں فرض نمازیں ضرور بالضرور پڑھنی چاہئیں، نیز ہر شخص کو اپنی ذات سے نماز کی ادائیگی کے ساتھ اس بات کی فکر کرنی چاہئے کہ ہماری اولاد، ہمارے گھر والے اور دوست واحباب و متعلقین بھی پانچوں فرض نمازوں کی ادائیگی کرنے والے بن جائیں اور مرد حضرات فرض نماز جماعت کے ساتھ اور خواتین گھروں میں خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرنے والی بنیں کیونکہ تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ فرض نماز جان بوجھ کر چھوڑنا بہت بڑا گناہ ہے۔ شریعت اسلامیہ میں زنا کرنے، چوری کرنے اور شراب پینے سے بھی بڑا گناہ' نماز کا چھوڑنا ہے۔

حضورِ اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کا نماز کے ساتھ شغف اور تعلق

حضورِ اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کا نماز کے ساتھ جو گہرا تعلق تھا، اور نماز میں ان کی جو حالت اور کیفیت ہوا کرتی تھی، اس کا اندازہ قرآن وحدیث سے ادنی سی واقفیت رکھنے والا شخص بھی کرسکتا ہے۔ بے شمار واقعات احادیث میں موجود ہیں، یہاں اختصار کی وجہ سے صرف چند احادیث وواقعات کا ذکر کیا جارہا ہے۔

(۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے..... (مسند احمد، نسائی)

(۲) حدیث میں ہے کہ جب نماز کا وقت ہوتا تو آپ ﷺ مسجد نبوی کے مؤذن حضرت بلالؓ سے ارشاد فرماتے: بلالؓ! اٹھو، نماز کا بندوبست کرکے ہمارے دل کو چین اور آرام پہنچاؤ۔ (مسند احمد، ابوداود)

(۳) حضور اکرم ﷺ کا نماز کے ساتھ گہرے تعلق کا واضح اندازہ اس واقعہ سے بھی ہوتا ہے کہ ہجرت سے قبل آپ کو مکہ والوں نے طرح طرح سے ستایا، انھوں نے آپ پر ظلموں کے پہاڑ توڑے۔ چنانچہ کبھی آپ کی گردن میں چادر کا پھندا ڈالا گیا، کبھی آپ کے اوپر اونٹنی کی اوجڑی اور گھر کا کوڑا ڈالا گیا، طائف میں آپ پر پتھر برسائے گئے، اسی طرح جنگ اُحد میں دشمنوں نے آپ کو زخمی کیا مگر دوسروں کے درخواست کرنے پر بھی آپ نے ان کے حق میں ایک مرتبہ بھی بددعا نہیں کی لیکن غزوۂ خندق کے موقع پر جب دشمنوں نے مدینہ پر چڑھائی کر رکھی تھی ایک دن آپ ﷺ کو عصر کی نماز سورج کے غروب ہونے تک پڑھنے کی مہلت نہ ملی تو آپ ﷺ نے اُن دشمنانِ اسلام کے لئے اتنی سخت بددعا

دی کہ ایسی سخت بددعا کسی دوسرے موقع پر آپ نے نہیں دی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿شَغَلُونِی عَنْ صَلاةِ الْوُسْطٰی صَلاةِ الْعَصْرِ مَلأ اللّٰهُ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَاراً﴾ (ان لوگوں نے مجھے عصر کی نماز نہیں پڑھنے دی، اللہ ان کے گھروں اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے)۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

(۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ رات کو قیام فرماتے یہاں تک کہ آپ کے پاؤں مبارک میں ورم آجاتا۔ میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کے تمام اگلے پچھلے گناہ (اگر ہوتے بھی تو) معاف کردئے گئے ہیں، پھر آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں اپنے پروردگار کا شکرگزار بندہ نہ بنوں۔ (صحیح بخاری)

حضور اکرم ﷺ جو راتوں کو اتنی لمبی لمبی نمازیں ادا کرتے، یہ نماز کے ساتھ خاص شغف اور تعلق کا ہی نتیجہ تھا۔

(۵) حضرت عطاءؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی کوئی عجیب بات جو آپ نے دیکھی ہو وہ سنادیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی کونسی بات عجیب نہ تھی۔ ایک رات میرے پاس تشریف لائے اور میرے ساتھ میرے لحاف میں لیٹ گئے، پھر فرمانے لگے: چھوڑو، میں تو اپنے رب کی عبادت کروں۔ یہ فرما کر بستر سے اٹھے، وضو فرمایا پھر نماز کے لئے کھڑے ہوگئے اور رونا شروع کردیا یہاں تک کہ آنسو سینہ مبارک تک بہنے لگے۔ پھر رکوع فرمایا اس میں بھی اسی طرح روتے رہے۔ پھر سجدہ فرمایا اس میں بھی روتے رہے، پھر سجدہ سے اٹھے اور اسی طرح روتے رہے یہاں تک حضرت بلالؓ نے آکر صبح کی نماز کے لئے آواز دی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اتنا کیوں رو رہے ہیں جب کہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ (اگر ہوتے بھی تو) اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادئے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو کیا پھر میں شکرگزار

بندہ نہ بنوں؟ اور میں ایسا کیوں نہ کروں جب کہ آج رات مجھ پر ﴿اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالارْض وَاخْتِلافِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ لآیَات لأولِی الْاَلْبَاب﴾ سے سورہ آل عمران کے ختم تک کی آیات نازل ہوئی ہیں۔ (صحیح ابن حبان۔ ج۲،صفحہ۳۸۶)

(۶) حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ آپ ﷺ کے سینہ مبارک سے رونے کی آواز (سانس رکنے کی وجہ سے) ایسی مسلسل آرہی تھی جیسے چکّی کی آواز ہوتی ہے۔ (ابوداود ۔ باب البکاء فی الصلاۃ)

(۷) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزرا۔ آپ ﷺ مدینہ منورہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے کھڑا ہوگیا اور مجھے یہ خیال تھا کہ آپ ﷺ کو یہ معلوم نہیں کہ میں آپ کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے سورہ بقرہ شروع فرمائی۔ میں نے (اپنے دل میں کہا) کہ سو آیتوں پر رکوع فرمائیں گے لیکن جب آپ ﷺ نے سو آیتیں پڑھ لیں اور رکوع نہ فرمایا تو میں نے سوچا کہ دو سو آیتوں پر رکوع فرمائیں گے مگر دو سو آیتوں پر بھی رکوع نہ فرمایا تو مجھے خیال ہوا کہ سورت کے ختم پر رکوع فرمائیں گے۔ جب آپ ﷺ نے سورت ختم فرمادی تو اَللّٰهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ، اللّٰهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ، تین مرتبہ پڑھا۔ پھر سورہ آل عمران شروع فرمائی تو میں نے خیال کیا کہ اس کے ختم پر تو رکوع فرما ہی لیں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ سورہ ختم فرمائی لیکن رکوع نہیں فرمایا اور تین مرتبہ اَللّٰهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ، پڑھا۔ پھر سورہ مائدہ شروع فرمادی۔ میں نے سوچا کہ سورہ مائدہ کے ختم پر رکوع فرمائیں گے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے سورہ مائدہ کے ختم پر رکوع فرمایا تو میں نے آپ ﷺ کو رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیم پڑھتے سنا اور آپ اپنے ہونٹوں کو ہلا رہے تھے (جسکی وجہ سے) میں سمجھا کہ آپ ﷺ اس کے ساتھ کچھ اور بھی پڑھ رہے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے سجدہ فرمایا اور میں نے آپ ﷺ کو سجدہ میں

سُبۡحَانَ رَبِّیَ الاعۡلٰی پڑھتے سنا اور آپ اپنے ہونٹوں کو ہلا رہے تھے (جسکی وجہ سے) میں سمجھا کہ آپ ﷺ اس کے ساتھ کچھ اور بھی پڑھ رہے ہیں جسکو میں نہیں سمجھ رہا تھا۔ پھر (دوسری رکعت میں) سورہ انعام شروع فرمائی تو میں آپ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے چھوڑ کر چلا گیا (کیونکہ میں مزید رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے کی ہمت نہ کر سکا) (مصنف عبدالرزاق)

(۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات' میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ نمازِ (تہجد) پڑھنے لگا، آپ ﷺ نے اتنا لمبا قیام فرمایا کہ میرے دل میں ایک غلط چیز کا خیال آنے لگا۔ پوچھا گیا کہ کس چیز کا خیال آنے لگا۔ تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خیال آیا کہ بیٹھ جاؤں یا نماز کو چھوڑ دوں (کیونکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اتنی لمبی نماز پڑھنے کی ہمت نہیں کر پا رہا تھا)۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

(۹) نبی اکرم ﷺ کا نماز کے ساتھ جو خاص تعلق تھا اسکا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ مرض الوفات میں مرض کی شدت کے باوجود وفات سے چار دن پہلے یعنی جمعرات کی مغرب تک تمام نمازیں آپ ﷺ خود ہی پڑھایا کرتے تھے۔ عشاء کے وقت بیماری کی شدت کی وجہ سے مسجد جانے کی طاقت نہ رہی، پھر بھی دو تین مرتبہ غسل کیا تا کہ صحابہ کرام کو عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھائیں مگر ہر بار غشی طاری ہوئی۔ بالآخر آپ ﷺ کے فرمان پر حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے نماز پڑھائی۔ ہفتہ یا اتوار کو نبی اکرم ﷺ نے جب اپنی طبیعت میں بہتری دیکھی تو دو آدمیوں کے سہارے سے چلکر ظہر کی نماز ادا کرنے کے لئے مسجد تشریف لائے۔ اگلے روز دوشنبہ کو نبی اکرم ﷺ اس دارِ فانی سے دارِ بقا کی طرف کوچ کر گئے۔

(۱۰) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی زبانِ مبارک سے نکلا آخری کلام (نماز، نماز اور غلاموں کے بارے میں اللہ سے ڈرو) تھا۔ (ابوداود)

(۱۱) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آخری وصیت یہ ارشاد فرمائی: نماز، نماز، اپنے غلاموں (اور ماتحت لوگوں) کے بارے میں اللہ سے ڈرو، یعنی ان کے حقوق ادا کرو۔ جس وقت آپ ﷺ نے یہ وصیت فرمائی، آپ کی زبان مبارک سے پورے لفظ نہیں نکل رہے تھے۔ (مسند احمد) غرض نبی اکرم ﷺ نے زندگی کے آخری لمحات تک نماز کا اہتمام فرمایا اور امت کو بھی آخری وقت میں نماز کے اہتمام کرنے کی وصیت فرما گئے، یہ صرف نماز کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کا خاص تعلق اور شغف کا نتیجہ تھا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی آخری وقت تک نمازوں کا اہتمام کرنے والا بنائے۔

(۱۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ ہم سے باتیں کرتے تھے اور ہم حضور سے باتیں کرتے تھے لیکن جب نماز کا وقت آجاتا تو آپ ﷺ ایسے ہوجاتے گویا ہم کو پہچانتے ہی نہیں اور ہمہ تن اللہ کی طرف مشغول ہوجاتے۔ (فضائل نماز)

(۱۳) حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کے متعلق احادیث میں آتا ہے کہ وہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک لکڑی گڑی ہوئی ہے۔ (نماز کی حقیقت)

(۱۴) حضرت عمر فاروق ؓ کو جب خنجر سے زخمی کیا گیا تو ایک وقت آپ پر غشی سی کیفیت طاری تھی کہ کسی نے آپ کو نماز کے لئے بیدار کیا تو حضرت عمر فاروق ؓ نے فرمایا: جی ہاں۔ نماز ضرور پڑھنی ہے جس نے نماز نہیں پڑھی اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ چنانچہ آپ نے اسی حال میں نماز ادا کی، اور ان کے زخم سے خون کا گویا فوارہ جاری تھا۔ (موطا امام مالک)

(۱۵) ایک غزوہ کا واقعہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خطرہ کے موقع پر رات کو پہرا دینے کے واسطے دو صحابیوں کو متعین فرمایا، ان میں سے ایک مہاجر تھے اور دوسرے انصاری۔ انھوں نے ڈیوٹی کے اوقات کو تقسیم کرلیا کہ ہر ایک آدھی رات پہرہ دے اور آدھی رات سوئے۔ (یعنی ایک سوئے اور ایک پہرہ دے) اس تقسیم کے مطابق انصاری صحابی نے رات کے پہلے حصہ میں پہرا دینا شروع کیا، اور

مہاجر ساتھی سو گئے۔ پھر انصاری صحابی نے بجائے خالی جاگنے کے یہ بہتر سمجھا کہ نماز میں مشغول رہ کر یہ وقت گزارا جائے چنانچہ انھوں نے نماز شروع کر دی۔ دشمن کی جانب سے کوئی آیا اور اس نے آدمی کھڑا دیکھ کر تیر مارا، اور جب یہاں کوئی حرکت نہ ہوئی اور نہ کوئی آواز نکلی تو یہ سمجھ کر نشانہ خطا کر گیا، دوسرا اور پھر تیسرا تیر مارا اور ہر تیر ان کے جسم میں پیوست ہوتا رہا اور یہ اس کو نکال نکال کر پھینکتے رہے اور نماز میں مشغول رہے پھر اطمینان سے رکوع کیا، پھر سجدہ کیا اور نماز پوری کر کے مہاجر ساتھی کو جگایا۔ انھوں نے اٹھکر دیکھا کہ ایک چھوڑ تین تین جگہ سے خون جاری ہے، انھوں نے ماجرا پوچھا اور کہا کہ تم نے مجھے شروع ہی میں کیوں نہ جگایا۔ ان انصاری صحابہ نے جواب دیا کہ میں نے ایک سورہ (سورۃ الکہف) شروع کر رکھی تھی، میرا دل نہ چاہا کہ اس کو ختم کرنے سے پہلے رکوع کروں لیکن پھر مجھے خطرہ ہوا کہ اگر اسی طرح پے در پے تیر لگتے رہے اور میں مر گیا تو حضور نے پہرہ داری کی جو خدمت میرے سپرد کی ہے وہ فوت ہو جائے گی، اس خیال سے میں نے رکوع کر دیا۔ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا تو سورہ کے ختم کرنے سے پہلے رکوع نہ کرتا اگرچہ مر ہی کیوں نہ جاتا۔ (نماز کی حقیقت)

(۱۶) حضرت ابوطلحہ انصاری ایک دن اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے، ایک پرندہ اڑا اور کچھ دیر تک باغ میں چکر لگاتا رہا، ان کی نگاہ اس پر پڑی اور اس کے ساتھ تیرتی رہی، توجہ اس پرندہ کی طرف ہو جانے کی وجہ سے نماز میں بھول ہو گئی، یاد نہ رہا کہ یہ کون سی رکعت ہے، فوراً حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میری نماز میں یہ خلل اس باغ ہی کی وجہ سے پڑا ہے، میں اب اس کو اپنی ملکیت سے نکالتا ہوں اور راہِ خدا میں دیتا ہوں جہاں آپ مناسب سمجھیں اس کو لگا دیں۔ تاریخ کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوطلحہؓ کا یہ باغ کئی لاکھ درہم کی مالیت کا تھا جس کو انھوں نے صرف اپنی نماز میں خشوع و خضوع پیدا کرنے کی خاطر اللہ کے راستے میں عطا کر دیا۔ (نماز کی حقیقت)

(۱۷) حضرت عثمان غنیؓ کی خلافت کے زمانے میں ایک انصاری صحابی ایک دن اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے، کھجوروں کے پکنے کا خاص موسم تھا، اور خوشے کھجوروں کے بوجھ سے جھکے پڑے تھے، ان کی نگاہ خوشوں پر پڑی اور وہ منظر ان کو بھلا معلوم ہوا۔ خیال کے ادھر لگ جانے سے ان کو نماز میں بھول ہوگئی اور یاد نہیں رہا کہ کتنی رکعت پڑھ چکے ہیں۔ نماز میں بس اتنا خلل آجانے سے انھیں اس قدر صدمہ ہوا کہ اسی وقت طے کرلیا کہ اس باغ کو اپنے پاس نہیں رکھوں گا۔ چنانچہ حضرت عثمان غنیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ماجرا ظاہر کرکے عرض کیا کہ میں اس کو راہِ خدا میں خرچ کرنا چاہتا ہوں۔ اب آپ کے حوالے ہے اس کا جو چاہیں کریں اور جہاں چاہیں لگادیں۔ چنانچہ انھوں نے ۵۰ ہزار درہم میں اس کو فروخت کرکے اس کی قیمت دینی کاموں میں صرف فرمادی۔ (نماز کی حقیقت)

(۱۸) حضرت خبیبؓ جب کافروں کے ہاتھوں میں گرفتار ہوگئے اور ایک مدت تک قید میں رکھنے کے بعد قتل کرنے کے واسطے ان کو مقتل (قتل کرنے کے جگہ) میں لایا گیا تو سولی پر چڑھانے سے قبل ان سے پوچھا گیا کہ تمہاری اگر کوئی خاص تمنا ہو تو کہو۔ انھوں نے کہا: ہاں، ایک تمنا ہے اگر تم پوری کرسکو اور وہ صرف یہ ہے کہ دنیا سے جانے کا وقت ہے اور اللہ کے دربار کی حاضری قریب ہے، اگر تم مہلت دو تو دو رکعت نماز پڑھ لوں، چنانچہ مہلت دی گئی اور انھوں نے بڑے اطمینان اور خشوع وخضوع کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کی اور فرمایا کہ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ تم لوگ سمجھو گے کہ موت کے ڈر سے دیر کرنا چاہتا ہے تو دو رکعت اور پڑھتا۔ اسکے بعد سولی پر لٹکا دئے گئے۔ (نماز کی حقیقت)

ان چند واقعات سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کا نماز کے ساتھ کیسا شغف اور تعلق تھا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم کو بھی نماز کے ساتھ ایسا ہی تعلق رکھنے والا بنائے۔

بے نمازی اور نماز میں سستی کرنے والے کا شرعی حکم

تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ فرض نماز جان بوجھ کر چھوڑنا بہت بڑا گناہ ہے۔ شریعتِ اسلامیہ میں کسی کو ناحق قتل کرنے، کسی کا مال لوٹنے، زنا کرنے، چوری کرنے اور شراب پینے سے بھی بڑا گناہ نماز کا ترک کرنا ہے۔ نماز' بالکلیہ نہ پڑھنے والوں یا صرف جمعہ وعیدین یا کبھی کبھی پڑھنے والوں کا قرآن وحدیث کی روشنی میں شرعی حکم کیا ہے، اس سلسلہ میں علماء کی متعدد رائیں ہیں:

۱) حضرت امام احمد ابن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ ایسا شخص کافر ہے اور ملتِ اسلامیہ سے نکل جاتا ہے۔ اس کی سزا یہ ہے کہ اگر توبہ کر کے نماز کی پابندی نہ کرے تو اس کو قتل کر دیا جائے۔ اس رائے کے مطابق بے شمار احکامات مرتب ہوتے ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں:

- وہ مکہ اور مدینہ کی سرزمین میں داخل نہیں ہوسکتا ہے۔
- اپنے والد یا قریبی رشتہ دار کے انتقال پر وراثت میں شریک نہیں ہوسکتا ہے۔
- ایسے شخص کا ذبیحہ حلال نہیں ہے۔
- مسلمان عورت کے ساتھ اسکا نکاح جائز نہیں ہے، اگر نکاح کر چکا ہے تو وہ فسخ ہو جائے گا۔
- اس کی نہ جنازے کی نماز پڑھی جائیگی اور نہ ہی مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔
- اس کی مغفرت کے لئے دعا بھی نہیں مانگی جائے گی۔

۲) حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ نمازوں کو چھوڑنے والا کافر تو نہیں، البتہ اس کو قتل کیا جائے گا۔

۳) حضرت امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اس کو قتل نہیں کیا جائے گا، البتہ حاکم وقت اس کو جیل میں ڈال

دے گا۔ اور وہ جیل ہی میں رہے گا یہاں تک کہ توبہ کر کے نماز شروع کر دے یا پھر وہیں مر جائے۔
(رسالۃ فی حکم تارک الصلاۃ ۔ فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمینؒ)

نماز کو ترک کرنے یا اس میں سستی کرنے پر قرآنِ کریم اور احادیثِ نبویہ میں بہت سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں جن میں سے بعض کا تذکرہ یہاں کیا جا رہا ہے:

آیاتِ قرآنیہ:

☆ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا (سورۃ مریم:۵۹-۶۰) پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے کہ انھوں نے نماز ضائع کر دی اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے، وہ غی میں ڈالیں جائیں گے۔ سوائے اُن کے جو توبہ کر لیں اور ایمان لائیں اور نیک عمل کریں، ایسے لوگ جنت میں جائیں گے۔

نماز کو ضائع کرنے والے کون ہیں؟ حضرت مجاہد، حضرت عکرمہ، حضرت عطاء اور حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی امت میں کچھ لوگ' آخری زمانے میں ایسے پیدا ہوں گے جو نمازوں کو ضائع کر کے اپنی خواہشوں کی اتباع کریں گے۔ (تفسیر ابن کثیر، تفسیر بغوی)

نماز کو ضائع کرنے سے کیا مراد ہے؟

۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز کو اس کے وقت پر اور اطمینان وسکون کے ساتھ ادا نہ کرنا' نماز کو ضائع کرنا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، تفسیر قرطبی)

۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کہتے ہیں کہ نماز کو ضائع کرنا بالکلیہ ترک کرنا نہیں بلکہ وقتوں کو ضائع کرنا ہے، یعنی وقتوں پر نماز کا ادا نہ کرنا نماز کا ضائع کرنا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

۔ حضرت سعید بن مسیّبؒ فرماتے ہیں کہ ظہر کی نماز کو عصر کے وقت تک اور عصر کی نماز کو سورج کے غروب ہونے تک ادا نہ کرنا' نماز کو ضائع کرنا ہے۔ (تفسیر بغوی)

غی سے کیا مراد ہے؟

۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غیٔ جہنم کی ایک بہت گہری وادی ہے جسمیں کھانا انتہائی خراب ہے (یعنی خون اور پیپ)۔ (تفسیر ابن کثیر)

۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ غیٔ جہنم کی ایک وادی ہے جسکی حرارت سے جہنم کی دیگر وادیاں پناہ مانگتی ہیں۔(تفسیر بغوی)

۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غیٔ جہنم کی ایک وادی ہے جو نہایت گہری اور شدید گرم ہے۔(تفسیر بغوی)

۔ حضرت عطاء کہتے ہیں کہ غیٔ جہنم کی ایک وادی ہے جسمیں خون اور پیپ بہتا ہے۔(تفسیر بغوی)

۔ حضرت وھب کہتے ہیں کہ غیٔ جہنم کی ایک نہر ہے جو انتہائی گہری ہے اور اسکا پانی بہت زیادہ خراب ہے۔(تفسیر بغوی)

۔ دیگر بعض علماء نے غی سے مراد خسارہ ونقصان یا دردناک عذاب لیا ہے۔(ابن کثیر، بغوی)

حقیقی توبہ:

(الا مَنْ تَابَ) سے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ اگر توبہ کر کے نمازوں کا اہتمام کرنے لگیں، خواہشات کی اتباع سے باز آجائیں، ایمان اور نیک اعمال کے تقاضوں کا اہتمام کرلیں تو ایسے لوگ مذکورہ انجامِ بد سے محفوظ اور جنت کے مستحق ہوں گے۔

☆ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ (سورۃ المدثر:۴۲-۴۴) تمہیں دوزخ میں کس چیز نے ڈالا، وہ جواب دیں گے کہ ہم نمازی نہ تھے، نہ مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے.....

اہل جنت، جنت کے بالاخانوں میں بیٹھے جہنمیوں سے سوال کریں گے کہ کس وجہ سے تمہیں جہنم میں

ڈال دیا گیا تو وہ جواب دیں گے کہ ہم دنیا میں نہ نماز پڑھتے تھے اور نہ ہی مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے۔ یعنی ہم نے نہ اللہ کے حقوق ادا کئے اور نہ ہی بندوں کی خبر لی۔

غور فرمائیں کہ جہنمی لوگوں نے جہنم میں ڈالے جانے کی سب سے پہلی وجہ نماز نہ پڑھنا بتلایا کیونکہ نماز ایمان کے بعد اسلام کا اہم اور بنیادی رکن ہے جو ہر مسلمان کے ذمہ ہے۔

☆ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (سورۃ الروم:۳۰) (لوگو!) اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہو کر اس سے ڈرتے رہو اور نماز کو قائم رکھو اور مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ۔ یعنی ایمان و تقوی اور نماز قائم کرنے سے گریز کر کے مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ۔

☆ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ (سورۃ الماعون:۴-۵) ان نمازیوں کے لئے خرابی (اور ویل نامی جہنم کی جگہ) ہے جو نماز سے غافل ہیں۔

اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو نماز یا تو پڑھتے ہی نہیں، یا پہلے پڑھتے رہے ہیں پھر سست ہو گئے یا نماز کو اس کے اپنے مسنون وقت میں نہیں پڑھتے' جب جی چاہتا ہے پڑھ لیتے ہیں یا تأخیر سے پڑھنے کو معمول بنا لیتے ہیں یا خشوع و خضوع کے ساتھ نہیں پڑھتے۔ یہ سارے ہی مفہوم اس میں آجاتے ہیں' اس لئے نماز کی مذکورہ ساری ہی کوتاہیوں سے بچنا چاہئے۔

☆ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى (سورۃ النساء:۱۴۲) بے شک منافق اللہ سے چالبازیاں کر رہے ہیں اور وہ انھیں اس چالبازی کا بدلہ دینے والا ہے۔ اور جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں۔

نماز اسلام کا اہم ترین رکن اور اشرف ترین فرض ہے اور اسمیں بھی منافقین کاہلی اور سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں کیونکہ ان کا دل' ایمان، اللہ کا خوف اور خلوص سے محروم تھا یہی وجہ تھی کہ عشاء اور فجر کی نمازیں بطور خاص ان پر بہت بھاری تھی۔

آج اگر ہمارے لئے وقت پر خشوع وخضوع کے ساتھ نماز ادا کرنا مشکل ہے، تو ہمیں اس کی خاص فکر کرنی چاہئے کیونکہ نماز کو وقت پر جماعت کے ساتھ ادا نہ کرنا، یا اطمینان وسکون کے ساتھ ادا نہ کرنا مؤمنین کی شان نہیں بلکہ منافقین کا عمل ہے۔

☆ وَلَا يَأْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ (سورۃ التوبۃ:۵۴)

وہ (منافقین) کاہلی سے ہی نماز کو آتے ہیں اور بُرے دل سے ہی خرچ کرتے ہیں.

معلوم ہوا کہ نماز کو کاہلی اور سستی سے ادا کرنا منافقین کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔

☆ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ِۨالْمَسَاقُ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى (سورۃ القیامۃ:۲۸-۳۲)

اور جان لیا اس نے کہ یہ وقت جدائی ہے اور پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائیگی، آج تیرے پروردگار کی طرف چلنا ہے، اس نے نہ تو تصدیق کی اور نہ نماز ادا کی بلکہ جھٹلایا اور روگردانی کی۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑا جرم اور سب سے پہلا جرم ایمان نہ لانا بتایا اور اس کے بعد دوسرا سب سے بڑا جرم نماز نہ پڑھنا قرار دیا۔

☆ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ (سورۃ المرسلات:۴۸-۴۹) ان سے جب کہا جاتا ہے کہ رکوع کرلو تو نہیں کرتے۔ (یعنی جب ان کو نماز پڑھنے کا حکم دیا جاتا ہے تو نماز نہیں پڑھتے) اس دن جھٹلانے والوں کے لئے سخت ہلاکت ہے۔

احادیثِ شریفہ:

عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَلْعَهْدُ الَّذِيْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ، فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ (رواه احمد وابو داود والنسائی والترمذی وابن ماجه وابن حبان

والحاکم/ الترغیب والترهیب ـ الترهیب من ترك الصلاة تعمداً)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہمارے (اہل ایمان) اوران کے (اہل کفر) درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہے، لہذا جس نے نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: اِنَّ بَیْنَ الرَّجُلِ وَبَیْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ (صحیح مسلم ـ باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترك الصلاة)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: نماز کا چھوڑنا مسلمان کو کفر وشرک تک پہنچانے والا ہے۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَوْصَانِیْ خَلِیْلِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسَبْعِ خِصَالٍ فَقَالَ:..... وَلَا تَتْرُكُوا الصَّلَاةَ مُتَعَمِّدِیْنَ فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّداً فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْمِلَّةِ..... (رواه الطبرانی واحمد بن نصر فی کتاب الصلاة باسنادین لا باس بهما / الترغیب والترهیب ـ الترهیب من ترك الصلاة متعمداً)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے میرے محبوب رسول اللہ ﷺ نے سات نصیحتیں کیں:.....جان کر نماز نہ چھوڑو، جو جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے وہ مذہب سے نکل جاتا ہے .....۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْه قَالَ اَوْصَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِعَشْرِ كَلِمَاتٍ قَالَ:..... وَلَا تَتْرُكَنَّ صَلَاةً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّداً فَاِنَّ مَنْ تَرَكَ صَلَاةً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّداً فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ ..... (رواه احمد والطبرانی فی الکبیر ـ الترغیب

والترهيب ـ الترهيب من ترك الصلاة متعمداً)

حضرت معاذؓ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ۱۰ باتوں کی وصیت فرمائی:..فرض نماز جان کر نہ چھوڑنا جو شخص فرض نماز جان کر چھوڑ دیتا ہے اللہ کا ذمہ اس سے بری ہے.....

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْه قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لَا سَهْمَ فِی الْاِسْلَامِ لِمَنْ لَا صَلَاةَ لَهُ وَلَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا وُضُوْءَ لَهُ۔ (رواه البزاز ـ الترغيب والترهيب ـ الترهيب من ترك الصلاة متعمداً)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسلام میں اس شخص کا کوئی بھی حصہ نہیں جو نماز نہ پڑھتا ہو۔ اور وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ..... لَا دِيْنَ لِمَنْ لَا صَلَاةَ لَهُ ، اِنَّمَا مَوْضَعَ الصَّلَاةِ مِنَ الدِّيْنِ مَوْضَعَ الرَّاْسِ مِنَ الْجَسَدِ (رواه الطبرنی فی الاوسط والصغير وقال تفرد به الحسين بن الحكم الجبری ـ الترغيب والترهيب ـ الترهيب من ترك الصلاة متعمداً)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: .....نماز کے بغیر دین نہیں۔ دین میں نماز کا درجہ وہی ہے جو جسمِ انسانی میں سر کا درجہ ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ: كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَا يَرَوْنَ شَيْئاً مِّنَ الْاَعْمَالِ تَرْكُهُ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلَاةِ (الترمذی ـ باب ما جاء فی ترك الصلاة)

حضرت عبداللہ بن شقیقؒ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ نماز کے سوا کسی اور دینی عمل کے ترک کرنے کو کفر نہ سمجھتے تھے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لَیْسَ صَلَاةٌ اَثْقَلَ عَلَی الْمُنَافِقِیْنَ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِیْهِمَا لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْواً (البخاری ۔ باب فضل العشاء فی جماعة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نمازِ عشاء اور نمازِ فجر ادا کرنا منافقوں کے لئے سب سے زیادہ مشکل ہے، اگر انھیں اِن کے ثواب کا علم ہوتا تو اِن اوقات میں زمین پر گھسٹتے ہوئے بھی آتے (اور جماعت سے نماز پڑھتے)۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَلَّذِیْ تَفُوْتُهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَكَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلُهُ وَمَالُهُ (رواه مالك والبخاری ومسلم وابو داود والترمذی والنسائی ابن ماجة ۔ الترغیب والترهیب ۔ الترهیب من فوات العصر)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کی عصر کی نماز فوت ہوجائے، اس کی حالت اس شخص کی طرح ہے جس کے اہل وعیال اور مال واسباب سب ہلاک ہوگیا ہو۔

عَنْ بُرَیْدَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ (رواه البخاری والنسائی وابن ماجة ۔ الترغیب والترهیب ۔ الترهیب من فوات العصر بغیر عذر)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی اس کے سارے اعمال ضائع ہوگئے۔

اَنَّ الْمِسْوَرَ بْن مَخْرَمَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ دَخَلَ عَلَی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضَیَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنَ

الـلَّيْـلَةِ الَّتِـىْ طُـعِنَ فِيْهَا فَأَيْقَظَ عُمَرَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ فَقَالَ عُمَرُ الْفَارُوْق رَضِىَ اللّٰهُ عَـنْـهُ: نَعَمْ، لَا حَظَّ فِى الْإِسْلَامِ لِمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ فَصَلّٰى عُمَرُ وَجُرْحُهُ يَثْعَبُ دَماً

(موطا مالك ـ باب العمل فيمن غلبه الدم جرح او رعاف)

حضرت مسور بن مخرمہ فرماتے ہیں کہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس اس رات تشریف لے گئے جس رات آپ کے برچھا مارا گیا تھا۔ جب ان کو صبح کی نماز کے لئے بیدار کیا گیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں ہاں، ضرور۔ اسلام میں اس شخص کا کوئی حصہ نہیں جو نماز نہ پڑھے۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس حال میں نماز پڑھی کہ آپ کے جسمِ مبارک سے خون بہہ رہا تھا۔

عَـنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِى الرُّؤيَا قَالَ: اَمَّا الَّذِىْ يُثْلَغُ رَأْسُـهُ بِـالْـحَجَرِ فَاِنَّهُ يَأْخُذُ الْقُرْآنَ فَيَرْفِضُهُ وَيَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ (صحيح البخارى ـ باب تعبير الرؤيا بعد صلاة الصبح)

حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ خواب کی حدیث میں نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص قرآن یاد کر کے بھلا دیتا ہے اور جو فرض نماز چھوڑ کر سوتا رہتا ہے اس کا سر (قیامت کے دن) پتھر سے کچلا جائے گا۔

عَـنْ عَبْـدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرو رَضِىَ اللّٰهِ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ ذَكَرَ الصَّلَاةَ يَوْماً فَقَالَ: مَـنْ حَـافَـظَ عَـلَيْهَـا كَـانَتْ لَهُ نُوراً وَّبُرْهَاناً وَّنَجَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَـلَيْهَـا لَـمْ يَـكُـنْ لَّـهُ نُـوْرٌ وَّلَا بُرْهَانٌ وَّلَا نَجَاةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ فِـرْعَـوْنَ وَقَارُوْنَ وَ هَامَانَ وَاُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ (صـحيح ابن حبان ـ ذكر الزجر عن

ترك المرء المحافظة على الصلوات المفروضة وراه الطبرانی و البیهقی)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی اکرم ﷺ نے نماز کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: جو شخص نماز کا اہتمام کرتا ہے تو نماز اس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگی، اس (کے پورے ایماندار ہونے) کی دلیل ہوگی اور قیامت کے دن عذاب سے بچنے کا ذریعہ ہوگی۔ اور جو شخص نماز کا اہتمام نہیں کرتا اس کے لئے قیامت کے دن نہ نور ہوگا، نہ (اس کے پورے ایماندار ہونے کی) کوئی دلیل ہوگی، نہ عذاب سے بچنے کا کوئی ذریعہ ہوگا۔ اور وہ قیامت کے دن فرعون، قارون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لِقَوْمٍ یَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ آمُرَ رَجُلاً یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُحَرِّقَ عَلٰی رِجَالٍ یَّتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُیُوْتَهُمْ (صحیح مسلم ۔ باب فضل صلاة الجماعة.....)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جمعہ نہ پڑھنے والوں کے بارے میں فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ کسی کو نماز پڑھانے کا حکم دوں، پھر جمعہ نہ پڑھنے والوں کو ان کے گھروں سمیت جلا ڈالوں۔

عَنْ اَبِی الْجَعَدِ الضَّمْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُناً بِهَا طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰی قَلْبِهٖ (النسائی ۔ التشدید فی التخلف عن الجمعه / والترمذی ۔ باب ما جاء فی ترك الجمعة من غیر عذر)

حضرت ابو جعد ضمری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے تین جمعہ غفلت کی وجہ سے چھوڑ دئے، اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتے ہیں۔

نماز سے متعلق ہماری بعض کوتاہیاں اور ان کا علاج

اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کے بعد سب سے پہلا اور اہم فریضہ نماز ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر مسلمان پر عائد کیا گیا ہے، خواہ مرد ہو یا عورت، غریب ہو یا مالدار، صحت مند ہو یا بیمار، طاقت ور ہو یا کمزور، بوڑھا ہو یا نوجوان، مسافر ہو یا مقیم، بادشاہ ہو یا غلام، حالت امن ہو یا حالت خوف، خوشی ہو یا غم، گرمی ہو یا سردی، حتی کہ جہاد وقتال کے عین موقعہ پر میدان جنگ میں بھی یہ فرض معاف نہیں ہوتا ہے۔ قرآن وحدیث میں اس اہم اور بنیادی فریضہ کو کثرت سے بیان کیا گیا ہے، مگر بڑے افسوس اور فکر کی بات ہے کہ نماز سے متعلق متعدد کوتاہیاں ہمارے اندر موجود ہیں، جنہیں دور کرنے کی ہمیں ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔

1) نماز کی ادائیگی میں کوتاہی:

بعض حضرات جو نماز نہیں پڑھتے، سمجھانے پر کہتے ہیں کہ جمعہ سے یا رمضان سے یا سال کی ابتداء سے نماز کا اہتمام کریں گے۔ حالانکہ کسی کو نہیں معلوم کہ کس وقت اس دار فانی (دنیا) کو الوداع کہنا پڑے۔ اگر ایسے وقت میں ملک الموت (موت کا فرشتہ) ہماری روح نکالنے آیا کہ ہمارا مولا ہم سے نمازوں کا اہتمام نہ کرنے کی وجہ سے ناراض ہے تو پھر ہمارے لئے انتہائی خسارہ اور نقصان ہے۔ اور موت کب آجائے، سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: کوئی (بھی) نہیں جانتا کہ کل کیا (کچھ) کرے گا، نہ کسی کو یہ معلوم کہ کس زمین میں مرے گا۔ (سورۃ لقمان، آیت نمبر ۳۴) اور ہر گروہ کے لئے ایک میعاد معین ہے سو جس وقت ان کی میعاد معین آجائے گی، اس وقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۔ (سورۃ الاعراف، آیت نمبر ۳۴)

لہٰذا ان حضرات کو چاہئے کہ کسی دن یا کسی وقت پر اپنے ارادہ کو ہرگز معلق نہ کریں بلکہ سچے دل سے توبہ کرکے آج سے بلکہ ابھی سے نمازوں کا خاص اہتمام کریں کیونکہ نماز دین اسلام کا عظیم رکن ہے اور

قیامت کے دن سب سے پہلے اسی نماز کا حساب لیا جائے گا۔

یاد رکھیں کہ جو شخص نماز میں کوتاہی کرتا ہے، وہ یقیناً دین کے دوسرے کاموں میں بھی سستی کرنے والا ہوگا۔ اور جس نے وقت پر خشوع وخضوع کے ساتھ نماز کا اہتمام کرلیا، وہ یقیناً پورے دین کی حفاظت کرنے والا ہوگا جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنروں کو حکم جاری فرمایا تھا کہ میرے نزدیک تمہارے امور میں سب سے زیادہ اہمیت نماز کی ہے، جس نے نماز کی پابندی کر کے اس کی حفاظت کی، اس نے پورے دین کی حفاظت کی اور جس نے نماز کو ضائع کیا وہ نماز کے علاوہ دین کے دیگر ارکان کو زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا۔

2) نماز پر دنیاوی ضرورتوں کو ترجیح دینا:

بعض حضرات سے جب نماز کے اہتمام کرنے کے لئے کہا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ والدین کی خدمت، بچوں کی تربیت اور ان کی دنیاوی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے کوشش کرنا بھی تو ضروری ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ امور بھی ضروری ہیں مگر ان اعمال کے لئے نماز کو ترک کرنا یا نماز کی اہمیت کو کم سمجھنا کونسی عقلمندی ہے؟ حضور اکرم ﷺ اور صحابۂ کرام نہ صرف فرض نماز کی پابندی فرماتے بلکہ سنن ونوافل کا بھی خاص اہتمام فرماتے اور اپنے گھر والوں کے حقوق کما حقہ ادا کرتے۔ اور انہیں حضرات کی زندگیاں ہمارے لئے نمونہ ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ ہم سے باتیں کرتے تھے اور ہم حضور سے باتیں کرتے تھے لیکن جب نماز کا وقت آجاتا تو آپ ﷺ ایسے ہوجاتے گویا ہم کو پہچانتے ہی نہیں اور ہمہ تن اللہ کی طرف مشغول ہوجاتے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اللہ کو کونسا عمل زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا کہ اس کے بعد کونسا عمل اللہ کو زیادہ پسند ہے؟ تو آپ ﷺ

نے فرمایا: والدین کی فرمانبرداری۔۔۔(بخاری ومسلم)

یادرکھیں کہ نماز میں کوتاہی کر کے گھر والوں کی دنیاوی ضرورتوں کو پورا کرنا دین نہیں بلکہ دین اسلام کے منافی ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کردیں۔(سورہ المنافقون آیت ۹) لہذا دنیاوی ضرورتوں کو نماز پر فوقیت نہ دیں بلکہ نمازوں کو ان کے اوقات پر ادا کریں۔

3) بیماری کے وقت نمازوں کی ادائیگی میں کوتاہی:

بعض حضرات بیماری میں نماز کو بالکلیہ ترک کردیتے ہیں حتی کہ نماز پڑھنے والا طبقہ بھی نماز کا اہتمام نہیں کرتا حالانکہ صحت وتندرستی کی طرح بیماری کی حالت میں بھی نماز کو ان کے اوقات میں پڑھنا ضروری ہے، البتہ شریعت اسلامیہ نے اتنی اجازت دی ہے کہ شدید بیماری کی وجہ سے مسجد جانا مشکل ہے تو گھر میں ہی نماز ادا کرلیں، کھڑے ہوکر نماز نہیں پڑھ سکتے تو بیٹھ کر نماز پڑھیں۔بیٹھ کر بھی نماز پڑھنا مشکل ہے تو لیٹ کر حتی کہ اشارہ سے بھی نماز پڑھ سکتے ہیں تو اس کو ضرور ادا کریں۔حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بواسیر کا مریض تھا۔میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز پڑھنے کا مسئلہ دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کھڑے ہوکر نماز پڑھ سکو تو کھڑے ہوکر پڑھو، بیٹھ کر پڑھ سکو تو بیٹھ کر پڑھو، لیٹ کر پڑھ سکو تو لیٹ کر پڑھو۔(صحیح بخاری)

نبی اکرم ﷺ اور صحابۂ کرام سخت بیماری کی حالت میں بھی جماعت سے نماز ادا کرنے کا اہتمام فرماتے۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم تو اپنا حال یہ دیکھتے تھے کہ جو شخص کھلّم کھلا منافق ہوتا وہ تو جماعت سے رہ جاتا یا کوئی سخت بیمار، ورنہ جو شخص دو آدمیوں کے سہارے سے گھسٹتا ہوا مسجد جاسکتا تھا وہ بھی صف میں کھڑا کردیا جاتا تھا۔لہٰذا صحت ہو یا بیماری، خوشی ہو یا غم، تکلیف ہو یا راحت، سردی ہو یا گرمی سب برداشت کرکے نمازوں کا اہتمام کریں۔

4) سفر میں نماز کی ادائیگی میں کوتاہی:

سفر میں بھی نماز کا اہتمام کرنا ضروری ہے، مگر شرم یا لاپرواہی کی وجہ سے نماز پڑھنے والے بھی سفر میں نماز کا اہتمام نہیں کرتے حالانکہ حضور اکرم ﷺ اور صحابۂ کرام سفر میں حتی کہ دشمنوں سے جنگ کے عین موقع پر بھی جماعت کے ساتھ نماز ادا فرماتے۔ لہٰذا سفر میں بھی نماز کی پابندی کریں، پانی مہیا نہیں تو تیمّم کر کے نماز ادا کریں، قبلہ کا رخ معلوم نہیں اور کوئی شخص بتانے والا بھی نہیں تو غور وفکر کے بعد قبلہ کا تعین کر کے اسی طرف نماز پڑھیں، کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی گنجائش نہ ہو تو بیٹھ کر ہی ادا کریں۔

﴿وضاحت﴾ اگر آپ کا سفر ۴۸ میل سے زیادہ کا ہے تو شہر کی حدود سے باہر جاتے ہی آپ شرعی مسافر ہو جائیں گے اور ظہر، عصر اور عشاء کے وقت' بجائے چار رکعت کے دو دو رکعت فرض پڑھیں۔ البتہ اگر کسی مقیم امام کے پیچھے نماز باجماعت ادا کریں تو پوری نماز ہی پڑھیں۔ ہاں اگر امام بھی مسافر ہو تو چار رکعت کے بجائے دو ہی رکعت ادا کریں۔ سنتوں اور نفل کا حکم یہ ہے کہ اگر اطمینان کا وقت ہے تو پوری پوری پڑھیں اور اگر جلدی ہو، یا تھکن ہے یا کوئی اور دشواری ہے تو بالکل نہ پڑھیں کوئی گناہ نہیں، البتہ وتر اور فجر کی سنتیں نہ چھوڑیں۔

5) معمولی عذر کی وجہ سے جماعت کی نماز کو چھوڑنا:

بعض حضرات یہ سمجھ کر کہ فرض نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا صرف سنت مؤکدہ ہے، معمولی عذر کی وجہ سے فرض نماز مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ ادا نہیں کرتے بلکہ دوکان یا گھر میں اکیلے ہی پڑھ لیتے ہیں، حالانکہ علماء کرام نے فرض نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے کو جو سنت مؤکدہ اشد التاکید کہا ہے اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ معمولی معمولی عذر کی وجہ سے فرض نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے میں کوتاہی کی جائے کیونکہ فرض نماز کی مشروعیت تو جماعت ہی کے ساتھ ادا کرنا ہے، صرف شرعی عذر کی وجہ سے جماعت کی نماز کا ترک کرنا جائز ہے۔

6) کھیل کود کی وجہ سے نماز میں کوتاھی:

کھیلنا صحت کے لئے مفید ہے جس کی شریعت نے بھی اجازت دی ہے مگر کھیلنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اذان کے وقت یا اس سے کچھ قبل کھیل بند کر دیں تا کہ وضو وغیرہ سے فارغ ہو کر نماز جماعت کے ساتھ ادا کر سکیں۔ شریعت اسلامیہ نے ایسے کھیل کی بالکل اجازت نہیں دی ہے جو نماز کے ضائع ہونے حتی کہ جماعت کی نماز کے فوت ہونے کا بھی سبب بنے۔

7) خواتین کا وقت پر اور اطمینان سے نماز ادا نہ کرنا:

بعض خواتین' گھر کے مشاغل کی وجہ سے نماز کو مستحب وقت پر ادا کرنے میں کوتاہی کرتی ہیں۔ حالانکہ اگر تھوڑی سی بھی فکر کر لیں تو نماز کو مستحب وقت پر ادا کرنا آسان ہوگا۔ اللہ کو سب سے زیادہ محبوب عمل نماز کو وقت پر ادا کرنا ہے۔ نیز نماز کو شرعی عذر کے بغیر وقت پر ادا نہ کرنا نماز کو ضائع کرنا ہے۔ لہٰذا معمولی عذر کی وجہ سے نماز کو ادا کرنے میں تاخیر نہ کریں بلکہ اذان کے بعد فوراً ہی گھر میں نماز پڑھ لیں۔ دوسری کوتاہی' جو خواتین میں عموماً پائی جاتی ہے وہ نمازوں کو اطمینان، سکون اور خشوع وخضوع کے ساتھ ادا نہ کرنا ہے، حالانکہ اصل نماز خشوع وخضوع والی نماز ہے۔ لہٰذا نماز کو وقت پر اطمینان وسکون اور خشوع خضوع کے ساتھ ادا کریں۔

8) ملازمین کو نماز کی ادائیگی کا وقت مھیا نہ کرنا:

جن حضرات کے ماتحت' لوگ کام کرتے ہیں ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی ذات سے نماز کا اہتمام کر کے اپنے ملازمین کی بھی نماز کی فکر کریں، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ہر شخص سے اس کے ماتحت لوگوں کے بارے میں سوال ہوگا۔ سرمایہ کار' نماز کا اہتمام کرنے والے ملازمین کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں اور انہیں نماز پڑھنے کی سہولت دیں۔ اور نماز میں کوتاہی کرنے والوں کو سمجھاتے رہیں تا کہ وہ بھی نمازوں کی پابندی کر کے دونوں جہاں کی کامیابی حاصل کرنے والے بن جائیں۔

9) اولاد کی نمازوں کی نگرانی نہ کرنا:

ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی ذات سے نمازوں کا اہتمام کرکے اپنی اولاد کی بھی نمازوں کی نگرانی کرے۔ جس طرح اولاد کی دنیاوی تعلیم اوران کی دیگر ضرورتوں کو پورا کرنے کی دن رات فکر کی جاتی ہے اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ ان کی آخرت کی فکر کرنی چاہئے کہ وہ کس طرح جہنم کی آگ سے بچ کر ہمیشہ ہمیشہ کی جنت میں داخل ہونے والے بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں جنہیں جو حکم اللہ تعالیٰ دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجا لاتے ہیں۔ (سورہ التحریم آیت ۶)

اسی طرح فرمان الٰہی ہے: (اے محمد!) اپنے گھر کے لوگوں پر نماز کی تاکید رکھ اور خود بھی اس پر جمارہ۔ (سورہ طہٰ، آیت ۱۳۲) اس خطاب میں ساری امت نبی اکرم ﷺ کے تابع ہے، یعنی ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود بھی نماز کی پابندی کرے اور اپنے گھر والوں کو بھی نماز کی تاکید کرتا رہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا: اے میرے پالنے والے! مجھے نماز کا پابند رکھ اور میری اولاد میں سے بھی (مجھے اور میری اولاد کو نماز کا پابند بنادے) (سورہ ابراہیم، آیت ۴۰) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ساتھ اپنی اولاد کے لئے بھی نماز کی پابندی کرنے کی دعا مانگی، جس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کو اپنے ساتھ اپنے گھر والوں کی بھی نماز کی فکر کرنی چاہئے۔ حکیم لقمان کی اپنے بیٹے کو نصیحت: اے میرے پیارے بیٹے! تو نماز قائم رکھنا۔ (سورہ لقمان، آیت ۱۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: تم سب ذمہ دار ہو اور تم سب سے تمہارے ماتحت لوگوں کے سلسلہ میں باز پرس ہوگی۔ مرد اپنے اہل وعیال کا ذمہ دار ہے۔ اس سے اس کے ماتحت لوگوں کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ (بخاری ومسلم) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے بچوں کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم کرو۔ دس سال کی عمر میں نماز نہ پڑھنے پر انہیں مارو۔ (ابوداود)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں ایک رات اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر تھا۔ شام میں حضور اکرم ﷺ تشریف لائے تو آپ نے دریافت کیا کہ لڑکے نے نماز پڑھ لی، تو لوگوں نے کہا ہاں۔ (ابوداود) غرض نبی اکرم ﷺ بچوں کی بھی نماز کی نگرانی فرمایا کرتے تھے۔

شریعت اسلامیہ میں نماز کی قضاء کا حکم

علماء امت کا اتفاق ہے کہ فرض نماز جان بوجھ کر چھوڑنا بہت بڑا گناہ ہے۔شریعت اسلامیہ میں زنا کرنے، چوری کرنے اور شراب پینے سے بھی بڑا گناہ نماز کا ترک کرنا ہے۔لہذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ ہر نماز وقت پر ادا کرنے کا اہتمام کرے اور اگر کبھی کوئی نماز وقت پر ادا نہ کر سکے تو اسے پہلی فرصت میں پڑھنی چاہئے۔ ہماری اور ہمارے علماء کی یہ ذمہ داری ہے کہ ہم اس بات کی کوشش وفکر کریں کہ امت مسلمہ کا ہر ہر فرد وقت پر نماز کی ادائیگی کرنے والا بن جائے اور ہماری نمازیں خشوع وخضوع کے ساتھ ادا ہوں، کیونکہ اسی میں ہماری اور تمام انسانوں کی اخروی کامیابی مضمر ہے جیسا کہ خالق کائنات نے سورۃ المؤمنون آیات (۱۔۱۱) میں بیان فرمایا ہے۔

نماز بالکلیہ نہ پڑھنے والوں یا صرف جمعہ وعیدین یا کبھی کبھی پڑھنے والوں کا قرآن وحدیث کی روشنی میں شرعی حکم کیا ہے، سعودی عرب کے مشہور عالم دین شیخ محمد بن صالح العثیمینؒ نے اپنی کتاب ﴿حکم تارک الصلاۃ﴾ میں فقہاء وعلماء کی مختلف آراء تحریر کی ہیں: حضرت امام احمد ابن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ ایسا شخص کافر ہے اور ملت اسلامیہ سے نکل جاتا ہے۔اس کی سزا یہ ہے کہ اگر توبہ کر کے نماز کی پابندی نہ کرے تو اس کو قتل کر دیا جائے۔حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ نماز کو چھوڑنے والا کافر تو نہیں، البتہ اس کو قتل کیا جائے گا۔حضرت امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اس کو قتل نہیں کیا جائے گا، البتہ حاکم وقت اس کو جیل میں ڈال دے گا اور وہ جیل ہی میں رہے گا یہاں تک کہ توبہ کر کے نماز شروع کر دے یا پھر وہیں مر جائے۔

قرآن وحدیث میں وارد نماز کی وقت پر ادائیگی کی خصوصی تاکید کے باوجود بعض مرتبہ نماز فوت ہو جاتی ہے، کبھی بھول سے، کبھی کوئی عذر لاحق ہونے کی بنا پر اور کبھی محض لاپرواہی اور غفلت کی وجہ سے۔حضور اکرم ﷺ کے اقوال وافعال کی روشنی میں جمہور فقہاء وعلماء ومحدثین ومفسرین کا اتفاق ہے کہ تمام فوت

شدہ نماز کی قضا کرنی چاہئے۔حضور اکرم ﷺ نے متعدد مرتبہ ارشاد فرمایا کہ اگر نماز وقت پر ادا نہ کر سکیں تو بعد میں اس کو پڑھیں، اختصار کے مدنظر صحیح بخاری وصحیح مسلم میں وارد ایک حدیث ذکر کر رہا ہوں:
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص نماز کو بھول جائے تو جب اس کو یاد آئے فوراً پڑھ لے، اس کا سوائے اس کے کوئی کفارہ نہیں۔اللہ کا ارشاد ہے نماز قائم کرو میری یاد کے واسطے۔(صحیح بخاری وصحیح مسلم) بعض روایات میں اس حدیث کے الفاظ اس طرح وارد ہوئے ہیں: جو شخص نماز کو بھول جائے یا اس کو چھوڑ کر سو جائے، اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب یاد آئے اسے پڑھے۔حدیث کی مشہور کتاب ترمذی میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جو بھی نماز کو بھول جائے یا اس سے سو جائے تو وہ جب بھی یاد آئے اس کو پڑھ لے۔

﴿نوٹ﴾ تاخیر سے سونے کی عادت بنا کر فجر کی نماز کے وقت سوتے رہنا گناہ کبیرہ ہے۔ دیگر احادیث کی روشنی میں اس حدیث میں سوتے رہنے سے مراد یہ ہے کہ نماز وقت پر پڑھنے کے اسباب اختیار کئے مگر کسی دن اتفاق سے آنکھ نہ کھل سکی۔

حضور اکرم ﷺ اور صحابۂ کرام نے بعض نمازیں وقت کے نکلنے کے بعد ادا فرمائی ہیں۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ صحابۂ کرام کے ساتھ غزوۂ خیبر سے واپس ہو رہے تھے، رات میں چلتے چلتے جب نیند کا غلبہ ہوا تو آپ ﷺ نے رات کے اخیر حصہ میں ایک جگہ قیام فرمایا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو نگہبانی کے لئے متعین فرما کر آپ ﷺ لیٹ گئے اور صحابہ بھی سو گئے۔ جب صبح قریب ہوئی تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ (تھکان کی وجہ سے) اپنی سواری سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے، پس آپ پر نیند غالب ہوئی اور وہ بھی سو گئے اور سب حضرات ایسے سوئے کہ طلوع آفتاب تک نہ اللہ کے رسول ﷺ کی آنکھ کھلی اور نہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی، نہ کسی اور صحابی کی۔جب سورج طلوع ہوا اور اس کی شعاعیں ان حضرات پر پڑیں تو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے اور

گھبرا کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اٹھایا۔ پھر صحابۂ کرام کو آگے چلنے کا حکم دیا، صحابۂ کرام اپنی سواریاں لے کر آگے بڑھے اور ایک جگہ حضور اکرم ﷺ نے وضو کیا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اقامت کہنے کا حکم دیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی اور آپ ﷺ نے نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا جو نماز کو بھول جائے اس کو چاہئے کہ وہ یاد آنے پر اس کو پڑھ لے۔ (صحیح مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غزوۂ خندق کے دن آئے اور کفار قریش کو برا بھلا کہنے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں اب تک عصر نہ پڑھ سکا حتی کہ سورج غروب ہونے کو ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے بھی عصر نہیں پڑھی ہے۔ اللہ کے رسول نے وضو فرمایا، ہم نے بھی وضو فرمایا اور پھر غروب آفتاب کے بعد آپ ﷺ نے پہلے عصر پڑھی پھر اس کے بعد مغرب ادا فرمائی۔ (صحیح بخاری) بعض احادیث میں مذکور ہے کہ اس موقع پر آپ ﷺ کی ایک سے زیادہ نمازیں فوت ہوئی تھیں اور آپ ﷺ نے انہیں وقت نکلنے کے بعد پڑھا۔

مذکورہ بالا احادیث سے واضح ہوا کہ اگر ایک یا ایک سے زیادہ نماز فوت ہو جائے تو فوت شدہ نمازوں کا پڑھنا لازم وضروری ہے۔ تفصیلات کے لئے امام نوویؒ کی صحیح مسلم کی سب سے مشہور شرح (شرح مسلم ج ۱ ص ۲۷۷) اور ابن حجر عسقلانیؒ کی صحیح بخاری کی سب سے مشہور شرح (فتح الباری ج ۲ ص ۶۹۔ ۷۰) کا مطالعہ کریں۔ ہاں اس بھول یا عذر کی بناء پر وقت پر ادا نہ کی گئی نماز کو ادا یا قضاء کا ٹائٹل دینے میں علماء کی آراء مختلف ہیں۔ بھول یا عذر کی وجہ سے وقت پر نماز ادا نہ کرنے پر کوئی گناہ نہیں ہوگا ان شاء اللہ۔ لیکن اگر کوئی شخص جان بوجھ کر نماز کو ترک کر دے تو یہ بڑا گناہ ہے اس کے لئے توبہ ضروری ہے۔ توبہ کے ساتھ جمہور علماء کی رائے ہے کہ اس کو نماز کی قضا بھی کرنی ہوگی۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ، حضرت امام مالکؒ، حضرت امام شافعیؒ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ کی حضور اکرم ﷺ کے اقوال وافعال کی

روشنی میں یہی رائے ہے کہ قصداً وعمداً نماز چھوڑنے پر بھی نماز کی قضاء کرنی ہوگی۔ شیخ ابو بکر الزرعی (۶۹۱ھ۔۷۵۱ھ) نے اپنی کتاب (الصلاۃ وحکم تارکھا) میں تحریر کیا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ نے کہا کہ اس شخص پر بھی نماز کی قضا واجب ہے جو قصداً نماز کو چھوڑ دے مگر قضاء سے نماز چھوڑنے کا گناہ ختم نہ ہوگا بلکہ اسے نماز کی قضاء کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے معافی بھی مانگنی ہوگی۔ علامہ قرطبیؒ (متوفی ۶۷۱ھ) نے اپنی مشہور ومعروف تفسیر (الجامع لاحکام القرآن ج ا ص ۱۷۸) میں یہی تحریر کیا ہے کہ جمہور علماء اس پر متفق ہیں کہ جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والے شخص پر قضاء واجب ہے، اگرچہ وہ گناہ گار بھی ہے۔ علامہ ابن تیمیہؒ نے بھی اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والے پر قضاء واجب ہے۔ غرضیکہ اگر کسی شخص کی ایک یا متعدد نمازیں قصداً وعمداً چھوٹ جائیں تو اللہ تعالیٰ سے معافی کے ساتھ فوت شدہ نمازوں کی قضاء کرنی ضروری ہے، کیونکہ جمہور علماء حتیٰ کہ چاروں ائمہ نے حضور اکرم ﷺ کے اقوال وافعال کی روشنی میں یہی کہا ہے، صرف زمانہ قدیم میں جناب داؤد ظاہری اور موجودہ زمانہ میں اہل حدیث حضرات نے اختلاف کیا ہے۔ اور جن بعض علماء نے نماز کے جان بوجھ کر ترک کرنے پر نماز کی قضاء کے واجب نہ ہونے کا جو فیصلہ فرمایا ہے وہ اصل میں اس بنیاد پر ہے کہ ان کے نقطۂ نظر میں جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والا شخص کافر ہو جاتا ہے۔ اب جب کافر ہو گیا تو نماز کی قضاء کا معاملہ ہی نہیں رہا، لیکن جمہور علماء کی رائے ہے کہ جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والا شخص کافر نہیں بلکہ فاسق یعنی گناہ گار ہے اور یہی قول زیادہ صحیح ہے ورنہ عصر حاضر میں امت مسلمہ کی ایک بڑی تعداد دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گی۔

صحیح مسلم کی سب سے مشہور شرح لکھنے والے اور ریاض الصالحین کے مصنف امام نوویؒ نے شرح مسلم میں تحریر کیا ہے کہ علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو شخص نماز کو عمداً ترک کر دے اس پر قضاء لازم ہے۔

بعض علماء نے مخالفت کی ہے مگر بعض علماء کی یہ رائے اجماع کے خلاف ہونے کے ساتھ دلیل کے لحاظ سے بھی باطل ہے۔ نیز انہوں نے تحریر کیا ہے کہ بعض اہل ظاہر سب سے الگ ہو گئے اور کہا کہ بلا عذر چھوٹی ہوئی نماز کی قضاء واجب نہیں، اور انہوں نے یہ خیال وگمان کیا کہ نماز کا چھوڑنا اس سے بڑا گناہ ہے کہ قضاء کرنے کی وجہ سے اس کے وبال سے نکل جائے، مگر یہ قول کے قائل کی غلطی وجہالت ہے۔ (شرح مسلم ج ا ص ۲۳۸)

علامہ عبدالحی حنفی لکھنویؒ (جنہوں نے صرف ۴۰ سال کی عمر پائی اور تقریباً ۸۰ کتابیں تحریر فرمائیں، جن کی علمی صلاحیتوں کو تمام مکاتب فکر نے تسلیم کیا ہے) تحریر کرتے ہیں کہ بعض اہل ظاہر سب سے الگ ہو گئے اور کہا کہ اپنے وقت میں نماز کو جان بوجھ کر چھوڑنے والے پر ضروری نہیں کہ دوسرے وقت میں اس کو ادا کرے۔ (التعلیق الممجد علی موطا للامام محمد ص ۱۲۷)

غور فرمائیں کہ جب حضور اکرم ﷺ نے بھولنے والے یا سونے والے پر بھی فوت شدہ نماز کی قضاء کو لازم کیا ہے، حالانکہ یہ دونوں گناہ گار نہیں ہیں تو جان بوجھ کر قضاء کرنے والے پر بدرجہ اولیٰ نماز قضاء ہونی چاہئے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے کہ (اپنے والدین کو اف نہ کہو) تو اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب والدین کو (اف) کہنا بھی جائز نہیں تو ان کو مارنا پیٹنا یا گالی دینا اور بھی برا اور سخت گناہ ہوگا۔ اسی طرح جب بھولنے اور سو جانے پر قضاء لازم کی گئی تو عمداً ترک نماز پر قضاء اور بھی زیادہ ضروری ہے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ ایک شخص نے یا ایک عورت نے اللہ کے رسول سے عرض کیا کہ میری ماں کا انتقال ہو گیا اور اس پر ایک ماہ کے روزے رہ گئے ہیں تو کیا میں ان کی قضاء کروں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تیری ماں پر قرض ہوتا تو کیا تو اس کو ادا کرتا؟ اس نے کہا کہ ہاں میں ادا کرتا۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کا قرض زیادہ مستحق ہے کہ اس کی ادائیگی کی جائے۔ حضور اکرم ﷺ

کا یہ ارشاد روزوں کی قضاء کے بارے میں ہے۔ اور ظاہر ہے کہ روزہ اور نماز میں فرض ہونے کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں بلکہ قرآن وحدیث میں نماز پڑھنے کی تاکید سب سے زیادہ وارد ہوئی ہے۔ لہذا جب روزے کی قضاء ہے تو نماز کی بھی قضاء ہونی چاہئے۔

نیز پوری امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر رمضان کا روزہ ترک کردے تو اس کی قضاء ضروری ہے، اسی طرح اگر کسی شخص نے استطاعت کے باوجود حج ادا نہیں کیا تو اس کے مرنے پر اس کے وارثین پر لازم ہے کہ وراثت کی تقسیم سے قبل اس کے ترکہ میں سے حج بدل کا انتظام کیا جائے۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے قصداً متعدد سالوں سے زکوٰۃ ادا نہیں کی اور اب اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے تو اسے گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔

خلاصہ کلام یہ کہ ۱۴۰۰ سال سے جمہور فقہاء وعلماء ومحدثین ومفسرین کی یہی رائے ہے کہ نماز کے فوت ہونے پر اس کی قضاء کرنی ضروری ہے خواہ بھول جانے یا سوجانے کی وجہ سے نماز فوت ہوئی ہو یا جان بوجھ کر نماز چھوڑی گئی ہو، ایک نماز فوت ہوئی ہو یا ایک سے زیادہ۔ مشہور ومعروف چاروں ائمہ کی بھی حضور اکرم ﷺ کے اقوال وافعال کی روشنی میں یہی رائے ہے۔ بھول جانے یا سوجانے کی صورت میں گناہ گار نہیں ہوگا مگر قضاء کرنی ہوگی اور قصداً نماز ترک کرنے پر نماز کی قضاء کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی ہوگی۔

جن علماء نے فرمایا ہے کہ قصداً نماز ترک کرنے والا کافر ہوجاتا ہے جیسا کہ سعودی عرب کے سابق مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن بازؒ کا موقف ہے، تو ان کا یہ قول کہ جان بوجھ کر چھوڑی گئی نماز کی قضاء نہیں ہے کسی حد تک سمجھ میں آتا ہے اگرچہ قصداً نماز چھوڑنے والے پر کافر ہونے کا فتویٰ لگانا جمہور علماء کے قول کے خلاف ہے۔ مگر وہ حضرات جو جمہور علماء کے قول کے مطابق تارک صلاۃ پر کافر ہونے کا فتویٰ تو صادر نہیں فرماتے مگر قصداً نماز ترک کرنے پر نماز کی قضاء کے ضروری نہ ہونے کا فیصلہ فرماتے ہیں تو

ان کی یہ رائے جمہور علماء کے قول کے خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ غیر منطقی اور دلائل کے اعتبار سے باطل بھی ہے جیسا کہ مشہور و معروف محدث امام نوویؒ نے تحریر کیا ہے۔ نیز احتیاط کا تقاضی بھی یہی ہے کہ فرض نماز کی قضاء کو واجب قرار دیا جائے تا کہ کل آخرت میں کسی طرح کی کوئی ذلت اٹھانی نہ پڑے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن آدمی کے اعمال میں سب سے پہلے فرض نماز کا حساب لیا جائے گا۔ اگر نماز درست ہوئی تو وہ کامیاب و کامران ہوگا، اور اگر نماز درست نہ ہوئی تو وہ ناکام اور خسارہ میں ہوگا۔ (ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، ابوداود، مسند احمد)

جب ہم نے یہ تسلیم کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے نماز فرض کی ہے اور قصداً نماز چھوڑنے والا کافر نہیں، بلکہ فاسق و فاجر ہے تو قصداً نماز چھوڑنے پر قضاء کے واجب نہ قرار دینے کی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ مثلاً اگر کسی شخص نے زنا کیا یا چوری کی تو اسے اللہ تعالیٰ سے معافی بھی مانگنی ہوگی اور اگر اس کا جرم شرعی عدالت میں ثابت ہو جاتا ہے تو اس پر حد بھی جاری ہوگی۔ یعنی اسے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے کے ساتھ دنیاوی سزا بھی بھگتنی ہوگی۔ اسی طرح قصداً نماز چھوڑنے والے کو اللہ تبارک وتعالیٰ سے معافی مانگنے کے ساتھ نماز کی قضاء بھی کرنی ہوگی۔

غرضیکہ حضور اکرم ﷺ کے اقوال و افعال کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ ہر نماز کو وقت پر ادا کرنا چاہئے، ہاں خدانخواستہ اگر کوئی نماز چھوٹ جائے تو پہلی فرصت میں اس کی قضاء کرنی چاہئے خواہ بھول کی وجہ سے یا سونے کی وجہ سے یا کسی عذر کی وجہ سے نماز فوت ہوئی ہو یا محض لاپرواہی اور غفلت کی وجہ سے نماز ترک ہوئی ہو، ایک نماز فوت ہوئی ہو یا ایک سے زیادہ یا چند سالوں کی۔ حضور اکرم ﷺ اور صحابۂ کرام کے زمانہ میں یہ تصور بھی نہیں تھا کہ کوئی مسلمان جان بوجھ کر کئی دنوں تک نماز نہ پڑھے۔ خیر القرون میں ایک واقعہ بھی قصداً چند ایام نماز ترک کرنے کا پیش نہیں آیا بلکہ اس زمانہ میں تو منافقین کو بھی نماز چھوڑنے کی ہمت نہیں تھی۔ اگر لاپرواہی اور غفلت کی وجہ سے نمازیں ترک ہوئی ہیں تو سب

سے قبل اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہئے اور توبہ واستغفار کا سلسلہ موت تک جاری رکھ کر فوت شدہ نمازوں کی قضاء کرنی چاہئے خواہ وہ فوت شدہ نمازوں کو ایک وقت میں ادا کرے یا اپنی سہولت کے اعتبار سے ہر نماز کے ساتھ قضاء کرتا رہے۔ علماء کرام نے تحریر کیا ہے کہ ایسے شخص کے لئے بہتر ہے کہ وہ نوافل کا اہتمام نہ کر کے فوت شدہ نمازوں کی قضاء کرے۔ یہی ۱۴۰۰ سالوں سے جمہور فقہاء وعلماء ومحدثین ومفسرین کی حضور اکرم ﷺ کے اقوال وافعال کی روشنی میں رائے ہے اور عصر حاضر میں مشرق سے مغرب تک اکثر وبیشتر علماء کرام کی یہی رائے ہے اور یہی قول احتیاط پر مبنی ہے کہ نمازوں کو چھوڑنے کا سخت گناہ ہے حتی کہ علماء کرام نے فرمایا ہے کہ زنا کرنے، چوری کرنے اور شراب پینے سے بھی بڑا گناہ نماز کا ترک کرنا ہے۔ لہذا فوت شدہ نمازوں پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے کے ساتھ ان کی قضاء بھی کرنی چاہئے۔

نمازِ وتر

اهمیت، تعداد رکعت اور پڑھنے کا طریقہ

وتر کے معنی طاق (Odd Number) کے ہیں۔احادیث نبویہ کی روشنی میں امت مسلمہ متفق ہے کہ ہمیں نماز وتر کی خاص پابندی کرنی چاہئے کیونکہ نبی اکرم ﷺ سفر وحضر ہمیشہ نماز وتر کا اہتمام فرماتے تھے، نیز نبی اکرم ﷺ نے نماز وتر پڑھنے کی بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے حتی کہ فرمایا کہ اگر کوئی شخص وقت پر وتر نہ پڑھ سکے تو وہ بعد میں اس کی قضا کرے۔۔۔ آپ ﷺ نے امت مسلمہ کو وتر کی ادائیگی کا حکم (امر) متعدد مرتبہ دیا ہے، عربی زبان میں امر کا صیغہ عموماً وجوب کے لئے ہوا کرتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ سے نماز وتر کا زندگی میں ایک مرتبہ بھی چھوڑنا حتی کہ حج کے موقع پر مزدلفہ میں بھی ثابت نہیں ہے جیسا کہ سعودی عرب کے سابق مفتی عام شیخ عبدالعزیز بن بازؒ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا ہے۔

وتر کو واجب یا سنت مؤکدہ اشد التاکید کا Title دینے میں فقہاء وعلماء کے درمیان اختلاف ہے۔ فقہاء وعلماء کی ایک جماعت نے سنت مؤکدہ اشد التاکید کہا ہے جبکہ فقہاء وعلماء کی ایک بڑی جماعت مثلاً حضرت امام ابوحنیفہؒ (نعمان بن ثابت) (۸۰ھ۔۱۵۰ھ) نے نبی اکرم ﷺ کے اقوال وافعال کی روشنی میں واجب قرار دیا ہے جس کا درجہ فرض سے یقیناً کم ہے۔جیسا کہ بعض علماء نے تحیۃ المسجد کی دو رکعت کو واجب قرار دیا ہے جس کا درجہ فرض سے یقیناً کم ہے، اگرچہ باتفاق فقہاء وعلماء تحیۃ المسجد کی کوئی قضا نہیں ہے۔جن فقہاء وعلماء نے سنت مؤکدہ اشد التاکید کہا ہے انہوں نے بھی احادیث شریفہ کی روشنی میں یہی فرمایا ہے کہ نماز وتر کا ہمیشہ اہتمام کرنا چاہئے اور وقت پر ادا نہ کرنے پر اس کی قضا کرنی چاہئے۔امام احمد بن حنبلؒ (۱۶۴ھ۔۲۴۱ھ) نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ جس نے جان بوجھ کر

نماز وتر کو چھوڑا، وہ برا شخص ہے اور اس کی شہادت قبول نہیں کرنی چاہئے۔ (فتاویٰ علامہ ابن تیمیہؒ ۱۲۷/۲۳، ۲۵۳) علامہ ابن تیمیہؒ نے بھی نمازِ وتر چھوڑنے والے کی شہادت قبول نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ غرضیکہ عملی اعتبار سے امت مسلمہ متفق ہے کہ نمازِ وتر کی ہمیشہ پابندی کرنی چاہئے اور وقت پر ادا نہ کرنے پر اس کی قضا بھی کرنی چاہئے۔

نمازِ وتر کی اہمیت وتاکید نبی اکرم ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں:

عَنْ اَبِی سَعِید الخُدْرِی ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ: اَوْتِرُوْا قَبْلَ اَنْ تُصْبِحُوا (مسلم حدیث نمبر ۷۵۴، ۱۲۵۳ ترمذی. حدیث نمبر ۴۳۰) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صبح ہونے سے قبل نماز وتر پڑھو۔

عَنْ عَلِی ؓ قالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ: یَا اَھْلَ الْقُرْآنِ اَوْتِرُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ وِتْرٌ یُحِبُّ الْوِتْرَ (ابی داود. باب استحباب الوتر ۱۴۱۶، نسائی. باب الامر بالوتر ۱۶۷۵، ابن ماجہ. باب ماجاء فی الوتر ۱۱۶۹، ترمذی. باب ما جاء ان الوتر لیس بحتم ۴۵۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے مسلمانو! وتر پڑھو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ بھی وتر ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے۔

عَنْ خارجہ بن حذافہ ؓ اَنَّہ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ : اِنَّ اللّٰہَ اَمَدَّکُمْ بِصَلَاۃٍ ھِیَ خَیْرٌ لَّکُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ. الوِتْرُ جَعَلَہُ اللّٰہُ لَکُمْ فِیْمَا بَیْنَ صَلاۃِ الْعِشَاءِ اِلَی اَنْ یَّطْلُعَ الْفَجْرُ (ترمذی. باب ماجاء فی الوتر ۴۵۲، ابن ماجہ. باب ماجاء فی الوتر ۱۱۶۸، ابی داود. باب استحباب الوتر ۱۴۱۸) حضرت خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ

نے تمہیں ایک نماز عطا فرمائی ہے، وہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے، اور وہ وتر کی نماز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نماز تمہارے لئے نماز عشا کے بعد سے صبح ہونے تک مقرر کی ہے۔۔۔ محدثین ؒ نے تحریر کیا ہے کہ سرخ اونٹوں سے بہتر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نمازِ وتر دنیا و مافیہا سے بہتر ہے کیونکہ اُس زمانہ میں سرخ اونٹ سب سے زیادہ قیمتی چیز تھی۔

عَنْ اَبِی سَعِیدِ الخُدری ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہ ﷺ: مَنْ نَامَ عَنْ وِتْرِہِ اَوْ نَسِیَہُ فَلْیُصَلِّہِ اِذَا ذَکَرَہ (ابی داود. باب فی الدعاء بعد الوتر ۱۴۳۱ ، ترمذی. باب ما جاء فی الرجل ینام عن الوتر او ینساہ ۴۶۵، ابن ماجہ. باب ماجاء فی من نام عن الوتر ۱۱۸۸) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص وتر سے سوتا رہ جائے یا بھول جائے تو جب یاد آئے (یا وہ جاگے) تو اسی وقت پڑھ لے۔

عن بریدۃ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ یقول : اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ یُوْتِرْ فَلَیْسَ مِنَّا، اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ یُوْتِرْ فَلَیْسَ مِنَّا،اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ یُوْتِرْ فَلَیْسَ مِنَّا، (سنن ابی داود باب فی من لم یوتر ۱۴۱۹) حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نماز وتر حق ہے، جو وتر ادا نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ نماز وتر حق ہے، جو وتر ادا نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ نماز وتر حق ہے، جو وتر ادا نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔۔۔ بعض روایت میں یہ حدیث الوتر واجب کے لفظ سے مروی ہے۔

جن حضرات نے وتر کو واجب قرار نہیں دیا ہے، حسب معمول انہوں نے اس حدیث کو ضعیف قرار دینے کی کوشش کی ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض محدثین ؒ نے اِس حدیث کی سند میں آئے ایک راوی (ابومنیب عبداللہ بن عبداللہ العتکی ؒ) کو ضعیف قرار دیا ہے، جبکہ محدثین ؒ کی دوسری جماعت مثلاً امام یحیی بن معین ؒ (۱۵۸ھ ۲۳۳ھ) انہیں ثقہ کہتے ہیں، امام حاکم ؒ نے اِس حدیث کو صحیح علی شرط الشیخین قرار دیا

ہے۔امام داودؒ نے اس حدیث کونقل کرنے کے بعد اس پر خاموشی اختیار کی ہے جو اُن کے نزدیک حدیث کے صحیح یا کم ازکم حسن ہونے کے دلیل ہوتی ہے۔ (درس ترمذی، مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم)

نمازِ وتر کا وقت: نمازِ وتر کا وقت عشا کی نماز کے بعد سے صبح ہونے تک رہتا ہے، جیسا کہ حدیث نمبر(۱ و۳) میں مذکور ہے۔بعض علماء نے نماز فجر کی ادائیگی تک نماز وتر کا وقت تحریر کیا ہے، مگر جمہور علماء کے نزدیک صبح ہونے کے بعد وتر ادا نہ کئے جائیں بلکہ طلوع آفتاب کے بعد نمازِ وتر کی قضا کی جائے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ صبح ہونے کے بعد سے طلوع آفتاب تک صرف دو رکعت سنت مؤکدہ اور دو رکعت فرض ادا کی جائیں۔جیسا کہ جلیل القدر تابعی شیخ سعید بن المسیبؒ کا فتویٰ ہے جو امام بیہقی نے اپنی کتاب "سنن البیھقی الکبریٰ حدیث ۴۲۳۴ باب من لم یصل بعد الفجر الا رکعتی الفجر ثم بادر بالفرض " میں صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ شیخ سعید بن المسیبؒ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ صبح ہونے کے بعد دو رکعت سے زیادہ نماز پڑھتا ہے اور اِس نماز میں خوب رکوع وسجدے کرتا ہے تو شیخ سعید بن المسیبؒ نے اسے اِس کام سے منع کیا۔اس شخص نے کہا کہ کیا اللہ مجھے نماز پر عذاب دے گا؟ تو شیخ سعید بن المسیبؒ نے جواب دیا: نہیں، لیکن تمہیں سنت کی خلاف ورزی پر عذاب دے گا۔

شیخ عبدالعزیز بن بازؒ کا فتویٰ بھی یہی ہے کہ جو شخص صبح ہونے تک وتر نہ پڑھ سکے تو وہ طلوع آفتاب کے بعد پڑھے۔(مجموع فتاویٰ ابن باز ۱۱/۳۰۰)

نماز وتر کے لئے افضل وقت: رات کے آخری حصہ میں نماز تہجد پڑھ کر نمازِ وتر کی ادائیگی افضل ہے، نبی اکرم ﷺ کا مستقل معمول بھی یہی تھا۔البتہ وہ حضرات جو رات کے آخری حصہ میں نماز تہجد اور نماز وتر کا اہتمام نہیں کر سکتے ہیں تو وہ سونے سے قبل ہی وتر ادا کر لیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کو خوف ہے کہ وہ آخری رات میں اٹھ کر نماز نہیں پڑھ سکتا ہے تو وہ رات کے شروع حصہ میں ہی وتر ادا کر لے۔ البتہ جس کو رغبت ہے کہ وہ رات کے آخری حصہ میں نماز وتر ادا کرے تو اسے ایسا ہی کرنا چاہئے کیونکہ رات کے آخری حصہ میں ادا کی گئی نماز کے وقت فرشتے حاضر رہتے ہیں اور یہی افضل ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے خلیل نبی اکرم ﷺ نے مجھے تین باتوں کی وصیت کی ہے۔۔۔۔جن میں سے ایک۔۔۔سونے سے قبل وتر کی ادائیگی ہے۔ میں انہیں مرتے دم تک نہیں چھوڑوں گا۔ (بخاری ومسلم وترمذی ونسائی وابوداود ومسند احمد)

وتر چھوٹ جائیں تو قضا پڑھیں: نبی اکرم ﷺ کے اقوال وافعال کی روشنی میں تمام فقہاء وعلماء نمازِ وتر کی قضا کی مشروعیت پر تو متفق ہیں (جیسا کہ سعودی عرب کے بڑے علماء کی کونسل "اللجنه الدائمه للبحوث العلميه والافتاء" نے فتویٰ نمبر ۱۱۲۷ میں تحریر کیا ہے)، لیکن قضا کے وقت میں ان کی آراء مختلف ہیں، اگرچہ تقریباً تمام ہی فقہاء وعلماء طلوع آفتاب سے زوال آفتاب تک کے وقت کو نماز وتر کی قضا کا بہترین وقت قرار دیتے ہیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے۔ سنن بیہقی میں یہ حدیث قدرے وضاحت کے ساتھ وارد ہوئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص وتر پڑھے بغیر سو گیا وہ صبح کو پڑھے اور جو بھول گیا وہ یاد آنے پر پڑھے۔ (سنن کبری للبیهقی . ابواب الوتر)

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ انہیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبادہ بن صامتؓ وغیرہ صحابۂ کرام نے فجر کے بعد وتر پڑھے (یعنی بروقت نہ پڑھ سکے تو بعد میں بطور قضا پڑھے) (موطا مالک۔الوتر بعد الفجر)

﴿وضاحت﴾ جو حضرات رات کے آخری حصہ میں نمازِ وتر کا اہتمام کرتے ہیں تو کبھی کبھی بشری

تقاضے کی وجہ سے وہ نمازِ وتر وقت پر ادا نہیں کر پاتے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس شخص کا رات کا کوئی معمول سونے کی وجہ سے رہ جائے اور وہ فجر کے بعد ظہر سے قبل ادا کر لے تو اس کے لئے ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے اس کو معمول کے مطابق ادا کیا۔ (بخاری، مسلم ۷۴۷، ترمذی. باب ما ذکر فیمن فاته حزبه من اللیل فقضاه بالنهار، نسائی. باب متی یقضی من نام عن حزبه من اللیل، ابن ماجه. باب ما جاء فیمن نام عن حزبه من اللیل)

وتر کی تعداد رکعت: نبی اکرم ﷺ نے متعدد طریقوں سے یہ وتر ادا کئے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ طریقے آج تک امت مسلمہ میں زندہ رکھے ہیں، مندرجہ ذیل دو طریقے امت مسلمہ میں زیادہ رائج ہیں:

۱) وتر کی ۳ رکعت اس طرح ادا کی جائیں کہ ۲ رکعت پر سلام پھیر دیا جائے اور پھر ایک رکعت ادا کی جائے، یعنی ۳ رکعت دو تشہد اور ۲ سلام کے ساتھ۔ **نوٹ:** کچھ حضرات نے سہولت پر عمل کرنے کا کچھ زیادہ ہی مزاج بنالیا ہے چنانچہ وہ صرف ایک ہی رکعت وتر ادا کر لیتے ہیں، صرف ایک رکعت وتر ادا کرنے سے بچنا چاہئے کیونکہ فقہاء وعلماء کی ایک جماعت کی رائے میں ایسا کرنا صحیح نہیں ہے۔

۲) ایک سلام اور دو قاعدوں کے ساتھ نمازِ مغرب کی طرح وتر کی تین رکعت ادا کی جائیں۔

اِن مذکورہ دونوں شکلوں میں وتر کی ادائیگی صحیح ہے، البتہ فقہاء وعلماء کرام نے اپنے اپنے نقطۂ نظر سے وتر کی کسی ایک شکل کو راجح قرار دیا ہے، مثلاً سعودی عرب کے علماء نے پہلی صورت کو راجح قرار دیا ہے، جبکہ دیگر فقہاء وعلماء مثلاً حضرت امام ابوحنیفہؒ نے دوسری شکل کو مندرجہ ذیل احادیث شریفہ کی روشنی میں راجح قرار دیا ہے:

وتر کی تین رکعت :

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں ۱۱ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ آپ ﷺ پہلے ۴ رکعت پڑھتے تھے، ان کے حسن اور لمبائی کے بارے میں کچھ نہ پوچھو۔ پھر آپ ۴ رکعت پڑھتے تھے، ان کے حسن اور لمبائی کے بارے میں کچھ نہ پوچھو۔ پھر آپ ﷺ تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔ (بخاری و مسلم و ترمذی و ابوداود و ابن ماجہ و نسائی) یہ حدیث حدیث کی ہر مشہور کتاب میں موجود ہے، اس حدیث میں تین رکعت وتر کا ذکر ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور "سبح اسم ربک الاعلیٰ"، دوسری رکعت میں "قل یا ایھا الکافرون" اور تیسری رکعت میں "قل ھو اللّٰہ احد" پڑھتے تھے۔ (ترمذی ... باب ما یقرء فی الوتر.... وقال الحاکمؒ صحیحٌ علی شرط الشیخین)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ وہ رات میں تہجد کی ۸ رکعت پڑھتے، پھر تین وتر پڑھتے اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ (نسائی باب الوتر) ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نماز وتر میں تین رکعت ہیں، نیز تین رکعت وتر کے جواز پر تمام علماء امت کا اجماع ہے، امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ جمہور صحابۂ کرام کو بھی تین وتر پسند تھے۔ نبی اکرم ﷺ کے اکثر صحابۂ کرام اور بعد میں آنے والے جمہور اہل علم کا پسندیدہ عمل بھی یہی ہے کہ وتر کی پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ، دوسری رکعت میں سورۂ الکافرون اور تیسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھی جائے۔ (ترمذی) ایک رکعت وتر پڑھنے میں علماء امت کا اختلاف ہے، علماء کرام کی ایک بڑی جماعت کے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے، لہذا قوت دلائل کے ساتھ ساتھ احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے کہ وتر میں تین رکعت ہی پڑھی جائیں۔

ایک سلام ودوتشہد کے ساتھ تین رکعت وتر:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی دو رکعت پر سلام نہیں پھیرتے تھے۔ (نسائی باب کیف الوتر بثلاث ۱۶۹۸)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں "سبح اسم ربک الاعلیٰ "، دوسری رکعت میں "قل یا ایھا الکافرون" اور تیسری رکعت میں "قل ھو اللّٰہ احد" پڑھتے تھے اور تیسری رکعت کے اختتام پر سلام پھیرتے تھے۔ (نسائی باب ذکر اختلاف الفاظ الناقلین لخبر ابی بن کعب فی الوتر ۱۷۰۱، ابوداود باب ما یقرا فی الوتر ۱۴۲۳، ابن ماجہ باب ما جاء فی ما یقرا فی الوتر ۱۱۷۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ عشا کی نماز کے بعد گھر میں تشریف لاتے تھے، پھر دو رکعت پڑھتے تھے، پھر مزید دو رکعت پہلی دونوں رکعتوں سے لمبی پڑھتے تھے، پھر تین رکعت وتر پڑھتے تھے اور درمیان میں (سلام کے ذریعہ) فصل نہیں کرتے تھے (یعنی یہ تینوں رکعت ایک ہی سلام سے پڑھتے تھے (مسند احمد ۶/ ۱۵۶، مسند النساء، حدیث السیدہ عائشہؓ ۲۵۷۳۸.... نیز ملاحظہ ہو زاد المعاد ۱/ ۳۳۰ فصل فی سیاق صلاتہ ﷺ باللیل ووترہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مغرب کی نماز دن کی وتر ہے، پس رات میں بھی وتر پڑھو۔ (مسند احمد ۲/۳۰، موطا مالک ۔۔ باب الامر بالوتر صحیح الجامع الصغیر للالبانی ۲/۱۲۷۰ حدیث نمبر ۳۸۳۴)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رات کے وتر میں دن کے وتر یعنی نمازِ مغرب کی طرح تین رکعت ہیں۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ۹/ ۲۸۲ حدیث نمبر ۹۴۱۹

ورجالہ رجال الصحیح، مجمع الزوائد ۲ /۵۰۳ باب عدد الوتر حدیث نمبر ۳۴۵۵)

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ صحابی رسول ﷺ حضرت ابی بن کعبؓ تین رکعت وتر پڑھتے تھے اور مغرب کی نماز کی طرح تیسری رکعت میں سلام پھیرتے تھے۔ (مصنف عبد الرزاق ۳ /۲۶ باب کیف التسلیم فی الوتر حدیث نمبر ۴۶۵۹)

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کا اجماع ہے کہ وتر کی تین رکعت ہیں اور آخر میں ہی سلام پھیرا جائے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۲ /۹۰ باب من کان یوتر بثلاث او اکثر حدیث نمبر ۶۸۳۴)

صحابی رسول ﷺ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے تین رکعت وتر پڑھی اور صرف آخری رکعت میں سلام پھیرا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۲ /۹۱ باب من کان یوتر بثلاث او اکثر حدیث نمبر ۶۸۴۰)

﴿وضاحت﴾ ان تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ وتر کی تین رکعت ایک سلام سے ہیں، رہا دوسری رکعت کے بعد قاعدہ کرنے کا ثبوت تو ایک صحیح حدیث بھی ایسی نہیں ملتی جس میں یہ ذکر ہو کہ نبی اکرم ﷺ تین رکعت وتر ایک سلام سے پڑھتے تھے اور دوسری رکعت کے بعد قاعدہ کرنے سے منع کرتے تھے۔ اس کے برعکس متعدد ایسی احادیث ملتی ہیں جن میں آپ ﷺ نے دن رات کی ہر نماز میں ہر دوسری رکعت پر قاعدہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ وتر کا اس عموم سے مستثنیٰ ہونا کسی ایک حدیث میں نہیں ملتا، اگر ایسا ہوتا تو نبی اکرم ﷺ ضرور بیان فرماتے اور صحابۂ کرام اہتمام سے امت تک پہونچاتے۔

بعض حضرات نے دار قطنی اور بیہقی میں وارد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے صرف ایک

حصہ(ولا تشبھوا بصلاۃ المغرب) کوذکر کر کے تحریر کر دیا کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک سلام اور دو تشہد کے ذریعہ نمازِ وتر پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

حدیث کے صرف ایک حصہ کو ذکر کر کے کوئی فیصلہ کرنا ایسا ہی ہوگا جیسے کہ کوئی کہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے اور دلیل کے طور پر پیش کرے (ولا تقربوا الصلاۃ...)۔

دارقطنی اور بیہقی میں وارد اس حدیث کے مکمل الفاظ اس طرح ہیں (لَا تُوتِرُوْا بِثَلاثٍ، اَوْتِرُوا بِخَمْسٍ اَوْ سَبْعٍ وَلا تَشَبَّھُوا بِصَلاۃِ الْمَغْرِب)۔ اگر اس حدیث کا تعلق صرف وتر سے ہے تو اس کے معنی ہوں گے کہ مغرب کی طرح تین وتر نہ پڑھو بلکہ پانچ یا سات پڑھو، جس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔ یقیناً اس کا دوسرا مفہوم ہے۔ ممکن ہے کہ اس حدیث کا تعلق تہجد کی نماز سے ہو، یعنی جب تم نماز تہجد اور اس کے بعد وتر پڑھنا چاہو تو کم از کم ۵ یا ۷ رکعت پڑھو۔

اور اگر یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ نبی اکرم ﷺ نے نمازِ وتر میں مغرب سے مشابہت سے منع فرمایا ہے، تو کس بنیاد پر ہم یہ کہیں گے کہ اِس سے مراد یہ ہے کہ دوسری رکعت میں قاعدہ نہ کیا جائے۔ کل قیامت تک بھی کوئی شخص نبی اکرم ﷺ کے ارشادات سے دارقطنی اور بیہقی میں وارد اِس حدیث کا یہ مفہوم ثابت نہیں کر سکتا ہے، ثابت نہیں کر سکتا ہے۔ اس کے یہ مطلب بھی تو ہو سکتے ہیں:

۱) نماز وتر کو مغرب کی طرح نہ پڑھو یعنی وتر کی تیسری رکعت میں بھی سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورت ملاؤ تا کہ مغرب اور وتر میں فرق ہو جائے۔

۲) نماز وتر کو مغرب کی طرح نہ پڑھو یعنی وتر میں دعائے قنوت بھی پڑھو تا کہ مغرب اور وتر میں فرق ہو جائے۔

غرضیکہ اِس حدیث کی بنیاد پر یہ کہنا کہ نبی اکرم ﷺ نے وتر کی تین رکعت ایک سلام سے پڑھنے پر وتر کی دوسری رکعت میں قاعدہ کرنے سے منع فرمایا ہے، صحیح نہیں ہے، صحیح نہیں ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ

کی تعلیمات میں حدیث کا یہ مفہوم مذکور نہیں ہے۔ ہاں کسی عالم یا فقیہ کی اپنی رائے ہوسکتی ہے جو غلطی کا احتمال رکھتی ہے، جس پر عمل کرنا ہمارے لئے ضروری نہیں ہے۔ فقہاء وعلماء کی دوسری جماعت مثلاً حضرت امام ابوحنیفہؒ کی رائے یہ ہے کہ اِس حدیث سے یہ مفہوم لینا صحیح نہیں ہے۔۔۔۔ لہذا ایسے مختلف فیہ مسائل میں وسعت سے کام لینا چاہئے، نہ کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کی رائے کو قرآن وسنت کے خلاف قرار دی جائے۔

اس موقع کو غنیمت سمجھ کر یہ بات واضح کرنا اپنی ذمہ داری سمجھتا ہوں کہ اِن دنوں بعض حضرت امام ابوحنیفہؒ (جنہیں تقریباً سات صحابۂ کرام کے دیدار کا شرف حاصل ہے) کی قرآن وسنت کی روشنی میں بعض آراء (اگر وہ اُن کے علماء کی رائے سے مختلف ہوتی ہے) کو قرآن وسنت کے خلاف بتاتے ہیں اور ایسا تاثر پیش کرتے ہیں کہ جو انہوں نے ۱۴۰۰ سال کے بعد قرآن وسنت کو سمجھا ہے وہی صحیح ہے، صحابۂ کرام اور بڑے بڑے تابعین کی صحبت سے مستفید ہونے والے حضرت امام ابوحنیفہؒ نے قرآن وسنت کے خلاف فیصلہ فرمایا ہے اور اُن کی رائے پر اس طرح لعن وطعن شروع کردیتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے یہ رائے گیتا، رامائن اور بائیبل سے اخذ کی ہے، نعوذ باللہ۔۔۔۔۔ اگر کسی مسئلہ میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کی رائے کی دلیل ترمذی جیسی مستند کتاب میں وارد نبی اکرم ﷺ کے قول یا عمل پر مشتمل ہوتی ہے،،، تو بخاری ومسلم کی حدیث کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔۔ ایک سلام اور دو تشہد سے وتر کی تین رکعت کو غلط قرار دینے کے لئے صحیحین ہی نہیں بلکہ صحاح ستہ سے بھی باہر نکل کر دار قطنی اور بیہقی کی اُس روایت کو بنیاد بنایا جارہا ہے، جس کے متعدد مفہوم ہوسکتے ہیں۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہوجاتے ہیں بدنام

وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا۔

دعائے قنوت کا وقت:

دعائے قنوت خواہ رکوع سے قبل یا رکوع کے بعد پڑھی جائے، دونوں شکلوں میں نماز ادا ہو جائے گی، البتہ افضل وقت کے متعلق فقہاء وعلماء کے درمیان اختلاف ہے۔ صحابی رسول ﷺ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی رائے یہ ہے کہ دعائے قنوت پورے سال رکوع سے قبل پڑھی جائے۔ (ترمذی) حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام سفیان ثوریؒ، امام اسحاقؒ اور امام ابن مبارکؒ جیسے جلیل القدر فقہاء نے متعدد احادیث کی بناء پر اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ اس کی دلیل میں اختصار کی وجہ سے صرف دو حدیثیں ذکر کر رہا ہوں:

حضرت عاصمؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے قنوت کے متعلق سوال کیا؟ حضرت انسؓ نے فرمایا: قنوت ثابت ہے۔ میں نے عرض کیا: رکوع سے قبل یا بعد؟ حضرت انسؓ نے فرمایا: رکوع سے قبل۔ میں نے کہا کہ فلاں نے مجھے آپ کی بابت بتایا ہے کہ آپ نے رکوع کے بعد پڑھی ہے؟ حضرت انسؓ نے فرمایا: اس نے جھوٹ کہا ہے۔ رکوع کے بعد تو رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک ماہ دعاء قنوت پڑھی ہے۔ (بخاری. باب القنوت قبل الرکوع او بعده)

بخاری شریف کی سب سے زیادہ مشہور شرح لکھنے والے علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت انسؓ کی تمام روایات کو پیش نظر رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب دعا قنوت کسی خاص وجہ سے (دعا وغیرہ کے لئے) پڑھی جائے تو بالاتفاق وہ رکوع کے بعد ہے اور جو قنوت عام حالات میں پڑھی جائے تو حضرت انسؓ سے صحیح طور پر یہی ثابت ہے کہ وہ رکوع سے پہلے ہے۔ (فتح الباری صفحه ۴۹۱ باب القنوت قبل الرکوع اور بعده)

حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔ (ابن ماجه . باب ما جاء فی القنوت قبل الرکوع وبعده حدیث نمبر ۱۱۸۲)

دعائے قنوت سے قبل رفع یدین:

حضرت اسودؒ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ وتر کی آخری رکعت میں قل ہواللہ احد پڑھتے، پھر دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور اس کے بعد رکوع سے پہلے دعاء قنوت پڑھتے تھے۔

(جزء رفع الیدین للامام البخاریؒ ص ۲۸)

دعائے قنوت:

جو دعائے قنوت عموماً ہم پڑھتے ہیں (اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ .....)، وہ نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے۔ تفصیلات کے لئے دیکھیں: مصنف ابن ابی شیبہ ۹۵/۲ باب فی قنوت الوتر حدیث نمبر ۶۸۹۳، سنن کبری للبیھقی ۲۱۱/۲)

خلاصۂ کلام: فرض نمازوں کے ساتھ ہمیں نماز وتر کا خاص اہتمام کرنا چاہئے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کے اقوال وافعال کی روشنی میں ذکر کیا گیا ہے۔ نیز سنن ونوافل کا بھی اہتمام کرنا چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ کا قرب بھی حاصل ہوجائے جیسا کہ صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ بندہ نوافل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے قریب ہوتا جاتا ہے۔ نیز اگر خدانخواستہ قیامت کے دن فرض نمازوں میں کچھ کمی نکلے تو سنن ونوافل سے اسکی تکمیل کردی جائے جیسا کہ احادیث میں ذکر آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نمازوں کا اہتمام کرنے والا بنائے اور ہماری نمازوں میں خشوع وخضوع پیدا فرمائے تاکہ ہماری نمازیں دنیا میں ہمیں برائیوں سے روکنے کا ذریعہ بنیں اور قیامت کے دن جہنم کی آگ سے بچانے کا ذریعہ بنیں۔

سنن ونوافل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بندہ نوافل کے ذریعہ میرے قرب میں ترقی کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں اور جب میں محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلے۔ جو وہ مجھ سے مانگتا ہے میں اس کو دیتا ہوں۔ (صحیح البخاری۔ باب التواضع)

﴿وضاحت﴾ ہاتھ پاؤں بن جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا ہر کام اللہ کی رضا اور محبت کے ماتحت ہوتا ہے، اس کا کوئی بھی عمل اللہ کی مرضی کے خلاف نہیں ہوتا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن آدمی کے اعمال میں سے سب سے پہلے فرض نماز کا حساب لیا جائے گا، اگر نماز درست ہوئی تو وہ کامیاب وکامران ہوگا اور اگر نماز درست نہ ہوئی تو وہ ناکام اور خسارہ میں ہوگا۔ اور اگر کچھ نماز میں کمی پائی گئی تو ارشادِ خداوندی ہوگا کہ دیکھو اس بندے کے پاس کچھ نفلیں بھی ہیں جن سے فرضوں کو پورا کردیا جائے، اگر نکل آئیں تو ان سے فرضوں کی تکمیل کردی جائیگی۔ (ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، ابوداود)

لہذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ فرض نمازوں کے ساتھ سنن ونوافل کا بھی خاص اہتمام کرے تاکہ اللہ تعالیٰ کا قرب بھی حاصل ہوجائے جیسا کہ صحیح بخاری کی حدیث سے معلوم ہوا کہ بندہ نوافل کے ذریعہ اللہ سے قریب ہوتا جاتا ہے۔ نیز اگر خدانخواستہ قیامت کے دن فرض نمازوں میں کچھ کمی نکلے تو سنن ونوافل سے اس کی تکمیل کردی جائے۔

سنن مؤکدہ : (۲رکعت' نمازِ فجر سے قبل، ۴رکعت' نمازِ ظہر سے قبل، ۲رکعت' نمازِ ظہر کے بعد، ۲ رکعت' نمازِ مغرب کے بعد اور ۲ رکعت' نمازِ عشاء کے بعد)۔

عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أُمِّ حَبِيْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّيْ لِلّٰهِ تَعَالٰى كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعاً غَيْرَ الْفَرِيْضَةِ، اِلَّا بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ (صحيح مسلم ـ باب فضل السنن الراتبة)

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس شخص نے دن اور رات میں بارہ رکعتیں پڑھیں جو کہ فرض نہیں ہیں، اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنادیا گیا۔

ترمذی میں یہ روایت وضاحت کے ساتھ وارد ہوئی ہے۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص دن رات میں یہ بارہ رکعتیں پڑھے گا، اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا: ۴ ظہر سے پہلے اور ۲ ظہر کے بعد۔ ۲ مغرب کے بعد۔ ۲ عشاء کے بعد۔ ۲ فجر سے پہلے۔

عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِهِ قَبْلَ الظُّهْرِ اَرْبَعاً، ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ، ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ، ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ وَيَدْخُلُ فِيْ بَيْتِهِ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ (صحيح مسلم ـ باب جواز النافلة قائماً او قاعداً)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: آپ ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعتیں گھر میں ادا فرماتے پھر مسجد میں جا کر لوگوں کو (فرض) نماز پڑھاتے پھر واپس گھر تشریف لاتے اور دو رکعت (ظہر کے بعد) ادا فرماتے۔ پھر لوگوں کو مغرب کی نماز پڑھاتے اور گھر واپس تشریف لاکر دو رکعت نماز پڑھتے پھر لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے اور گھر تشریف لاکر دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَفِیْ رِوَايَةٍ لَهُمَا اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْيَا جَمِيْعاً (مسلم ـ باب استحباب ركعتی سنه الفجر والحث عَليهما وتخفيفهما والمحافظة عليهما)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: فجر کی دو رکعت (سنتیں) دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے اس سے بہتر ہے۔ ایک دوسری روایت میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ دو رکعتیں پوری دنیا سے زیادہ محبوب ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمْ يَكُنِ النَّبِیُّ ﷺ عَلَى شَیْءٍ مِّنَ النَّوَافِلِ اَشَدَّ مُعَاهُدَةً مِنْهُ عَلَى رَكْعَتَی الْفَجْرِ (رواه البخاری و مسلم و ابوداود والنسائی وابن خزيمة ـ الترغيب والترهيب ـ الترغيب فی المحافظة على ركعتين قبل الصبح)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ فجر کی سنتوں سے زیادہ کسی نفل کی پابندی نہیں فرماتے تھے۔ (ایک حدیث میں ہے کہ آپؐ فجر کی سنتیں مختصر پڑھا کرتے تھے)۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا تَدَعُوْا رَكْعَتَی الْفَجْرِ وَاِنْ طَرَدَتْكُمُ الْخَيْلُ (ابو داود ـ باب ركعتی الفجر)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فجر کی دو رکعت (سنت) نہ چھوڑو اگرچہ گھوڑوں سے تم کو روندیا جائے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ لَمْ يُصَلِّ رَكْعَتَی الْفَجْرِ فَلْيُصَلِّهِمَا بَعْدَ مَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ (الترمذی ـ باب ما جاء فی اعادتهما بعد طلوع الشمس وقال الترمذی: والعمل على هذا عند بعض اهل العلم وبه يقول سفيان ثوری ابن مبارك

والشافعی واحمد واسحاق، وقال الحاکم: صحیح علی شرط الشیخین)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے فجر کی دو رکعتیں (سنت) نہ پڑھی ہوں تو اسے چاہئے کہ سورج نکلنے کے بعد پڑھے۔

عَنْ مَالِكٍ رَحِمَه اللّٰهُ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُما فَاتَتْهُ رَكْعَتَا الْفَجْرِ فَقَضَاهُمَا بَعْدَ اَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ (موطا مالك ـ باب ما جاء فی ركعتی الفجر)

حضرت امام مالک ؒ فرماتے ہیں کہ انھیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی فجر کی دو رکعت فوت ہوگئیں، تو آپ نے سورج نکلنے کے بعد انھیں قضا پڑھا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ لَا يَدَعُ اَرْبَعاً قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ (صحيح البخاری ـ باب ركعتان قبل الظهر)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ظہر سے پہلے ۴ رکعت اور فجر سے پہلے دو رکعت کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔

عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اُمِّ حَبِيْبَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ حَافَظَ عَلَى اَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَاَرْبَعٍ بَعْدَهَا، حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ (ابو داود ـ باب الاربع قبل الظهر وبعدها / والترمذی وقال حديث حسن صحيح ـ باب آخر من سنن الظهر)

حضرت ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ظہر سے پہلے چار اور ظہر کے بعد بھی چار رکعتیں پڑھنے کی پابندی کی، اللہ تعالیٰ نے اس کو (جہنم کی)

آگ پر حرام کر دیا۔

عَنْ اُمِّ حَبِیْبَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: مَا مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ یُصَلِّیْ اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ بَعْدَ الظُّهْرِ فَتَمَسَّ وَجْهَهُ النَّارُ اَبَداً اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (النسائی ۔ باب الاختلاف علی اسماعیل بن ابی خالد)

حضرت ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو مؤمن بندہ بھی ظہر کے بعد چار رکعتیں پڑھتا ہے اسے جہنم کی آگ انشاء اللہ کبھی نہیں چھوئے گی۔

﴿وضاحت﴾ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ظہر سے پہلے کی چار سنتیں اور فجر سے پہلے کی دو سنتیں ثابت ہوئیں، یہ سنن مؤکدہ ہیں، آپ ان کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔ جبکہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا والی روایت میں ظہر کے بعد چار رکعت کی فضیلت بیان ہوئی۔ یہ دو رکعت سنت مؤکدہ کے علاوہ دو نفل ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ اِذَا لَمْ یُصَلِّ اَرْبَعاً قَبْلَ الظُّهْرِ صَلَاهُنَّ بَعْدَهَا (الترمذی ۔باب آخر من سنن الظهر)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب ظہر سے پہلے ۴ رکعت نہ پڑھتے تو انہیں بعد میں پڑھ لیتے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا فَاتَتْهُ الْاَرْبَع قَبْلَ الظُّهْرِ صَلَاهَا بَعْدَ الرَّکْعَتَیْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ (ابن ماجة ۔ باب من فاتته الاربع قبل الظهر)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ کی ظہر سے پہلی ۴ رکعتیں رہ جاتی تو آپ ﷺ

ظہر کے بعد دو رکعت ادا کر کے فوت شدہ چار رکعتیں پڑھ لیتے تھے۔

﴿وضاحت﴾ کبھی کبھی حضور اکرم ﷺ ظہر سے پہلے دو رکعت ادا کرتے تھے، جیسا کہ مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے)۔

سننِ غیر مؤکدہ:

عَنْ عَلِی بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یُصَلِّیْ قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ (الترمذی ۔ باب ما جاء فی الاربع قبل العصر)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ عصر سے پہلے چار رکعت پڑھتے تھے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ رَحِمَ اللّٰہُ اِمْرَاً صَلّٰی قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعاً (ابو داود ۔ باب الصلاۃ قبل العصر / والترمذی وقال حدیث حسن ۔ باب ما جاء فی الاربع قبل العصر)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جس نے عصر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھی۔

﴿وضاحت﴾ اگر وقت کم ہے تو دو رکعت بھی پڑھ سکتے ہیں جیسا کہ ابو داؤد کی روایت میں ہے: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نمازِ عصر سے پہلے دو رکعت نماز ادا فرماتے تھے۔

عشاء کی نماز سے پہلے اگر وقت ہو تو ۴ رکعت ورنہ ۲ رکعت ہی پڑھ لیں:

شارحِ بخاری علامہ ابن حجرؒ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے آنحضور کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ: جس نے عشاء سے پہلے چار رکعت پڑھیں گویا اس نے رات کو تہجد پڑھی اور عشاء کے بعد چار رکعت پڑھنے والے کو شبِ قدر میں چار رکعت پڑھنے کا ثواب ملے گا۔ بیہقی نے اس روایت کو حضرت عائشہ

رضی اللہ عنہا سے اور نسائی و دار قطنی نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ (الدرایہ ج ۱ صفحہ ۱۹۸) (نماز پیمبر صفحہ ۲۵۳)۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضراتِ صحابہ کرام عشاء کی نماز سے پہلے چار رکعت کو مستحب سمجھتے تھے۔ (مروزی۔ قیام اللیل۔ صفحہ ۵۸) (نماز پیمبر صفحہ ۲۵۳)۔

نواب صدیق حسن خان ؒ شرح بلوغ المرام (مسک الختام ج ۱ صفحہ ۵۲۵ و ۵۲۹) میں نقل کرتے ہیں کہ عشاء سے پہلے چار رکعت مستحب ہیں، نیز عشاء سے قبل دو رکعت نماز پڑھنے کو بھی وہ حدیث شامل ہے جس کی رو سے اذان و اقامت کے درمیان نفل نماز پڑھنے کی ترغیب ہے۔

(نماز پیمبر صفحہ ۲۵۳)۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا سُئِلَتْ عَنْ صَلَاةِ الرَّسُوْلِ فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّیْ بِالنَّاسِ الْعِشَاءِ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلَى اَهْلِهِ فَيُصَلِّیْ اَرْبَعاً ثُمَّ يَأْوِیْ اِلَى فَرَاشِهِ .....

(ابوداود ۔ باب صلاة اللیل)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کی بابت پوچھا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ لوگوں کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ کر گھر آتے اور چار رکعتیں پڑھ کر بستر پر آرام فرماتے.....۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَتْ: مَا صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْعِشَاءَ قَطُّ فَدَخَلَ عَلَیَّ اِلَّا صَلَّى اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ اَوْ سِتَّ رَكْعَاتٍ (ابوداود ۔ باب الصلاة بعد العشاء)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کبھی عشاء کے بعد نماز پڑھ کر میرے یہاں تشریف نہیں لائے مگر آپ نے چار یا چھ رکعتیں (مع دو رکعت سنتِ مؤکدہ) ضرور پڑھیں۔

نمازِ وتر کے بعد بیٹھ کر دو نفل پڑھنا مستحب ہے:

عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَاَلْتُ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّیْ ثَلَاثَ عَشَرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّیْ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ ثُمَّ يُوْتِرُ ثُمَّ يُصَلِّیْ رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ (صحيح مسلم ـ باب صلاة الليل والوتر)

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق پوچھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے، پہلے آٹھ رکعت تہجد پڑھتے، پھر تین وتر پڑھتے پھر دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّیْ بَعْدَ الوِتْرِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ (ابن ماجة ـ باب ما جاء فی الركعتين بعد الوتر جالساً / والترمذی ـ باب ما جاء لا وتران فی ليلة)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ وتر کے بعد دو ہلکی رکعتیں (نفل) بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے۔

عَنْ اَبِیْ اَمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَبِیَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْهِمَا بَعْدَ الْوِتْرِ وَهُوَ جَالِسٌ يَقْرَأُ فِيْهِمَا اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ وَقُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ (رواه احمد فی مسنده ج5ص 260)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ وتر کے بعد دو رکعت (نفل) بیٹھ کر پڑھا

کرتے تھے۔ پہلی رکعت میں سورہ (اِذَا زُلْزِلَت) اور دوسری رکعت میں سورہ (قُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُون) پڑھتے تھے۔

سنن ونوافل کی ادائیگی گھر میں:

سنن ونوافل کو گھر کے اُس خاص حصہ میں ادا کرنا جو نماز کے لئے مخصوص کیا گیا ہے، مسجد میں ادا کرنے سے افضل اور بہتر ہے۔ البتہ گھر میں اگر سکون واطمینان نہیں ہے یا مسجد سے واپس آ کر دنیاوی مشاغل میں گھر جانے کا اندیشہ ہے تو بہتر ہے کہ مسجد میں ہی سنن ونوافل ادا کرلیں۔

عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: صَلُّوْا اَیُّھَا النَّاسُ فِیْ بُیُوْتِکُمْ، فَاِنَّ اَفْضَلَ الصَّلَاۃِ صَلَاۃُ الْمَرْءِ فِیْ بَیْتِہٖ اِلَّا الْمَکْتُوْبَۃَ (صحیح البخاری ۔ باب صلاۃ اللیل/ ومسلم ۔ باب استحباب النافلۃ فی بیتہ)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! اپنے گھروں میں نمازیں پڑھا کرو اس لئے کہ سوائے فرض نمازوں کے باقی نمازیں (یعنی سنتیں اور نوافل) گھر میں ادا کرنا افضل ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اِذَا قَضَی اَحَدُکُمْ صَلَاتَہٗ فِیْ مَسْجِدِہٖ، فَلْیَفْعَلْ لِبَیْتِہٖ نَصِیْباً مِنْ صَلَاتِہٖ، فَاِنَّ اللّٰہَ جَاعِلٌ فِیْ بَیْتِہٖ مِنْ صَلَاتِہٖ خَیْراً (صحیح مسلم ۔ باب استحباب صلاۃ النافلہ فی بیتہ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم فرض نماز مسجد میں ادا کرلو تو کچھ نماز (سنن ونوافل) گھر میں بھی پڑھا کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نمازوں کی بدولت گھر میں خیر وبرکت پیدا کرتا ہے۔

نمازِ تہجد

قرآنِ کریم میں فرض نماز کے بعد جس نماز کا ذکر تاکید کے ساتھ بار بار کیا گیا ہے وہ تہجد کی نماز ہے جو تمام نوافل میں سب سے افضل نماز ہے۔ تہجد میں حضور اکرم ﷺ کا زیادہ تر عمل آٹھ رکعت نفل اور تین رکعت وتر پڑھنے کا تھا، البتہ کبھی کبھی کم یا اس سے زیادہ بھی پڑھتے تھے۔

تہجد کی نماز کے سلسلہ میں قرآنِ کریم کی بعض آیات:

☆ تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (سورۃ السجدۃ:۱۶) وہ لوگ راتوں کو اپنے بستروں سے اٹھ کر اپنے رب کو عذاب کے ڈر سے اور ثواب کی امید پر پکارتے رہتے ہیں (یعنی نماز، ذکر اور دُعا میں لگے رہتے ہیں) اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اُس میں سے خیرات کیا کرتے ہیں۔

یہ انکی صفت اور عمل ہے لیکن جزا اور بدلہ عمل سے بہت زیادہ بڑا ہے:

☆ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (سورۃ السجدۃ:۱۷)

ایسے لوگوں کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک کا جو سامان خزانہ غیب میں موجود ہے اسکی کسی شخص کو بھی خبر نہیں۔ یہ اِن کو اُن اعمال کا بدلہ ملے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔

☆ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا (سورۃ الفرقان:۶۳-۶۴) رحمٰن کے (سچے) بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی (عاجزی) کے ساتھ چلتے ہیں اور جب بے علم لوگ ان سے باتیں کرنے لگتے ہیں تو وہ کہدیتے ہیں کہ سلام ہے۔ اور جو اپنے رب کے سامنے سجدے اور قیام کرتے ہوئے راتیں گزار دیتے ہیں۔

اس کے بعد سورہ کے اختتام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہی لوگ ہیں جنھیں ان کے صبر کے بدلے جنت میں بالاخانے دئے جائیں گے۔

☆ كَانُوْا قَلِيْلاً مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ وَبِالْاَسْحَارِهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (سورۃ الذاریات:۱۷-۱۸) وہ لوگ رات میں بہت ہی کم سویا کرتے تھے (یعنی رات کے اکثر حصہ میں عبادت میں مشغول رہتے تھے) اور شب کے آخری حصے میں استغفار کیا کرتے تھے۔

احادیث شریفہ:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمِ، وَاَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ (صحيح مسلم ۔ باب فضل صوم المحرم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رمضان المبارک کے بعد سب سے افضل روزے ماہِ محرم کے ہیں اور فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز رات کی ہے یعنی تہجد۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: اَيُّهَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ، وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ (الترمذی وقال حدیث صحیح ۔ باب / وابن ماجة ۔ باب ما جاء فی قیام اللیل)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ، لوگوں کو کھانا کھلاؤ، اور راتوں میں ایسے وقت نمازیں پڑھو جبکہ لوگ سو رہے ہوں، سلامتی کے

ساتھ جنت میں داخل ہوجاؤ گے۔

عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِیْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اِنَّ فِی الْجَنَّةِ غُرَفاً یُرَی ظَاهِرُهَا مِنْ بَاطِنِهَا وَبَاطِنُهَا مِنْ ظَاهِرِهَا اَعَدَّهَا اللّٰهُ لِمَنْ اَطْعَمَ الطَّعَامَ وَاَفْشَی السَّلَامَ وَصَلَّی بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ (صحیح ابن حبان ۔ ذکر وصف الغرف التی اعدها اللّٰه لمن اطعم الطعام.....)

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت میں ایسے بالا خانے ہیں جن میں اندر کی چیزیں باہر سے اور باہر کی چیزیں اندر سے نظر آتی ہیں۔ یہ بالا خانے اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کے لئے تیار فرمائے ہیں جو لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں، خوب سلام پھیلاتے ہیں اور رات کو اس وقت نماز پڑھتے ہیں جب لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیدٍ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا اَیْقَظَ الرَّجُلُ اَهْلَهُ مِنَ اللَّیْلِ فَصَلَّیَا اَوْ صَلَّی رَکْعَتَیْنِ جَمِیْعاً کُتِبَا فِی الذَّاکِرِیْنَ وَالذَّاکِرَاتِ (ابوداود ۔ باب قیام اللیل)

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی رات میں اپنے گھر والوں کو جگاتا ہے اور میاں بیوی دونوں تہجد کی (کم از کم) دو رکعت پڑھ لیتے ہیں تو ان دونوں کا شمار ذکر کرنے والوں میں ہوجاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِیْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: عَلَیْکُمْ بِقِیَامِ اللَّیْلِ فَاِنَّهُ دَاْبُ الصَّالِحِیْنَ قَبْلَکُمْ وَهُوَ قُرْبَةٌ لَّکُمْ اِلَی رَبِّکُمْ وَمُکَفِّرَةٌ لِّلسَّیِّآتِ وَمِنْهَاةٌ

لِّلاِثْمِ (البیھقی ۔ الترغیب فی قیام اللیل)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تہجد کا اہتمام کیا کرو، کیونکہ یہ سلف صالحین (نیک لوگوں) کا شیوہ ہے، قربِ الٰہی کا سبب ہے، خطاؤں کو مٹانے والا ہے اور گناہوں سے روکنے کا ذریعہ ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ حَتّٰى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ، فَقُلْتُ لَهُ : لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ؟ قَالَ: اَفَلَا اَكُوْنَ عَبْداً شَكُوْراً (صحیح البخاری ۔ باب قوله لیغفر الله لك ما تقدم من ذنبك و ما تاخر)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ رات کو قیام فرماتے یہاں تک کہ آپ کے پاؤں مبارک میں ورم آجاتا۔ میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کردئے گئے ہیں (اگر ہوتے بھی)، پھر آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں اپنے پروردگار کا شکرگزار بندہ نہ بنوں۔

نمازِ اشراق اور نمازِ چاشت

اکثر علماء نے اشراق اور چاشت کی نمازوں کو الگ الگ نماز شمار کیا ہے۔ طلوعِ آفتاب سے تقریباً بیس منٹ بعد اشراق کی نماز ادا کی جاتی ہے جو سورج میں تیزی آنے تک پڑھی جاسکتی ہے۔ چاشت کی نماز کا وقت سورج میں تیزی آنے کے بعد سے زوالِ آفتاب تک ہے۔

اشراق کے وقت ۲ یا ۴ رکعت ادا کریں۔ چاشت کی بھی چار رکعتیں ہیں، اگرچہ بعض احادیث میں آٹھ رکعتوں کا بھی ذکر ملتا ہے۔ اس لئے ان اوقات میں اللہ تعالیٰ جتنی توفیق دے نفل نماز ادا کر لیں۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ صَلَّى الْغَدَاةَ فِي جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللّٰهَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهُ كَاَجْرِ حَجَّةٍ وَّ عُمْرَةٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَامَّةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ (الترمذی ۔ باب ذکر ما یستحب من الجلوس فی المسجد بعد صلاۃ الصبح حتی تطلع الشمس)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص فجر کی نماز جماعت سے پڑھتا ہے اور سورج نکلنے تک اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتا ہے پھر دو رکعت نفل پڑھتا ہے تو اسے حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا: کامل حج اور عمرہ کا ثواب، کامل حج اور عمرہ کا ثواب، کامل حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْثاً فَاَعْظَمُوا الْغَنِيْمَةَ، وَاَسْرَعُوا الْكَرَّةَ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا رَاَيْنَا بَعْثاً قَطُّ اَسْرَعَ كَرَّةً وَلَا اَعْظَمَ

غَنِيْمَةً مِنْ هٰذَا الْبَعْثِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَسْرَعَ كَرَّةً مِنْهُ وَاَعْظَمَ غَنِيْمَةً؟ رَجُلٌ تَوَضَّأَ فِيْ بَيْتِهٖ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ تَحَمَّلَ اِلَى الْمَسْجِدِ فَصَلَّى فِيْهِ الْغَدَاةَ، ثُمَّ عَقَّبَ بِصَلَاةِ الضُّحٰى فَقَدْ اَسْرَعَ الْكَرَّةَ وَاَعْظَمَ الْغَنِيْمَةَ (صحيح ابن حبان ـ ذكر اثبات اعظم الغنيمة لمعقب صلاة الغداه بركعتى الضحى)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا جو بہت ہی جلد بہت سارا مالِ غنیمت لے کر واپس لوٹ آیا۔ ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم نے کوئی ایسا لشکر نہیں دیکھا جو اتنی جلدی اتنا سارا مالِ غنیمت لے کر واپس لوٹ آیا ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں اس سے بھی کم وقت میں اس مال سے بہت زیادہ مالِ غنیمت کمانے والا شخص نہ بتاؤں؟ یہ وہ شخص ہے جو اپنے گھر سے اچھی طرح وضو کر کے مسجد جاتا ہے، فجر کی نماز پڑھتا ہے، پھر (سورج نکلنے کے بعد) اشراق کی نماز پڑھتا ہے، تو یہ بہت تھوڑے وقت میں بہت زیادہ نفع کمانے والا ہے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ قَعَدَ فِيْ مُصَلَّاهُ حِيْنَ يَنْصَرِفُ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتّٰى يُسَبِّحَ رَكْعَتَيِ الضُّحٰى لَا يَقُوْلُ اِلَّا خَيْرًا غُفِرَ لَهٗ خَطَايَاهُ، وَاِنْ كَانَتْ اَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ (ابوداود ـ باب صلاة الضحى)

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص فجر کی نماز سے فارغ ہو کر اسی جگہ بیٹھا رہتا ہے، خیر کے علاوہ کوئی بات نہیں کرتا پھر دو رکعت اشراق کی نماز پڑھتا ہے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں چاہے وہ سمندر کے جھاگ سے زیادہ ہی ہوں۔

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: مَنْ صَلَّی الْغَدَاۃَ ثُمَّ ذَکَرَ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ، ثُمَّ صَلَّی رَکْعَتَیْنِ اَوْ اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ لَمْ تَمَسَّ جِلْدَہُ النَّارُ (رواہ البیھقی فی شعب الایمان)

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے: جو شخص فجر کی نماز پڑھ کر سورج نکلنے تک اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتا ہے، پھر دو یا چار رکعت (اشراق کی نماز) پڑھتا ہے تو اس کی کھال کو (بھی) دوزخ کی آگ نہ چھوئے گی۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ عَنْ رَبِّہٖ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اَنَّہٗ قَالَ: یَا ابْنَ آدَمَ صَلِّ لِیْ اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ فِی اَوَّلِ النَّھَارِ اَکْفُکَ آخِرَہٗ (صحیح ابن حبان ـ ذکر ما کیفی المرء آخر النھار باربع رکعات یصلیھما من اولہ)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: آدم کے بیٹے! دن کے شروع میں چار رکعت پڑھنے سے عاجز نہ بن، میں تمہارے دن بھر کے کام بنادوں گا۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : اَوْصَانِیْ خَلِیْلِیْ بِثَلَاثٍ: بِصِیَامِ ثَلَاثَۃِ اَیَّامٍ مِنْ کُلِّ شَھْرٍ وَرَکْعَتَیِ الضُّحٰی وَ اَنْ اُوْتِرَ قَبْلَ اَرْقُدَ (صحیح مسلم ـ باب استحباب صلاۃ الضحی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل ﷺ نے تین باتوں کی وصیت فرمائی ہے: ہر مہینے تین دن کے روزے رکھنا، اشراق کی دو رکعت ادا کرنا، سونے سے پہلے وتر پڑھنا۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: اَوْصَانِیْ حَبِیْبِیْ بِثَلَاثٍ لَنْ اَدَعُھُنَّ مَا عِشْتُ

بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَصَلَاةِ الضُّحٰى وَبِاَنْ لَا اَنَامُ حَتّٰى اُوْتِرَ (صحیح مسلم ۔ باب استحباب صلاۃ الضحی)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے محبوب ﷺ نے تین باتوں کی وصیت فرمائی ہے، جب تک میں زندہ رہوں گا ان کو نہیں چھوڑوں گا: ہر مہینے تین دن کے روزے رکھنا، اشراق کی نماز ادا کرنا، سونے سے پہلے وتر پڑھنا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰى اَرْبَعاً وَيَزِيْدُ مَا شَاءَ اللّٰهُ (صحیح مسلم ۔ باب استحباب صلاۃ الضحی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اشراق کی چار رکعت نماز پڑھتے تھے اور کبھی زیادہ بھی پڑھتے تھے۔

عَنْ اَبِيْ ذَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: يُصْبِحُ عَلٰى كُلِّ سُلَامٰى مِنْ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ: فَكُلُّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَ يُجْزِئُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰى (صحیح مسلم ۔ باب استحباب صلاۃ الضحی)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر صحیح سالم جوڑ یا ہڑی کے عوض ہر روز صبح کو تم پر صدقہ واجب ہوتا ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰه کہنا صدقہ ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰه کہنا صدقہ ہے، لا الٰهَ الا اللّٰه کہنا صدقہ ہے، اللّٰه اَكْبَرُ کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے، برائی سے روکنا صدقہ ہے اور ان سب کے لئے وہ دو رکعتیں کافی ہو جاتی ہیں جنھیں کوئی چاشت کے

وقت پڑھتا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا كَانَتْ تُصَلِّی الضُّحٰی ثَمَانِ رَكْعَاتٍ ثُمَّ تَقُوْلُ لَوْ نُشِرَ لِیْ اَبَوَای مَا تَرَكْتُهُنَّ (موطا مالك ۔ باب صلاة الضحی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چاشت کی آٹھ رکعات پڑھا کرتی تھیں۔ پھر فرماتیں کہ اگر میرے والدین کو آرے سے چیر بھی دیا جائے تو میں یہ نہیں چھوڑوں گی۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ حَافَظَ عَلٰی شُفْعَةِ الضُّحٰی غُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوْبُهٗ، وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ (رواه ابن ماجة والترمذی ۔ الترغیب والترهیب ۔ الترغیب فی صلاة الضحی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو چاشت کی دو رکعت پڑھنے کا اہتمام کرتا ہے اس کے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔

زوال کی نماز

بعض علماء کی رائے کے مطابق، زوال کے بعد ظہر کی چار رکعت سنت مؤکدہ کے علاوہ دو یا چار رکعت نفل نماز پڑھنا بھی باعثِ ثواب ہے۔ یہ زوال کی نماز کہلاتی ہے۔

۔ حضرت عبداللہ بن سائبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر سے پہلے زوال کے بعد چار رکعت پڑھتے تھے اور آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا: یہ وہ گھڑی ہے جس میں آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس گھڑی میں میرا کوئی نیک عمل آسمان کی طرف جائے۔ (ترمذی ۔ باب ماجاء فی الصلاۃ عند الزوال)

مغرب اور عشاء کے درمیان نوافل (اوابین)

مغرب اور عشاء کے درمیان کا وقت بہت قیمتی وقت ہے، اس کو غنیمت سمجھ کر اس میں کچھ نوافل پڑھنا یقیناً اجر وثواب کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

☆ تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (سورۃ السجدۃ:۱۶) ان کے پہلو سونے کی جگہ سے جدا رہتے ہیں، اپنے رب کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خیرات کیا کرتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت قتادہؒ اور حضرت عکرمہؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد مغرب اور عشاء کے درمیان نفل نماز ادا کرنا ہے (تفسیر ابن کثیر، تفسیر فتح القدیر)۔

علامہ ابن جوزی اپنی کتاب زاد المسیر ج۶ صفحہ ۳۳۹ میں لکھتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف میں نازل ہوئی جو مغرب اور عشاء کے درمیان نفل نماز پڑھتے تھے۔ (نماز پیمبر صفحہ ۳۱۸) محمد بن نصر المروزی (المتوفی ۲۹۴ھ) نے قیام اللیل صفحہ ۵۶ پر بہت سے صحابہ کرام کا عمل نقل کیا ہے کہ وہ اس وقت میں نوافل پڑھتے تھے۔ حضرت ابو معمر فرماتے ہیں کہ حضراتِ صحابہ کرام مغرب کے بعد چار رکعت پڑھنے کو مستحب سمجھتے تھے۔ (قیام اللیل صفحہ ۵۸)۔ (نماز پیمبر صفحہ ۳۱۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعتیں اس طرح پڑھتا ہے کہ انکے درمیان کوئی فضول بات نہیں کرتا تو اسے بارہ سال کی عبادت کے برابر ثواب ملتا ہے۔ (ترمذی ۔ فضل التطوع)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت محمد بن عمارؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمار بن یاسرؓ کو مغرب کے بعد چھ رکعت پڑھتے دیکھا اور انھوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے حبیب حضرت

محمد مصطفیٰ ﷺ کو مغرب کے بعد چھ رکعت ادا کرتے ہوئے دیکھا تھا، اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعت پڑھ لے تو اسکے تمام گناہ معاف کردئے جاتے ہیں خواہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

(الترغيب والترهيب ۔ الترغيب فى الصلاة بين المغرب والعشاء)

﴿وضاحت﴾ مغرب کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ کے علاوہ چار رکعت نوافل اور پڑھی جائیں تو چھ ہوجائیں گی۔ بعض علماء کے نزدیک یہ چھ رکعت' مغرب کی دو رکعت سنت مؤکدہ کے علاوہ ہیں۔

تحية الوضوء اور تحية المسجد

تحیۃ الوضوء (یعنی وضو کرکے دو رکعت نماز ادا کرنا) جنت میں لے جانے والا عمل ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَبِیَّ ﷺ قَالَ لِبِلَالٍ : حَدِّثْنِیْ بِاَرْجَی عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِی الْاِسْلَامِ، فَاِنِّیْ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَیْكَ بَیْنَ یَدَیَّ فِی الْجَنَّةِ ۔ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلاً اَرْجَی عِنْدِیْ اَنِّیْ لَمْ اَتَطَهَّرْ طُهُوْراً فِی سَاعَةِ لَیْلٍ اَوْ نَهَارٍ اِلَّا صَلَّیْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُوْرِ مَا كُتِبَ لِیْ اَنْ اَصَلِّیْ (صحیح البخاری ۔ باب فضل الطهور باللیل والنهار و فضل الصلاة بعد الوضوء / وصحیح مسلم ۔ باب فضل بلال)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک روز نمازِ فجر کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اے بلال! اسلام لانے کے بعد اپنا وہ عمل بتاؤ جس سے تمہیں ثواب کی سب سے زیادہ امید ہو، کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے آگے تمہارے جوتوں کی آہٹ سنی ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ مجھے اپنے اعمال میں سب سے زیادہ امید جس عمل سے ہے وہ یہ ہے کہ میں نے رات یا دن میں جب کسی وقت وضو کیا ہے تو اُس وضو سے اتنی نماز (تحیۃ الوضو) ضرور پڑھی ہے جتنی مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس وقت توفیق ملی ہے۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِیْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ صَلَّی رَكْعَتَیْنِ یُقْبِلُ عَلَیْهِمَا بِقَلْبِهٖ وَوَجْهِهٖ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةَ (النسائی ۔ ثواب من احسن الوضوء ثم صلی رکعتین)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اچھی طرح وضو کرے، پھر ظاہر و باطن کے ساتھ متوجہ ہو کر دو رکعت نماز پڑھے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی

ہے۔

مسجد میں داخل ہوکر بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرنا:

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ، فَلَا یَجْلِسْ حَتّٰی یُصَلِّیَ رَکْعَتَیْنِ (البخاری ۔ ابواب التطوع ۔ باب ما جاء فی التطوع ...../ مسلم ۔ باب استحباب تحیۃ المسجد)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی آدمی مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز ادا کرے۔

﴿وضاحت﴾ اگر کوئی شخص ایسے وقت میں مسجد میں داخل ہوا کہ جس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے تو اسے چاہئے کہ وہ تحیۃ المسجد نہ پڑھے۔ اگر کسی نے مسجد میں داخل ہوکر بیٹھنے سے پہلے فرض نماز یا سنت یا کوئی دوسری نماز ادا کرلی تو تحیۃ المسجد بھی اسی میں ادا ہوجائے گی۔

جمعہ ۔ فضائل، مسائل اور احکام

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ساری کائنات پیدا فرمائی اور ان میں سے بعض کو بعض پر فوقیت دی۔ سات دن بنائے، اور جمعہ کے دن کو دیگر ایام پر فوقیت دی۔ جمعہ کے فضائل میں یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ ہفتہ کے تمام ایام میں صرف جمعہ کے نام سے ہی قرآن کریم میں سورہ نازل ہوئی ہے جس کی رہتی دنیا تک تلاوت ہوتی رہے گی، ان شاءاللہ۔

سورۂ جمعہ کا مختصر بیان: سورۂ جمعہ مدنی سورہ ہے۔اس سورہ میں ۱۱ آیات اور ۲ رکوع ہیں۔اس سورہ کی ابتدا اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تعریف سے کی گئی ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کی چار صفات بیان کی گئی ہیں: (۱) الملک (بادشاہ) حقیقی ودائمی بادشاہ، جس کی بادشاہت پر کبھی زوال نہیں ہے۔ (۲) القدوس (پاک ذات) جو ہر عیب سے پاک وصاف ہے۔ (۳) العزیز (زبردست) جو چاہتا ہے کرتا ہے، وہ کسی کا محتاج نہیں ہے، ساری کائنات کے بغیر سب کچھ کرنے والا ہے۔ (۴) الحکیم (حکمت والا) اس کا ہر فیصلہ حکمت پر مبنی ہوتا ہے۔اس کے بعد نبی اکرم ﷺ کی رسالت ونبوت کا ذکر کیا گیا ہے کہ ہم نے ناخواندہ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں ہماری آیتیں پڑھ کر سناتا ہے، ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔ پھر یہود ونصاری کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اس سورہ کی آخری ۳ آیات میں نماز جمعہ کا تذکرہ ہے، جن کا ترجمہ یہ ہے: اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے پکارا جائے، یعنی نماز کی اذان ہوجائے، تو اللہ کی یاد کے لئے جلدی کرو۔اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے حق میں بہت ہی بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ ﴿آیت ۹﴾ اور جب نماز ہوجائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو یعنی رزق حلال تلاش کرو۔اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم کامیاب ہوجاؤ۔ یعنی نماز تو صرف اسی جگہ ادا کرسکتے ہو لیکن ذکر ہر جگہ کرسکتے ہو۔ دیکھو مجھے

بھول نہ جانا، کام کرتے ہوئے، محنت مزدوری وملازمت کرتے ہوئے ہر جگہ مجھے یاد رکھنا۔ ﴿آیت ۱۰﴾ جب لوگ سودا بکتا دیکھتے ہیں یا تماشہ ہوتا ہوا دیکھتے ہیں، تو ادھر بھاگ جاتے ہیں اور تجھے کھڑا چھوڑ دیتے ہیں۔ تو فرمادیجئے جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے تماشے سے اور سودے سے، اور اللہ سب سے بہتر رزق دینے والے ہیں۔ ﴿آیت ۱۱﴾

آخری آیت (نمبر ۱۱) کا شان نزول: ابتداء اسلام میں جمعہ کی نماز پہلے اور خطبہ بعد میں ہوتا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ جمعہ کی نماز سے فراغت کے بعد خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک دحیہ بن خلیفہ کا قافلہ ملک شام سے غلّہ لے کر مدینہ منورہ پہنچا۔ اس زمانے میں مدینہ منورہ میں غلّہ کی انتہائی کمی تھی۔ صحابہ کرام نے سمجھا کہ نماز جمعہ سے فراغت ہوگئی ہے اور گھروں میں غلّہ نہیں ہے، کہیں سامان ختم نہ ہوجائے چنانچہ خطبہ جمعہ چھوڑ کر باہر خرید وفروخت کے لئے چلے گئے۔ صرف ۱۲ صحابہ مسجد میں رہ گئے۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اذان جمعہ: جس اذان کا اس آیت میں ذکر ہے اس سے مراد وہ اذان ہے جو امام کے منبر پر بیٹھ جانے کے بعد ہوتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں یہی ایک اذان تھی۔ جب آپ حجرہ سے تشریف لاتے، منبر پر جاتے، تو آپ کے منبر پر بیٹھنے کے بعد آپ ﷺ کے سامنے یہ اذان ہوتی تھی۔ اس سے پہلے کی اذان حضور اکرم ﷺ، حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور حضرت عمر فاروق ؓ کے زمانے میں نہیں تھی۔ حضرت عثمان بن عفان ؓ کے زمانے میں جب لوگ بہت زیادہ ہوگئے تو آپ نے دوسری اذان ایک الگ مکان (زوراء) پر کہلوائی تاکہ لوگ نماز کی تیاری میں مشغول ہوجائیں۔
زوراء: مسجد کے قریب سب سے بلند مکان تھا۔

ایک اہم نقطہ: اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں ارشاد فرمایا: جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے۔۔۔ جب نماز سے فارغ ہوجائیں۔۔۔ یہ اذان کس طرح دیجائے؟ اس کے الفاظ کیا ہوں؟

نماز کس طرح ادا کریں؟ یہ قرآن کریم میں کہیں نہیں ہے، البتہ حدیث میں ہے۔ معلوم ہوا کہ حدیث کے بغیر قرآن کریم سمجھنا ممکن نہیں ہے۔

جمعہ کا نام جمعہ کیوں رکھا گیا: اس کے مختلف اسباب ذکر کئے جاتے ہیں: (۱) جمعہ جمع سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں جمع ہونا۔ کیونکہ مسلمان اس دن بڑی مساجد میں جمع ہوتے ہیں اور امت مسلمہ کے اجتماعات ہوتے ہیں، اس لئے اس دن کو جمعہ کہا جاتا ہے۔ (۲) چھ دن میں اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان اور تمام مخلوق کو پیدا فرمایا۔ جمعہ کے دن مخلوقات کی تخلیق مکمل ہوئی یعنی ساری مخلوق اس دن جمع ہوگئی اس لئے اس دن کو جمعہ کہا جاتا ہے۔ (۳) اس دن یعنی جمعہ کے دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے، یعنی ان کو اس دن جمع کیا گیا۔

اسلام کا پہلا جمعہ: یوم الجمعہ کو پہلے یوم العروبہ کہا جاتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ کے مدینہ منورہ ہجرت کرنے اور سورۂ جمعہ کے نزول سے قبل انصار صحابہ نے مدینہ منورہ میں دیکھا کہ یہودی ہفتہ کے دن، اور نصاریٰ اتوار کے دن جمع ہو کر عبادت کرتے ہیں۔ لہٰذا سب نے طے کیا کہ ہم بھی ایک دن اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے جمع ہوں۔ چنانچہ حضرت ابوامامہؓ کے پاس جمعہ کے دن لوگ جمع ہوئے، حضرت اسعد بن زرارہؓ نے دو رکعات نماز پڑھائی۔ لوگوں نے اپنے اس اجتماع کی بنیاد پر اس دن کا نام یوم الجمعہ رکھا۔ اس طرح سے یہ اسلام کا پہلا جمعہ ہے۔ (تفسیر قرطبی)

نبی اکرم ﷺ کا پہلا جمعہ: نبی اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کے وقت مدینہ منورہ کے قریب بنو عمرو بن عوف کی بستی قبا میں چند روز کے لئے قیام فرمایا۔ قبا سے روانہ ہونے سے ایک روز قبل جمعرات کے دن آپ ﷺ نے مسجد قبا کی بنیاد رکھی۔ یہ اسلام کی پہلی مسجد ہے جس کی بنیاد تقوی پر رکھی گئی۔ جمعہ کے دن صبح کو نبی اکرم ﷺ قبا سے مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوئے۔ جب بنو سالم بن عوف کی آبادی میں پہونچے تو جمعہ کا وقت ہوگیا، تو آپ ﷺ نے بطن

وادی میں اس مقام پر جمعہ پڑھایا جہاں اب مسجد (مسجد جمعہ) بنی ہوئی ہے۔ یہ نبی اکرم ﷺ کا پہلا جمعہ ہے۔ (تفسیر قرطبی)

جمعہ کے دن کی اہمیت کے متعلق چند احادیث: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جمعہ کا دن سارے دنوں کا سردار ہے۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں سارے دنوں میں سب سے زیادہ عظمت والا ہے۔ یہ دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دن سے بھی زیادہ مرتبہ والا ہے۔ اس دن کی پانچ باتیں خاص ہیں: (۱) اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ (۲) اسی دن ان کو زمین پر اتارا۔ (۳) اسی دن ان کو موت دی۔ (۴) اس دن میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ بندہ اس میں جو چیز بھی مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ضرور عطا فرماتے ہیں بشرطیکہ کسی حرام چیز کا سوال نہ کرے۔ (۵) اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ تمام مقرب فرشتے، آسمان، زمین، ہوائیں، پہاڑ، سمندر سب جمعہ کے دن سے گھبراتے ہیں کہ کہیں قیامت قائم نہ ہو جائے اس لئے کہ قیامت جمعہ کے دن ہی آئے گی۔ (ابن ماجہ) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سورج کے طلوع وغروب والے دنوں میں کوئی بھی دن جمعہ کے دن سے افضل نہیں، یعنی جمعہ کا دن تمام دنوں سے افضل ہے۔ (صحیح ابن حبان) رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ جمعہ کے دن ارشاد فرمایا: مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے اس دن کو تمہارے لئے عید کا دن بنایا ہے لہذا اس دن غسل کیا کرو اور مسواک کیا کرو۔ (طبرانی، مجمع الزوائد) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کا دن ہفتہ کی عید ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے نزدیک سب سے افضل نماز جمعہ کے دن فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا ہے۔ (طبرانی، بزار) جہنم کی آگ روزانہ دہکائی جاتی ہے مگر جمعہ کے دن اس کی عظمت اور خاص اہمیت وفضیلت کی وجہ سے جہنم کی آگ نہیں دہکائی جاتی۔ (زاد المعاد ۱/۳۸۷)

جمعہ کے دن قبولیت والی گھڑی کی تعیین: رسول اللہ ﷺ نے

جمعہ کے دن کا ذکر کیا اور فرمایا: اس میں ایک گھڑی ایسی ہے جس میں کوئی مسلمان نماز پڑھے، اور اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کو عنایت فرمادیتا ہے اور ہاتھ کے اشارے سے آپ ﷺ نے واضح فرمایا کہ وہ ساعت مختصر سی ہے۔ (بخاری) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ گھڑی خطبہ شروع ہونے سے لے کر نماز کے ختم ہونے تک کا درمیانی وقت ہے۔ (مسلم) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جمعہ کے دن ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے کہ مسلمان بندہ جو مانگتا ہے، اللہ اس کو ضرور عطا فرماتے ہیں۔ اور وہ گھڑی عصر کے بعد ہوتی ہے۔ (مسند احمد) مذکورہ و دیگر احادیث کی روشنی میں جمعہ کے دن قبولیت والی گھڑی کے متعلق علماء نے دو وقتوں کی تحدید کی ہے: (۱) دونوں خطبوں کا درمیانی وقت، جب امام منبر پر کچھ لمحات کے لئے بیٹھتا ہے۔ (۲) غروب آفتاب سے کچھ وقت قبل۔

نماز جمعہ کی فضیلت: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچوں نمازیں، جمعہ کی نماز پچھلے جمعہ تک اور رمضان کے روزے پچھلے رمضان تک درمیانی اوقات کے گناہوں کے لئے کفارہ ہیں جبکہ ان اعمال کو کرنے والا بڑے گناہوں سے بچے۔ (مسلم) یعنی چھوٹے گناہوں کی معافی ہوجاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر جمعہ کی نماز کے لئے آتا ہے، خوب دھیان سے خطبہ سنتا ہے اور خطبہ کے دوران خاموش رہتا ہے تو اس جمعہ سے گزشتہ جمعہ تک، اور مزید تین دن کے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں۔ (مسلم)

جمعہ کی نماز کے لئے مسجد جلدی پہونچنا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن جنابت کے غسل کی طرح غسل کرتا ہے یعنی اہتمام کے ساتھ پھر پہلی فرصت میں مسجد جاتا ہے گویا اس نے اللہ کی خوشنودی کے لئے اونٹنی قربان کی۔ جو دوسری فرصت میں مسجد جاتا ہے گویا اس نے گائے قربان کی۔ جو تیسری فرصت میں مسجد جاتا ہے گویا اس نے مینڈھا قربان کیا۔ جو چوتھی فرصت میں جاتا ہے گویا اس نے مرغی قربان کی۔ جو پانچویں فرصت میں جاتا ہے

گویا اس نے انڈے سے اللہ کی خوشنودی حاصل کی۔ پھر جب امام خطبہ کے لئے نکل آتا ہے تو فرشتے خطبہ میں شریک ہوکر خطبہ سننے لگتے ہیں۔ (بخاری، مسلم) یہ فرصت (گھڑی) کس وقت سے شروع ہوتی ہے، علماء کی چند آراء ہیں۔ مگر خلاصہ کلام یہ ہے کہ حتی الامکان مسجد جلدی پہونچیں۔ اگر زیادہ جلدی نہ جاسکیں تو کم از کم خطبہ شروع ہونے سے کچھ وقت قبل ضرور مسجد پہونچ جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے ہر دروازے پر کھڑے ہوجاتے ہیں۔ پہلے آنے والے کا نام پہلے، اس کے بعد آنے والے کا نام اس کے بعد لکھتے ہیں (اسی طرح آنے والوں کے نام ان کے آنے کی ترتیب سے لکھتے رہتے ہیں)۔ جب امام خطبہ دینے کے لئے آتا ہے تو فرشتے اپنے رجسٹر (جن میں آنے والوں کے نام لکھے گئے ہیں) بند کردیتے ہیں اور خطبہ سننے میں مشغول ہوجاتے ہیں۔ (مسلم) خطبۂ جمعہ شروع ہونے کے بعد مسجد پہونچنے والے حضرات کی نماز جمعہ تو ادا ہوجاتی ہے، مگر نماز جمعہ کی فضیلت ان کو حاصل نہیں ہوتی۔

خطبۂ جمعہ: جمعہ کی نماز کے صحیح ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ نماز سے قبل دو خطبے دئے جائیں۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ہمیشہ جمعہ کے دن دو خطبے دئے۔ دونوں خطبوں کے درمیان خطیب کا بیٹھنا بھی سنت ہے۔ (مسلم) منبر پر کھڑے ہوکر ہاتھ میں عصا لے کر خطبہ دینا سنت ہے۔

دوران خطبہ کسی طرح کی بات کرنا حتی کہ نصیحت کرنا بھی منع ہے

دوران خطبہ کسی طرح کی بات کرنا حتی کہ نصیحت کرنا بھی منع ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے جمعہ کے روز دوران خطبہ اپنے ساتھی سے کہا (خاموش رہو) اس نے بھی لغو کام کیا۔ (مسلم) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کنکریوں کو ہاتھ لگایا یعنی دوران خطبہ ان سے کھیلتا رہا (یا ہاتھ، چٹائی، کپڑے وغیرہ سے کھیلتا رہا) تو اس نے فضول کام کیا (اور اس کی وجہ سے جمعہ کا خاص ثواب ضائع کردیا)۔ (مسلم) رسول اللہ ﷺ نے خطبہ کے دوران گوٹھ مار کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ (ترمذی) (آدمی اپنے گھٹنے کھڑے

کر کے رانوں کو پیٹ سے لگا کر دونوں ہاتھوں کو باندھ لے تو اسے گوٹھ مارنا کہتے ہیں)۔حضرت عبد اللہ بن بسرؓ فرماتے ہیں کہ میں جمعہ کے دن منبر کے قریب بیٹھا ہوا تھا، ایک شخص لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتا ہوا آیا جبکہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیٹھ جا، تو نے تکلیف دی اور تاخیر کی۔(صحیح ابن حبان) نوٹ: جب امام خطبہ دے رہا ہو تو لوگوں کی گردنوں کو پھلانگ کر آگے جانا منع ہے، بلکہ پیچھے جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائے۔

جمعہ کی نماز کا حکم: جمعہ کی نماز ہر اس مسلمان، صحت مند، بالغ، مرد کے لئے ضروری ہے جو کسی شہر یا ایسے علاقے میں مقیم ہو جہاں روزمرہ کی ضروریات مہیّا ہوں۔معلوم ہوا کہ عورتوں، بچوں، مسافر اور مریض کے لئے جمعہ کی نماز ضروری نہیں ہے۔البتہ عورتیں، بچے، مسافر اور مریض اگر جمعہ کی نماز میں حاضر ہو جائیں تو نماز ادا ہو جائے گی۔ورنہ ان حضرات کو جمعہ کی نماز کی جگہ ظہر کی نماز ادا کرنی ہوگی۔اگر آپ صحراء میں ہیں جہاں کوئی نہیں، یا ہوائی جہاز میں سوار ہیں تو آپ ظہر کی نماز ادا فرمالیں۔نماز جمعہ کی دو رکعات فرض ہیں، جس کے لئے جماعت کی نماز شرط ہے۔جمعہ کی دونوں رکعات میں جہری قراءت ضروری ہے۔نماز جمعہ میں سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ، یا سورۃ الجمعہ اور سورۃ المنافقون کی تلاوت کرنا مسنون ہے۔

جمعہ کے چند سنن و آداب: جمعہ کے دن غسل کرنا واجب یا سنت مؤکدہ ہے، یعنی عذر شرعی کے بغیر جمعہ کے دن کے غسل کو نہیں چھوڑنا چاہئے۔پاکی کا اہتمام کرنا، تیل لگانا، خوشبو استعمال کرنا اور حسب استطاعت اچھے کپڑے پہننا سنت ہے۔نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جمعہ کے دن کا غسل گناہوں کو بالوں کی جڑوں تک سے نکال دیتا ہے، یعنی صغائر گناہ معاف ہو جاتے ہیں، بڑے گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔اگر صغائر گناہ نہیں ہیں تو نیکیوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔(طبرانی، مجمع الزوائد) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن غسل کرتا ہے، جتنا ہو سکے

پاکی کا اہتمام کرتا ہے اور تیل لگاتا ہے یا خوشبو استعمال کرتا ہے، پھر مسجد جاتا ہے، مسجد پہنچ کر جو دو آدمی پہلے سے بیٹھے ہوں ان کے درمیان میں نہیں بیٹھتا، اور جتنی توفیق ہو جمعہ سے پہلے نماز پڑھتا ہے، پھر جب امام خطبہ دیتا ہے اس کو توجہ اور خاموشی سے سنتا ہے تو اس شخص کے اس جمعہ سے گزشتہ جمعہ تک کے گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔ (بخاری) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے جمعہ کے دن غسل کیا، پھر مسجد میں آیا، اور جتنی نماز اس کے مقدر میں تھی ادا کی، پھر خطبہ ہونے تک خاموش رہا اور امام کے ساتھ فرض نماز ادا کی، اس کے جمعہ سے جمعہ تک اور مزید تین دن کے گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔ (مسلم) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن غسل کرتا ہے، اگر خوشبو ہو تو اسے بھی استعمال کرتا ہے، اچھے کپڑے پہنتا ہے، اس کے بعد مسجد جاتا ہے، پھر مسجد آ کر اگر موقع ہو تو نفل نماز پڑھ لیتا ہے اور کسی کو تکلیف نہیں پہونچاتا۔ پھر جب امام خطبہ دینے کے لئے آتا ہے اس وقت سے نماز ہونے تک خاموش رہتا ہے یعنی کوئی بات چیت نہیں کرتا تو یہ اعمال اس جمعہ سے گزشتہ جمعہ تک کے گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہو جاتے ہیں۔ (مسند احمد)

سننِ جمعہ: مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کی نماز سے قبل بابرکت گھڑیوں میں جتنی زیادہ سے زیادہ نماز پڑھ سکیں پڑھیں۔ کم از کم خطبہ شروع ہونے سے پہلے چار رکعات تو پڑھ ہی لیں جیسا کہ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ صفحہ ۱۳۱) میں مذکور ہے: مشہور تابعی حضرت ابراہیمؒ فرماتے ہیں کہ حضرات صحابہ کرام نماز جمعہ سے پہلے چار رکعات پڑھا کرتے تھے۔ (نماز پیمبر صفحہ ۲۷۹) نماز جمعہ کے بعد دو رکعات یا چار رکعات یا چھ رکعات پڑھیں، یہ تینوں عمل نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام سے ثابت ہیں۔ بہتر یہ ہے کے چھ رکعات پڑھ لیں تا کہ تمام احادیث پر عمل ہو جائے اور چھ رکعات کا ثواب بھی مل جائے۔ اسی لئے علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے جمعہ کے بعد چار رکعات پڑھنی چاہئیں، اور حضرات صحابہ کرام سے چھ رکعات بھی منقول

ہیں۔(مختصر فتاوی ابن تیمیہ،صفحہ ۷۹)(نماز پیمبر صفحہ ۲۸۱)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی جمعہ کی نماز پڑھ لے تو اس کے بعد ۴ رکعات پڑھے۔(مسلم) حضرت سالمؒ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جمعہ کے بعد دو رکعات پڑھتے تھے۔(مسلم) حضرت عطاءؒ فرماتے ہیں کہ انھوں نے حضرت عمر بن عبداللہؓ کو جمعہ کے بعد نماز پڑھتے دیکھا کہ جس مصلّی پر آپ نے جمعہ پڑھا اس سے تھوڑا سا ہٹ جاتے تھے، پھر دو رکعات پڑھتے، پھر چار رکعات پڑھتے تھے۔ میں نے حضرت عطاءؒ سے پوچھا کہ آپ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو کتنی مرتبہ ایسا کرتے دیکھا؟ انھوں نے فرمایا کہ بہت مرتبہ۔ (ابوداود)

نمازِ جمعہ چھوڑنے پر وعیدیں: نبی اکرم ﷺ نے نماز جمعہ نہ پڑھنے والوں کے بارے میں فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ کسی کو نماز پڑھانے کا حکم دوں پھر جمعہ نہ پڑھنے والوں کو ان کے گھروں سمیت جلا ڈالوں۔(مسلم) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خبردار! لوگ جمعہ چھوڑنے سے رک جائیں یا پھر اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا، پھر یہ لوگ غافلین میں سے ہو جائیں گے۔(مسلم) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے تین جمعہ غفلت کی وجہ سے چھوڑ دئے، اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔(نسائی، ابن ماجہ، ترمذی، ابوداود)

جمعہ کی نماز کے لئے پیدل جانا: حضرت یزید بن ابی مریمؒ فرماتے ہیں کہ میں جمعہ کی نماز کے لئے پیدل جا رہا تھا کہ حضرت عبایہ بن رافعؒ مجھے مل گئے اور فرمانے لگے تمہیں خوشخبری ہو کہ تمہارے یہ قدم اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ہیں۔ میں نے ابوعبسؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمایا: جو قدم اللہ کے راستہ میں غبار آلود ہوئے تو وہ قدم جہنم کی آگ پر حرام ہیں۔(ترمذی) اسی مضمون کی روایت کچھ لفظی اختلاف کے ساتھ صحیح بخاری میں بھی موجود ہے۔

جمعہ کے دن یا رات میں سورۂ کھف کی تلاوت: نبی اکرم ﷺ نے

ارشادفرمایا: جوشخص سورۂ کہف کی تلاوت جمعہ کے دن کرے گا، آئندہ جمعہ تک اس کے لئے ایک خاص نور کی روشنی رہے گی۔ (نسائی، بیہقی، حاکم) سورۂ کہف کے پڑھنے سے گھر میں سکینت و برکت نازل ہوتی ہے۔ حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک صحابیؓ نے سورۂ کہف پڑھی، گھر میں ایک جانور تھا، وہ بدکنا شروع ہوگیا، انہوں نے غور سے دیکھا کہ کیا بات ہے؟ تو انہیں ایک بادل نظر آیا جس نے انہیں ڈھانپ رکھا تھا۔ صحابی نے اس واقعہ کا ذکر جب نبی اکرم ﷺ سے کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: سورۂ کہف پڑھا کرو۔ قرآن کریم پڑھتے وقت سکینت نازل ہوتی ہے۔ (صحیح البخاری، فضل سورۃ الکہف۔ مسلم، کتاب الصلاۃ)

جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے کی خاص فضیلت: نبی اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا: تمہارے دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے۔ اس دن کثرت سے درود پڑھا کرو، کیونکہ تمہارا درود پڑھنا مجھے پہونچایا جاتا ہے۔ (مسند احمد، ابوداود، ابن ماجہ، صحیح بن حبان)
نبی اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا: جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کثرت سے درود پڑھا کرو، جوایسا کرے گا میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا (بیہقی)

جمعہ کے دن یا رات میں انتقال کرجانے والے کی خاص فضیلت: نبی اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا: جومسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں انتقال کرجائے، اللہ تعالیٰ اس کو قبر کے فتنہ سے محفوظ فرمادیتے ہیں۔ (مسند احمد، ترمذی)

نماز جمعہ کے وقت کی ابتداء ظہر کی طرح زوال آفتاب کے بعد سے

نماز کی وقت پر ادائیگی سے متعلق آیات قرآنیہ اور متواتر احادیث کی روشنی میں جمہور مفسرین، محدثین، فقہاء وعلماء کرام کا اتفاق ہے کہ فرض نماز کو اس کے متعین اور مقرر وقت پر پڑھنا فرض ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اِنَّ الصَّلَاۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَاباً مَّوْقُوْتاً (سورۃ النساء ۱۰۳) بے شک نماز اہل ایمان پر فرض ہے جس کا وقت مقرر ہے۔

نماز جمعہ دیگر نمازوں سے مختلف ہے کہ وہ وقت کے بعد پڑھی ہی نہیں جاسکتی کیونکہ دیگر فرض نمازیں وقت ختم ہونے پر بطور قضا پڑھی جاتی ہیں، جبکہ نماز جمعہ فوت ہونے پر نماز ظہر یعنی چار رکعت ادا کی جاتی ہیں۔ تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ وقت' جمعہ کی نماز کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہے۔ صحیح مسلم کی سب سے مشہور شرح لکھنے والے امام نوویؒ نے اپنی کتاب (المجموع ۴/۲۶۴) میں تحریر کیا ہے کہ امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ جمعہ کی قضا نہیں ہے، یعنی جس کا جمعہ فوت ہوگیا اسے نماز ظہر ادا کرنی ہوگی۔ اسی طرح پوری امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ جس نے نماز جمعہ ظہر کے وقت میں ادا کی اس نے نماز جمعہ وقت پر ادا کیا جیسا کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر فقہاء نے اس مسئلہ پر اجماع امت ذکر کیا ہے۔ پوری امت مسلمہ متفق ہے کہ نماز جمعہ زوال آفتاب کے بعد ہی ادا کرنی چاہئے کیونکہ پوری زندگی حضور اکرم ﷺ کا یہی معمول رہا ہے اور زوال آفتاب کے بعد نماز جمعہ ادا کرنے میں کسی کا کوئی اختلاف بھی نہیں ہے۔ زوال آفتاب سے قبل نماز جمعہ کی ادائیگی کی صورت میں جمہور محدثین وفقہاء وعلماء، نیز حضرت امام ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ زوال آفتاب کے بعد نماز جمعہ دوبارہ ادا کرنی ہوگی اور وقت ختم ہونے پر نماز ظہر کی قضا کرنی ہوگی۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور قول کے مطابق سعودی عرب کی عام مساجد میں جمعہ کی پہلی اذان تو زوال آفتاب سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹے قبل ہوتی ہے لیکن جمہور محدثین وفقہاء وعلماء کی قرآن وحدیث کی روشنی پر مبنی رائے کے مطابق خطبہ کی اذان زوال آفتاب کے بعد ہوتی ہے۔ مسجد حرام اور مسجد نبوی میں پہلی اذان بھی جمہور محدثین وفقہاء وعلماء کے قول کے مطابق زوال آفتاب کے بعد ہی ہوتی ہے۔ مگر کبھی کبھی دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض مساجد میں خطبہ والی اذان زوال آفتاب سے قبل ہی دے دی جاتی ہے، جس سے بعض حضرات کو تشویش ہوتی ہے کہ چند منٹ انتظار کرنے میں کونسی دشواری ہے، صرف چند منٹ کے انتظار پر کافی حضرات دوسری اذان سے قبل مسجد پہنچ کر جمعہ کی فضیلت حاصل کرنے والے بن جائیں گے۔ حضور اکرم ﷺ کے اقوال کی روشنی میں جمہور علماء کا اتفاق ہے کہ دوسری اذان شروع ہونے کے بعد مسجد پہنچنے والوں کی نماز جمعہ تو ادا ہو جاتی ہے لیکن انہیں جمعہ کی فضیلت کا کوئی بھی حصہ نہیں ملتا اور نہ ہی ان کا نام فرشتوں کے رجسٹر میں درج کیا جاتا ہے۔ سعودی عرب کے علماء نے احتیاط پر مبنی جمہور علماء کی رائے کا احترام کرتے ہوئے یہی کہا ہے کہ عام مساجد میں خطبہ کی اذان زوال آفتاب سے قبل نہ دی جائے اور حرمین شریفین میں پہلی اذان بھی زوال آفتاب کے بعد دی جائے۔

موضوع کی اہمیت کے مدنظر یہ مضمون تحریر کر رہا ہوں، اللہ تعالیٰ صحیح بات لکھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

نماز جمعہ کے اول وقت کے متعلق فقہاء وعلماء کی دو رائیں ہیں۔ دونوں رائے ذکر کرنے سے قبل اختلاف کی اصل وجہ ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ بعض روایات نماز جمعہ جلدی پڑھنے کے متعلق وارد ہوئی ہیں، حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے سمجھا کہ نماز جمعہ زوال آفتاب سے قبل پڑھی جاسکتی ہے، حالانکہ کسی ایک صحیح حدیث میں بھی وضاحت کے ساتھ مذکور نہیں ہے کہ آپ ﷺ

زوال آفتاب سے قبل جمعہ پڑھا کرتے تھے۔ جمہور محدثین وفقہاء وعلماء، نیز حضرت امام ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہم نے کہا ان احادیث میں صرف نماز جمعہ کے لئے جلدی جانے کی تاکید کی گئی ہے نہ کہ زوال آفتاب سے قبل نماز جمعہ کی ادائیگی کی۔

جمہور محدثین وفقہاء وعلماء، نیز حضرت امام ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہم اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری روایت کے مطابق نماز جمعہ کا وقت ظہر کی طرح زوال آفتاب کے بعد سے ہی شروع ہوتا ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ کا مشہور قول یہ ہے کہ نماز جمعہ زوال آفتاب کے بعد ہی پڑھنی چاہئے لیکن اگر زوال آفتاب سے قبل نماز جمعہ ادا کرلی گئی تو زوال آفتاب کے بعد اعادہ کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جمعہ بھی عید ہے، اس لئے چاشت کے وقت پڑھنے کی گنجائش ہے۔ مشہور حنبلی عالم علامہ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں کہ صحیح مذہب کے مطابق جمعہ کی نماز زوال آفتاب کے بعد ہی واجب ہوتی ہے اگرچہ پہلے ادا کرنے کی گنجائش ہے۔

جمہور محدثین وفقہاء وعلماء کے قول کے بعض دلائل:

جمہور علماء کے متعدد دلائل ہیں، لیکن اختصار کے مدنظر صحیح بخاری وصحیح مسلم میں وارد صرف دو احادیث ذکر کررہا ہوں:

۱) حدیث کی سب سے مستند کتاب لکھنے والے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ نے اپنی مشہور ومعروف کتاب (صحیح بخاری) میں کتاب الجمعہ کے تحت ایک باب (Chapter) کا نام اس طرح تحریر کیا ہے: "جمعہ کا وقت زوال آفتاب کے بعد، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت نعمان بن بشیر اور حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہم اجمعین سے اسی طرح منقول ہے" غرضیکہ صحابۂ کرام کے ساتھ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ کا بھی موقف واضح ہے کہ نماز جمعہ کا وقت زوال آفتاب کے بعد سے ہی شروع ہوتا ہے۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اسی باب میں مذکورہ حدیث ذکر کرتے ہیں: اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ

صَلَّى اللّٰهُ علیه وسلم كَانَ يُصَلِّى الجُمُعَةَ حِيْنَ تَمِيْلُ الشَّمْسُ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ جمعہ پڑھا کرتے تھے جس وقت سورج ڈھلتا یعنی زوال کے بعد جمعہ پڑھتے تھے۔ صحیح بخاری کی سب سے مشہور شرح لکھنے والے علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں تحریر کرتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ زوال آفتاب کے بعد ہی نماز جمعہ ادا کرتے تھے۔ (فتح الباری)

یہ حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ کے علاوہ دیگر محدثین مثلاً امام ترمذیؒ نے بھی اپنی کتاب "ترمذی" میں ذکر کی ہے۔ خود حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "مسند احمد" میں بھی ذکر کی ہے۔

۲) حدیث کی دوسری مستند کتاب (صحیح مسلم) میں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الجمعہ کے تحت ایک باب (Chapter) کا نام اس طرح تحریر کیا ہے: "جمعہ کی نماز زوال آفتاب کے بعد" اور اس باب میں یہ حدیث ذکر فرمائی ہے: حضرت ایاس بن سلمہ بن اکوع اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جب سورج زائل ہو جاتا تھا جمعہ کی نماز پڑھتے تھے، پھر سایہ تلاش کرتے ہوئے لوٹتے تھے۔ یہ حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ عنہ نے بھی صحیح بخاری میں ذکر فرمائی ہے۔

نوٹ: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں وارد ان دونوں احادیث میں وضاحت کے ساتھ مذکور ہے کہ آپ ﷺ نماز جمعہ زوال آفتاب کے بعد پڑھا کرتے تھے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمة الله کے قول کے دلائل:

۱) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں ہم لوگ غداء (دوپہر کا کھانا) اور قیلولہ جمعہ کے بعد کیا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم) وجہ استدلال یہ ہے کہ ڈکشنری میں غداء (دوپہر کا کھانا) کے معنی ہیں وہ کھانا جو زوال آفتاب سے پہلے کھایا جائے۔ جب غداء نماز جمعہ کے بعد کھایا جائے گا تو نماز جمعہ زوال آفتاب سے پہلے ہونی چاہئے۔ لیکن یہ استدلال صحیح نہیں ہے

کیونکہ اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ صحابہ کرام جمعہ کے روز بھی زوال آفتاب سے پہلے کھایا کرتے تھے، بلکہ وہ کھانا جو زوال آفتاب کے بعد کھایا جاتا ہے اسے عرفاً غداء ہی کہتے ہیں جیسا کہ موجودہ زمانہ میں۔ مثلاً حضور اکرم ﷺ نے سحری کے متعلق ارشاد فرمایا: **ھَلمُّوا الی الغداء المبارک** لیکن دنیا کا کوئی عالم بھی یہ نہیں کہتا کہ سحری زوال سے قبل کھائی جاسکتی ہے۔

۲) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، پھر لوٹ کر اپنے پانی لانے والے اونٹوں کو آرام دیتے تھے۔ راوی حضرت حسن بیان کرتے ہیں کہ میں نے راوی حضرت جعفر سے کہا کہ اس وقت کیا وقت ہوتا تھا۔ فرمایا آفتاب ڈھلنے کا وقت۔ (صحیح مسلم) اس حدیث سے نماز جمعہ کا زوال آفتاب سے پہلے پڑھنے کو ثابت کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ جمعہ کے دن زوال آفتاب کے بعد نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد بھی پانی لانے والے اونٹوں کو آرام دلایا جاسکتا ہے جیسا کہ دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ نیز یہ صحابی رسول حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قول نہیں بلکہ راوی کا ہے، غرضیکہ اس مبہم عبارت سے نماز جمعہ کا وقت زوال آفتاب سے قبل شروع ہونا، ثابت نہیں کیا جاسکتا ہے۔

۳) حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال حضرت عبداللہ بن سیدان سلمی رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی ہے جو سنن دار قطنی اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے جس میں خلفاء راشدین کا زوال سے پہلے جمعہ پڑھنا مروی ہے۔ مگر اس حدیث کی سند میں ضعف کی وجہ سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے جیسا کہ صحیح مسلم کی سب سے مشہور شرح لکھنے والے امام نووی رحمۃ اللہ نے تحریر کیا ہے کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے نماز جمعہ سے متعلق آثار ضعیف ہیں، اور اگر صحیح مان بھی لیا جائے تو حضور اکرم ﷺ کی واضح احادیث کی بناء پر اس مذکورہ حدیث میں تاویل اور توجیہ ہی کی جائے گی۔

۴) حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے بعض ان احادیث سے بھی استدلال کیا ہے جن میں نماز جمعہ کے لئے سویرے جانے کی ترغیب وارد ہوئی ہے، لیکن ان احادیث سے زوال آفتاب سے قبل نماز جمعہ کی ادائیگی کو ثابت کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ ان احادیث سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ نماز جمعہ کے لئے سویرے حتی کہ چاشت کے وقت مسجد چلے جانا چاہئے، مگر ان احادیث میں اس طرح کی کوئی وضاحت وارد نہیں ہے کہ جمعہ کی نماز زوال آفتاب سے قبل ادا کی جاسکتی ہے۔

خلاصۂ کلام: پوری امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ جمعہ کے دن ظہر کی جگہ نماز جمعہ ادا کی جاتی ہے اور اگر کوئی شخص کسی عذر کی وجہ سے جماعت کے ساتھ نماز جمعہ ادا نہیں کرسکا تو اسے نماز ظہر ہی ادا کرنی ہوگی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص نماز جمعہ وقت پر نہیں پڑھ سکا تو قضا ظہر کی نماز (یعنی چار رکعت) کی کرنی ہوگی۔ اسی طرح جمہور محدثین وفقہاء وعلماء کا اتفاق ہے کہ نماز جمعہ کا آخری وقت' ظہر کے آخری وقت کے مانند ہے، یعنی عصر کا وقت ہونے پر نماز جمعہ کا وقت ختم ہوجائے گا۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی کہا ہے کہ نماز جمعہ کا آخری وقت' نماز ظہر کے آخری وقت کی طرح ہے۔ جب جمعہ کا آخری وقت ظہر کے آخری وقت کی طرح ہے تو نماز جمعہ کا اول وقت بھی ظہر کے اول وقت کی طرح ہونا چاہئے۔

اس پر بھی پوری امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ نماز جمعہ زوال آفتاب کے بعد ہی ادا کرنی چاہئے، البتہ صرف امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اگر زوال آفتاب سے قبل نماز جمعہ ادا کرلی گئی تو نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے، جبکہ جمہور محدثین وفقہاء وعلماء نے کہا کہ زوال آفتاب سے قبل جمعہ پڑھنے پر نماز جمعہ ادا ہی نہیں ہوگی۔ لہذا احتیاط کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ نماز جمعہ زوال آفتاب کے بعد ہی ادا کی جائے، بلکہ پہلی اذان بھی زوال آفتاب کے بعد دی جائے تو اختلاف سے بچنے کے لئے بہتر ہے۔

جمہور محدثین وفقہاء وعلماء نیز حضرت امام ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہم اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری روایت کے دلائل مفہوم اور سند کے اعتبار سے زیادہ قوی ہیں۔

مذکورہ اسباب کی وجہ سے جمہور محدثین وفقہاء وعلماء کا قول ہی زیادہ صحیح ہے:

۱) جمہور علماء کے دلائل صحیح احادیث سے ثابت ہونے کے ساتھ اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہیں، جبکہ دوسری رائے کے بعض دلائل اگرچہ صحیح احادیث پر مشتمل ہیں لیکن وہ اپنے مفہوم میں واضح نہیں ہیں، جبکہ دیگر روایات وآثار مفہوم میں تو واضح ہیں لیکن ان کی سند میں ضعف ہے۔

۲) جمہور محدثین وفقہاء وعلماء حتی کہ چاروں ائمہ میں سے تینوں ائمہ، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نووی رحمۃ اللہ علیہم اور چودہ سو سال سے جید علماء کی یہی رائے ہے کہ نماز جمعہ کا وقت زوال آفتاب کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔

۳) جمہور علماء کا قول اختیار کرنے میں احتیاط بھی ہے کہ نماز جمعہ زوال آفتاب کے بعد پڑھنے پر دنیا کے کسی بھی عالم کا کوئی اختلاف نہیں ہے جبکہ زوال آفتاب سے قبل نماز جمعہ کی ادائیگی پر جمہور فقہاء وعلماء کا فیصلہ ہے کہ نماز جمعہ ادا نہیں ہوگی اور بعد میں نماز کا اعادہ کرنا ضروری ہوگا۔

۴) اگرچہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے زوال آفتاب سے قبل نماز جمعہ کی ادائیگی کی گنجائش رکھی ہے مگر انہوں نے یہی کہا ہے کہ نماز جمعہ زوال آفتاب کے بعد ہی ادا کرنا بہتر ہے، چنانچہ سعودی علماء (جو اختلافی مسائل میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کو ترجیح دیتے ہیں) نے یہی کہا ہے کہ نماز جمعہ زوال آفتاب کے بعد ادا کی جائے۔

۵) امام المحدثین حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ کی شہادت کے مطابق حضرت عمر، حضرت علی، حضرت

نعمان بن بشیر اور حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہم اجمعین کا یہی موقف ہے کہ زوال آفتاب کے بعد نماز جمعہ کا وقت ہوتا ہے۔ حضرت امام بخاریؒ اور حضرت امام مسلمؒ نے اپنی کتابوں (صحیح بخاری وصحیح مسلم) میں باب (Chapter) کا نام رکھ کر ہی اپنا موقف واضح کر دیا کہ زوال آفتاب کے بعد ہی نماز جمعہ کا وقت شروع ہوتا ہے۔

۶) نماز جمعہ ظہر کی نماز کا بدل ہے اور آخری وقت کے متعلق حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا موقف جمہور علماء کے مطابق ہے، کہ عصر کے وقت پر جمعہ کا وقت ختم ہو جاتا ہے، لہذ نماز جمعہ کا اول وقت بھی نماز ظہر کی طرح زوال آفتاب کے بعد سے ہی ہونا چاہئے۔

۷) جمعہ کے وقت کی ابتداء زوال آفتاب سے قبل ماننے پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس وقت یا لمحہ سے نماز جمعہ کے وقت کی ابتداء مانی جائے؟ احادیث میں کوئی وضاحت نہ ہونے کی وجہ سے حنبلی مکتب فکر کے علماء میں بھی وقت کی ابتداء کے متعلق اختلاف ہے، چنانچہ بعض علماء نے تحریر کیا ہے کہ نماز عید کی طرح سورج کے روشن ہونے سے وقت شروع ہو جاتا ہے۔ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ سعودی عرب میں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز اشراق کا وقت شروع ہوتے ہی فوراً ادا کی جاتی ہے، جس کی وجہ سے گرمیوں میں ساڑھے پانچ بجے عید کی نماز ادا ہو جاتی ہے۔ غرضیکہ زوال آفتاب سے قبل نماز جمعہ پڑھنے کا کوئی ثبوت احادیث میں نہیں ملتا ہے۔

۸) زوال آفتاب کے بعد اذان اور نماز جمعہ کی ادائیگی کی صورت میں نماز پڑھنے والوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے، اور یہ شریعت میں مطلوب ہے۔

۹) خواتین اور معذور حضرات جن کو اپنے گھر نماز ظہر ادا کرنی ہوتی ہے، زوال آفتاب کے بعد پہلی اذان دینے پر انہیں نماز ظہر کی ادائیگی کا وقت معلوم ہو جائے گا۔ لیکن زوال آفتاب سے ایک یا ڈیڑھ گھنٹہ قبل اذان دینے سے ان حضرات کے لئے نماز کے وقت شروع ہونے کا کوئی اعلان نہیں ہوگا۔

حنبلی مکتب فکر کے مشہور عالم دین علامہ ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی مایہ ناز کتاب (المغنی ۱۵۹/۳) میں تحریر کرتے ہیں کہ امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ جمعہ زوال آفتاب کے بعد قائم کرنا چاہئے کیونکہ نبی اکرم ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے، حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضور اکرم ﷺ کے ساتھ جمعہ کی نماز زوال آفتاب کے بعد پڑھتے تھے اور پھر نماز پڑھ کر سایہ تلاش کرتے ہوئے لوٹتے تھے۔ (بخاری ومسلم) اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ جمعہ پڑھا کرتے تھے جس وقت سورج ڈھلتا۔ (صحیح بخاری) اس میں کوئی اختلاف بھی نہیں ہے کیونکہ تمام علماء کا اتفاق ہے کہ زوال آفتاب کے بعد یقیناً جمعہ کا وقت ہے لیکن زوال آفتاب سے قبل کے متعلق اختلاف ہے۔

اب جبکہ یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی ہے کہ نماز جمعہ زوال آفتاب کے بعد ہی ہونی چاہئے تاکہ نماز جیسی اہم عبادت کی ادائیگی میں کوئی شک وشبہ نہ رہے، تو بعض مساجد میں خطبہ کی اذان کا زوال آفتاب سے قبل دینا کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟ بلکہ اگر پہلی اذان بھی زوال آفتاب کے بعد دی جائے تو اس میں زیادہ احتیاط ہے نیز دیگر تمام ائمہ کی رائے کا احترام بھی ہے اور کسی طرح کا کوئی نقصان بھی نہیں ہے بلکہ زوال آفتاب سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل اذان دینے سے اذان کا مقصد ہی فوت ہوجاتا ہے۔ زوال آفتاب کے بعد پہلی اذان دینے پر نمازیوں کی تعداد میں اضافہ ہی ہوسکتا ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے صرف یہی تو کہا ہے کہ اگر نماز جمعہ زوال آفتاب سے قبل ادا کرلی گئی تو اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے لیکن انہوں نے یہ تعلیم وترغیب نہیں دی کہ ہم زوال آفتاب سے قبل اذان اوّل کا اہتمام کرلیں۔ الحمدللہ ہمارے علماء کی جدوجہد سے حرمین میں جمعہ کی پہلی اذان زوال آفتاب کے بعد ہوتی ہے، دعا کرتے ہیں کہ یہ سلسلہ عام مساجد میں بھی شروع ہوجائے تاکہ پہلی اذان بھی ایسے وقت میں دی جائے کہ اس میں دنیا کے کسی عالم کا کوئی اختلاف نہ ہو۔

نمازِ جمعہ کے لئے سویرے مسجد پھونچنا

حضور اکرم ﷺ نے نمازِ جمعہ کے لئے حتی الامکان سویرے مسجد جانے کی ترغیب دی ہے۔ لہذا اگر ہم زیادہ جلدی نہ جاسکیں تو کم از کم خطبہ شروع ہونے سے کچھ وقت قبل ہمیں ضرور مسجد پہونچ جانا چاہئے کیونکہ خطبہ جُمعہ شروع ہونے کے بعد مسجد پہونچنے والوں کی نماز جمعہ تو ادا ہوجاتی ہے، مگر نماز جمعہ کی کوئی فضیلت اُن کو حاصل نہیں ہوتی ہے اور نہ ان کا نام فرشتوں کے رجسٹر میں درج کیا جاتا ہے، جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث میں مذکور ہے:

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن جنابت کے غسل کی طرح غسل کرتا ہے (یعنی اہتمام کے ساتھ)، پھر پہلی فرصت (گھڑی) میں مسجد جاتا ہے تو گویا اس نے اللہ کی خوشنودی کے لئے اونٹنی قربان کی۔ جو دوسری فرصت میں مسجد جاتا ہے گویا اس نے گائے قربان کی۔ جو تیسری فرصت میں مسجد جاتا ہے گویا اس نے مینڈھا قربان کیا۔ جو چوتھی فرصت میں جاتا ہے گویا اس نے مرغی قربان کی۔ جو پانچویں فرصت میں جاتا ہے گویا اس نے انڈے سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کی۔ پھر جب امام خطبہ کے لئے نکل آتا ہے تو فرشتے خطبہ میں شریک ہوکر خطبہ سننے لگتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

﴿وضاحت﴾ یہ گھڑی (فرصت) کس وقت سے شروع ہوتی ہے، علماء کی آراء مختلف ہیں، مگر سب کا خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ہمیں حتی الامکان نماز جمعہ کے لئے سویرے مسجد پہونچنا چاہئے۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے ہر دروازے پر کھڑے ہوجاتے ہیں۔ پہلے آنے والے کا نام پہلے، اس کے بعد آنے والے کا نام اس کے بعد لکھتے ہیں۔ (اسی طرح آنے والوں کے نام ان کے آنے کی ترتیب سے لکھتے رہتے ہیں) جب امام خطبہ دینے کے لئے آتا ہے تو فرشتے اپنے رجسٹر جن میں آنے

والوں کے نام لکھے گئے ہیں، لپیٹ دیتے ہیں اور خطبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ (مسلم)

﴿وضاحت﴾ حضور اکرم ﷺ کے فرمان سے معلوم ہوا کہ خطبہ شروع ہونے کے بعد مسجد پہونچنے والوں کے نام فرشتوں کے رجسٹر میں نہیں لکھے جاتے ہیں۔

مسجد پہونچ کر جتنی توفیق ہو نماز پڑھ لیں۔ خطبہ شروع ہونے تک قرآن کریم کی تلاوت یا ذکر یا دعاؤں میں مشغول رہیں، پھر خطبہ سنیں۔ دورانِ خطبہ کسی طرح کی بات کرنا حتی کہ نصیحت کرنا بھی منع ہے جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے:

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے جمعہ کے روز خطبہ کے دوران اپنے ساتھی سے کہا (خاموش رہو) اس نے بھی لغو کام کیا۔ (مسلم)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کنکریوں کو ہاتھ لگایا یعنی دوران خطبہ ان سے کھیلتا رہا (یا ہاتھ، چٹائی، کپڑے وغیرہ سے کھیلتا رہا) تو اس نے فضول کام کیا (اور اس کی وجہ سے جمعہ کا خاص ثواب کم کر دیا)۔ (مسلم)

☆ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جمعہ کے دن منبر کے قریب بیٹھا ہوا تھا، ایک شخص لوگوں کی گردن کو پھلانگتا ہوا آیا اور رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیٹھ جا، تو نے تکلیف دی اور تاخیر کی۔ (صحیح ابن حبان) ﴿وضاحت﴾ جب امام خطبہ دے رہا ہو تو لوگوں کی گردنوں کو پھلانگ کر آگے جانا منع ہے بلکہ پیچھے جہاں جگہ مل جائے وہیں بیٹھ جانا چاہئے۔

☆ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن غسل کرتا ہے، جتنا ہو سکے پاکی کا اہتمام کرتا ہے اور تیل لگاتا ہے یا اپنے گھر سے خوشبو استعمال کرتا ہے، پھر مسجد جاتا ہے۔ مسجد پہنچ کر جو دو آدمی پہلے سے بیٹھے ہوں ان کے درمیان میں نہیں بیٹھتا اور جتنی توفیق ہو خطبہ جمعہ سے پہلے نماز پڑھتا ہے۔ پھر جب امام خطبہ دیتا ہے اس کو توجہ اور خاموشی

سے سنتا ہے تو اِس جمعہ سے گزشتہ جمعہ تک کے (چھوٹے چھوٹے) گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔ (صحیح بخاری)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے جمعہ کے دن غسل کیا، پھر مسجد میں آیا اور جتنی نماز اس کے مقدر میں تھی ادا کی، پھر خطبہ ہونے تک خاموش رہا اور امام کے ساتھ فرض نماز ادا کی، اس کے جمعہ سے جمعہ تک اور مزید تین دن کے (چھوٹے) گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔ (مسلم)

☆ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن غسل کرتا ہے، اگر خوشبو ہو تو اسے بھی استعمال کرتا ہے، اچھے کپڑے پہنتا ہے، اس کے بعد مسجد جاتا ہے، پھر مسجد آ کر اگر موقع ہو تو نفل نماز پڑھ لیتا ہے اور کسی کو تکلیف نہیں پہونچاتا۔ پھر جب امام خطبہ دینے کے لئے آتا ہے اس وقت سے نماز ہونے تک خاموش رہتا ہے یعنی کوئی بات چیت نہیں کرتا تو یہ اعمال اس جمعہ سے گزشتہ جمعہ تک کے گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہو جاتے ہیں۔ (مسند احمد)

مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کی نماز سے قبل بابرکت گھڑیوں میں جتنی زیادہ سے زیادہ نماز پڑھ سکتے ہیں، پڑھیں۔ کم از کم خطبہ شروع ہونے سے پہلے چار رکعتیں تو پڑھ ہی لیں جیسا کہ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ صفحہ ۱۳۱) میں مذکور ہے: مشہور تابعی حضرت ابراہیمؒ فرماتے ہیں کہ حضراتِ صحابہ کرام نمازِ جمعہ سے پہلے چار رکعت پڑھا کرتے تھے۔

احادیث مذکورہ میں نمازِ جمعہ کے لئے خطبہ جمعہ سے قبل، مسجد پہونچنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ خطبہ شروع ہونے کے بعد مسجد پہونچنے والوں کو جمعہ کی کوئی فضیلت حاصل نہیں ہوتی ہے، اگرچہ ان کی نماز جمعہ ادا ہو جاتی ہے۔ لہذا ہر شخص کو چاہئے کو وہ اپنے آپ کو نمازِ جمعہ کے لئے سویرے مسجد جانے کا عادی بنائے۔

نماز اور خطبہ صرف عربی زبان میں

نماز صرف عربی میں:

حضور اکرم ﷺ اور صحابۂ کرام کے اقوال وافعال کی روشنی میں علماء کرام نے تحریر فرمایا ہے کہ تکبیر تحریمہ سے لے کر سلام پھیرنے تک جو کچھ نماز میں پڑھا جاتا ہے بلکہ نماز سے قبل یعنی اذان واقامت کا بھی عربی زبان میں ہی پڑھنا ضروری ہے۔ حتیٰ کہ علماء کرام کی ایک بڑی جماعت نے تحریر کیا ہے کہ سجدہ کی حالت میں اور نماز کے آخر میں درود سے فراغت کے بعد عربی زبان میں وہی دعائیں پڑھنی چاہئیں جو قرآن کریم میں وارد ہیں یا حضور اکرم ﷺ سے ثابت ہیں۔ قرآن وحدیث میں وارد دعاؤں کے علاوہ عربی زبان میں نماز میں دعائیں مانگنے کو علماء کرام نے مکروہ قرار دیا ہے، بلکہ علماء کرام کی ایک جماعت نے عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں نماز کے اندر دعائیں پڑھنے پر نماز کے اعادہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس لئے ہمیں نماز میں تکبیر تحریمہ سے لے کر سلام پھیرنے تک عربی زبان کے علاوہ کسی دوسری زبان میں کچھ نہیں پڑھنا چاہئے کیونکہ حضور اکرم ﷺ اور صحابۂ کرام کے زمانہ میں لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہو رہے تھے حتیٰ کہ عجمیوں کی بڑی تعداد نے اسلام قبول کیا مگر ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا جس میں حضور اکرم ﷺ یا کسی صحابی نے عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں نماز پڑھنے کی یا نماز میں کسی دوسری زبان میں دعا مانگنے کی اجازت دی ہو بلکہ صحابۂ کرام پھر تابعین اور تبع تابعین نے حضور اکرم ﷺ کے اقوال وافعال کی روشنی میں تمام عرب وعجم کو عملی طور پر یہی تعلیم دی ہے کہ نماز میں سورۃ الفاتحہ، تلاوتِ قرآن، رکوع وسجدہ کی تسبیحات، تشہد، درود اور مخصوص دعائیں صرف عربی زبان میں ہی پڑھنی ہیں۔ احکام شرعیہ کی بنیاد عقل پر نہیں کہ کس کو صحیح یا غلط سمجھتی ہے بلکہ قرآن کریم میں وارد احکام اور صحابۂ کرام، تابعین اور تبع تابعین وغیرہ سے منقول حضور اکرم ﷺ کے اقوال وافعال یعنی احادیث نبویہ پر ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ سجدہ کے دوران اور نماز کے آخر میں دعائیں قبول کی جاتی ہیں، لیکن صحیح مسلم میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِنَّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فِيْهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ، اِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيْحُ وَالتَّكْبِيْرُ وَقِرَائَةُ الْقُرْآنِ نماز میں لوگوں کے کلام سے کوئی چیز صحیح نہیں ہے بلکہ نماز میں صرف اللہ کی تسبیح اور تکبیر اور قرآن کریم کا پڑھنا ہے۔(صحیح مسلم: باب تحریم الکلام فی الصلاۃ ونسخ ما کان من اباحتہ) اسی لئے نماز کے دوران سلام کا جواب دینا یا کسی چھینکنے والے کے الحمدللہ کہنے کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا صحیح نہیں ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ کی بھی قرآن وحدیث کی روشنی میں یہی رائے ہے کہ نماز میں صرف وہی دعائیں مانگی جائیں جو قرآن کریم میں وارد ہیں یا جن کا پڑھنا حضور اکرم ﷺ سے ثابت ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں حضرت امام ابوحنیفہؒ اور علماء احناف کی رائے کتابوں میں مذکور ہے، چنانچہ مختلف فیہ مسائل میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کی رائے کو ترجیح دینے والے ہند وپاک کے علماء نے بھی یہی موقف اختیار کیا ہے کہ نماز میں دنیاوی امور سے متعلق دعائیں نہ کی جائیں بلکہ عربی زبان میں صرف وہی دعائیں مانگی جائیں جو قرآن کریم میں وارد ہیں یا حضور اکرم ﷺ سے ثابت ہیں۔ سجدہ کی حالت اور نماز کے آخر میں درود پڑھنے سے فراغت کے بعد کے علاوہ متعدد مواقع ہیں کہ جن میں کی گئی دعائیں قبول کی جاتی ہیں، جیسا کہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیان کی جانے والے دعا رد نہیں ہوتی ہے، لہذا اس وقت خوب دعائیں کرو۔(ترمذی، مسند احمد، ابوداود، صحیح ابن خزیمہ) اس لئے نماز کے اندر اپنی دنیاوی ضرورتوں کو نہ مانگا جائے بلکہ نماز کے باہر بے شمار اوقات اور حالات ہیں جن میں دعائیں قبول کی جاتی ہیں، ان اوقات وحالات میں اپنی، اپنے بچوں اور گھر والوں کی دنیاوی ضرورتوں کو خوب مانگیں۔

حنبلی مکتبِ فکر کی مشہور کتاب (الانصاف) میں تحریر ہے کہ وہ دعائیں جو قرآن کریم میں وارد نہیں ہیں یا

حضور اکرم ﷺ سے ثابت نہیں ہیں اور اخروی امور سے متعلق نہیں ہیں تو صحیح مذہب یہی ہے کہ نماز میں اس طرح کی دعائیں نہیں کرنی چاہئے بلکہ اس نوعیت کی دعاؤں سے نماز باطل ہوجاتی ہے، اکثر علماء کی یہی رائے ہے۔

حنبلی مکتب فکر کے مشہور عالم علامہ ابن قدامہؒ نے اپنی کتاب (المغنی ۲۳۶/۲) میں تحریر کیا ہے کہ نماز میں ایسی دعائیں کرنا جائز نہیں جن کا تعلق دنیا کی لذتوں اور شہوتوں سے ہے اور جن کا تعلق انسانوں کے کلام اور ان کی خواہشوں سے ہے۔

مذکورہ بالا دلائل اور علماء امت کے اقوال کی روشنی میں مسئلہ واضح ہوگیا کہ اگر ہم اپنی نماز کے اندر (یعنی سجدہ کی حالت میں اور آخری رکعت میں درود پڑھنے کے بعد) دعا کرنا چاہتے ہیں تو عربی زبان میں صرف وہی دعائیں مانگیں جن کا ذکر قرآن کریم میں ہے یا جن کا پڑھنا حضور اکرم ﷺ سے ثابت ہے۔ جن حضرات کو ایسی دعائیں یاد نہیں ہیں تو ان کے لئے نماز کے علاوہ بے شمار اوقات وحالات ہیں جن میں دعائیں قبول کی جاتی ہیں، مثلاً اذان واقامت کے درمیان کا وقت، فرض نماز سے فراغت کے بعد وغیرہ وغیرہ، ان اوقات وحالات میں جتنا چاہیں اور جس زبان میں چاہیں اپنی اور اپنے بچوں کی دنیاوی واخروی ضرورتوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ سے مانگیں، وہ قبول کرنے والا ہے۔

خطبہ صرف عربی میں:

نماز میں سورۃ الفاتحہ، تلاوت قرآن اور رکوع وسجدہ کی تسبیحات وغیرہ کی طرح جمعہ اور عیدین کا خطبہ بھی صرف عربی زبان میں ہونا چاہئے کیونکہ خطبہ میں وعظ ونصیحت سے زیادہ اللہ کا ذکر مقصود ہوتا ہے۔ چنانچہ نمازِ جمعہ کے لئے خطبہ کا ضروری ہونا، خطبہ پڑھنے کے لئے ظہر کے وقت کا ضروری ہونا، خطبہ کا نمازِ جمعہ سے قبل ضروری ہونا، خطبہ سے فراغت کے بعد بلا تاخیر نمازِ جمعہ کا پڑھنا، خطبہ کے دوران

سامعین کا گفتگو نہ کرنا حتی کہ کسی کو نصیحت بھی نہ کرنا، نیز نماز کی طرح بعض احکام کا مسنون ہونا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ خطبہ میں اصل مطلوب اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور وعظ ونصیحت کی حیثیت ثانوی ہے کیونکہ وعظ ونصیحت کے لئے یہ تمام شرطیں ضروری نہیں ہیں۔ قرآن کریم، سورۃ الجمعۃ (فَاسْعَوْا اِلَى ذِكْرِ اللّٰهِ) میں وارد ذکر کے لفظ سے اس کی تأیید ہوتی ہے، نیز صحیح بخاری وصحیح مسلم میں ہے کہ جب امام خطبہ کے لئے نکلتا ہے تو فرشتے ذکر سننے کے لئے مسجد کے اندر آجاتے ہیں۔ غرضیکہ قرآن وحدیث میں نماز کی طرح خطبہ کو ذکر سے تعبیر کیا ہے یعنی خطبہ نماز کی طرح اللہ کا ذکر یعنی عبادت ہے، لہذا ہمیں خطبہ دینے کے لئے انہیں امور پر انحصار کرنا چاہئے جن کا ثبوت حضور اکرم ﷺ سے ملتا ہے۔

اگر جمعہ کا خطبہ کسی دوسری زبان میں دینا جائز ہوتا تو حضور اکرم ﷺ سے پوری زندگی میں کم از کم ایک مرتبہ اس کا ثبوت ملتا، لیکن تمام عمر نبوی میں اس قسم کا ایک واقعہ بھی مروی نہیں ہے۔ آپ ﷺ کے بعد صحابۂ کرام بلاد عجم میں داخل ہوکر دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئے۔ ان صحابۂ کرام کے خطبوں کے الفاظ تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہیں، ان میں کسی ایک صحابی نے زندگی میں ایک مرتبہ بھی بلاد عجم میں داخل ہونے کے باوجود مخاطبین کی زبان میں جمعہ کا خطبہ نہیں دیا، حالانکہ وہ لوگ احکام شرعیہ سے واقفیت کے لئے آج سے کہیں زیادہ محتاج تھے۔ بہت سے صحابۂ کرام دوسری زبانیں بھی جانتے تھے مگر کسی نے عربی زبان کے علاوہ کسی دوسری زبان میں جمعہ کا خطبہ نہیں دیا۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ مختلف زبانیں جانتے تھے، اسی طرح حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فارس کے رہنے والے تھے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ حبشہ کے اور حضرت صہیب رضی اللہ عنہ روم کے باشندے تھے، بعض صحابۂ کرام کی مادری زبان عربی کے علاوہ دوسری تھی مگر تاریخ میں ایک واقعہ بھی نہیں ملتا جس میں عربی زبان کے علاوہ کسی دوسری زبان میں کسی صحابی نے جمعہ کا خطبہ دیا ہو۔ صحابۂ کرام کے بعد تابعین اور تبع تابعین نے بھی عربی زبان میں ہی خطبہ دینے کے سلسلہ کو جاری رکھا۔ کسی مشہور محدث یا مفسر سے بھی

عربی زبان کے علاوہ کسی دوسری زبان میں خطبہ جمعہ پڑھنے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ سیاسی وانتظامی امور کے لئے مختلف زبانوں کے ترجمان بھی رکھے گئے مگر ایک مرتبہ بھی خطبہ کسی دوسری زبان میں نہیں پڑھا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بعض مقاصد کے لئے اپنے پاس ترجمان رکھے تھے مگر ایک مرتبہ بھی انہوں نے خطبہ عربی کے علاوہ دوسری زبان میں نہیں دیا۔

برصغیر کی اہم ومعروف شخصیت جن کو ہندو پاک کے تمام مکاتب فکر نے تسلیم کیا ہے یعنی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۷۶۲ء) نے اپنی شرح موطا میں تحریر کیا ہے کہ خطبہ عربی زبان ہی میں ہونا چاہئے کیونکہ تمام مسلمانوں کا مشرق ومغرب میں ہمیشہ یہی عمل رہا ہے باوجودیکہ بہت سے ممالک میں مخاطب عجمی لوگ تھے۔ ریاض الصالحین کے مصنف وصحیح مسلم کی سب سے زیادہ مشہور شرح لکھنے والے امام نوویؒ نے اپنی کتاب الاذکار میں تحریر کیا ہے کہ خطبہ کے شرائط میں یہ بھی ہے کہ وہ عربی زبان میں ہو۔ ہندو پاک کے جمہور علماء کا بھی یہی موقف ہے کہ خطبہ صرف عربی زبان میں ہونا چاہئے۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ جب مخاطبین عربی عبارت کو نہیں سمجھتے تو عربی زبان میں خطبہ پڑھنے سے کیا فائدہ۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں ذکر کیا گیا کہ خطبہ میں وعظ ونصیحت سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا ذکر یعنی عبادت ہے، اور عبادت میں اپنے عقلی گھوڑے دوڑانے کے بجائے صرف انہیں امور پر انحصار کرنا چاہئے جن کا ثبوت حضور اکرم ﷺ سے ملتا ہے۔ نیز اگر یہ اعتراض خطبہ پڑھنے پر عائد ہوتا ہے تو نماز، قرأتِ قرآن، اذان واقامت اور تکبیرات نماز وغیرہ سب پر یہی اعتراض ہونا چاہئے بلکہ قرأت قرآن پر بہ نسبت خطبہ کے زیادہ عائد ہونا چاہئے کیونکہ قرآن کے نزول کا تو مقصد ہی لوگوں کی ہدایت ہے، اور عمومی طور پر ہدایت کے لئے صرف تلاوت کافی نہیں ہے بلکہ اس کا سمجھنا بھی ضروری ہے، مگر دنیا کا کوئی بھی عالم نماز میں عربی زبان کے علاوہ کسی دوسری زبان میں قرأت قرآن کی اجازت نہیں دیتا۔ لہذا احتیاط اسی میں ہے کہ ہم اپنے نبی ﷺ اور صحابۂ کرام کی اتباع میں خطبہ صرف عربی زبان میں دیں

تا کہ کسی طرح کا کوئی شک وشبہ ہماری عبادت میں پیدا نہ ہو، خواہ خطبہ مختصر ہی کیوں نہ ہو بلکہ خطبہ مختصر ہی ہونا چاہئے کیونکہ احادیث کی کتابوں میں حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات مختصر خطبہ دینے کی ہیں اور آپ ﷺ خود بھی عمومی طور پر زیادہ لمبا خطبہ نہیں دیا کرتے تھے۔ ہاں اذانِ خطبہ سے قبل یا نماز جمعہ کے بعد خطبہ کا ترجمہ مخاطبین کی زبان میں تحریری یا تقریری شکل میں پیش کر دیا جائے تا کہ خطبہ کا دوسرا مقصد وعظ ونصیحت بھی مکمل ہو جائے۔

نمازِ تراویح کی ۲۰ رکعات سنت

نبی اکرم ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ نمازِ تراویح فرض نہیں بلکہ سنت ہے۔ البتہ ۱۴۰۰ سال سے جاری عمل کے خلاف بعض حضرات ۲۰ رکعات نمازِ تراویح کو بدعت یا خلاف سنت قرار دینے میں ہر سال رمضان اور رمضان سے قبل اپنی صلاحیتوں کا بیشتر حصہ صرف کرتے ہیں جس سے امت مسلمہ کے عام طبقہ میں انتشار ہی پیدا ہوتا ہے، حالانکہ اگر کوئی شخص ۸ کی جگہ ۲۰ رکعات پڑھ رہا ہے تو یہ اس کے لئے بہتر ہی تو ہے کیونکہ قرآن وحدیث کی روشنی میں ساری امت مسلمہ متفق ہے کہ رمضان کی راتوں میں زیادہ سے زیادہ عبادت کرنی چاہئے، نیز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت سے امت مسلمہ جماعت کے ساتھ ۲۰ ہی رکعات تراویح پڑھتی آئی ہے، حرمین (مسجد حرام اور مسجد نبوی) میں آج تک کبھی بھی ۸ رکعات تراویح نہیں پڑھی گئیں۔

اس موضوع سے متعلق احادیث کا جتنا بھی ذخیرہ موجود ہے، کسی بھی ایک صحیح، معتبر، اور غیر قابل نقد وجرح حدیث میں نبی اکرم ﷺ سے تراویح کی تعداد رکعات کا واضح ثبوت نہیں ملتا ہے، اگرچہ بعض احادیث میں جن کی سند میں یقیناً کچھ ضعف موجود ہے ۲۰ رکعات کا ذکر ملتا ہے۔ علامہ ابن تیمیہ ؒ نے تحریر کیا ہے کہ جس شخص کا یہ خیال ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے تراویح کی کوئی تعداد مقرر کی ہے جس میں کمی بیشی نہیں ہوسکتی تو وہ غلطی پر ہے۔ (فتاوی ابن تیمیہ ج ۲ ص ۴۰۱) اسی طرح علامہ شوکانی ؒ نے تحریر کیا ہے کہ مسئلہ تراویح کی تمام روایات میں نماز تراویح کا باجماعت یا تنہا پڑھنا تو ثابت ہے لیکن خاص کر تراویح کی تعداد اور اس میں قراءت کی تعیین نبی اکرم ﷺ سے منقول نہیں ہے۔ (نیل الاوطار ج ۳ ص ۶۴) میں نے اِن دو شخصیات کا ذکر اس لئے کیا ہے کیونکہ ۸ رکعات تراویح کا موقف اختیار کرنے والے حضرات اِن دو شخصیات کی رائے کو حرف آخر تسلیم کرتے ہیں۔

خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر

جماعت کے ساتھ پڑھنے کا اہتمام ہوا جیسا کہ محدثین، فقہاء، مؤرخین اور علماء کرام نے تسلیم کیا ہے۔
علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سب صحابہ کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت میں جمع کیا تو وہ بیس رکعات تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔ حضرت عمر فاروق ان خلفاء راشدین میں سے ہیں جن کی بابت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرو اور اسی کو ڈاڑھوں کے ساتھ مضبوطی سے پکڑے رکھو۔ علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ڈاڑھوں کا ذکر اس لئے کیا کہ ڈاڑھوں کی گرفت مضبوط ہوتی ہے، لہذا حضرت عمر فاروق ؓ کا یہ اقدام عین سنت ہے۔ (فتاوی ابن تیمیہ ج ۲ ص ۴۰۱)
(فتاوی ابن تیمیہ ج ۲۲ ص ۴۳۴)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات ۵۷ یا ۵۸ ہجری میں ہوئی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ۱۵ ہجری میں تراویح کی جماعت حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت میں باقاعدہ شروع فرمائی، اگر بیس رکعات تراویح کا عمل بدعت ہوتا تو ۴۲ سال کے طویل عرصہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا آٹھ رکعات والی حدیث کو بیس رکعات پڑھنے والوں کے خلاف پیش کرنا ثابت ہوتا، حالانکہ ایسا نہیں ہوا، بلکہ سعودی عرب کے نامور عالم، مسجد نبوی کے مشہور مدرس اور مدینہ منورہ کے (سابق) قاضی الشیخ عطیہ محمد سالمؒ (متوفی ۱۹۹۹) نے نماز تراویح کی چودہ سو سالہ تاریخ پر عربی زبان میں ایک مستقل کتاب لکھی ہے جسمیں ثابت کیا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت سے آج تک حرمین (مسجد حرام اور مسجد نبوی) میں کبھی بھی ۲۰ سے کم تراویح نہیں پڑھی گئیں۔

تراویح کے معنی:

بخاری شریف کی مشہور و معروف شرح لکھنے والے حافظ ابن حجر العسقلانیؒ نے تحریر کیا ہے کہ تراویح ترویحہ کی جمع ہے اور ترویحہ کے معنی ایک دفعہ آرام کرنا ہے، جیسے تسلیمہ کے معنی ایک دفعہ سلام پھیرنا۔

رمضان المبارک کی راتوں میں نمازِ عشاء کے بعد باجماعت نماز کو تراویح کہا جاتا ہے، کیونکہ صحابۂ کرام کا اتفاق اس امر پر ہوگیا کہ ہر دو سلاموں (یعنی چار رکعات) کے بعد کچھ دیر آرام فرماتے تھے۔ (فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب صلاۃ التراویح)

نماز تراویح کی فضیلت:

☆ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص رمضان (کی راتوں) میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے (عبادت کے لئے) کھڑا ہو، اس کے پچھلے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم) ثواب کی امید رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ شہرت اور دکھاوے کے لئے نہیں بلکہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے عبادت کی جائے۔

نماز تراویح کی تعدادِ رکعت:

تراویح کی تعدادِ رکعت کے سلسلہ میں علماء کرام کے درمیان اختلاف ہے۔ تراویح پڑھنے کی اگرچہ بہت فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہے، لیکن فرض نہ ہونے کی وجہ سے تراویح کی تعدادِ رکعت میں یقیناً گنجائش ہے۔ جمہور محدثین، فقہاء وعلماء کرام کی رائے ہے کہ تراویح ۲۰ رکعات پڑھنی چاہئیں۔ تراویح کی تعدادِ رکعت میں علماء کرام کے درمیان اختلاف کی اصل بنیاد یہ ہے کہ تراویح اور تہجد ایک نماز ہے یا دو الگ الگ نمازیں۔ جمہور محدثین، فقہاء وعلماء کرام نے اِن دونوں نمازوں کو الگ الگ نماز قرار دیا ہے، اُن کے نقطۂ نظر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کا تعلق تہجد کی نماز سے ہے، جس میں انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان اور رمضان کے علاوہ گیارہ رکعات سے زائد نماز نہیں پڑھتے تھے۔ جس کے انہوں نے مختلف دلائل دئے ہیں، جن میں سے بعض یہ ہیں:

۱) امام بخاریؒ نے اپنی مشہور کتاب (بخاری) میں نمازِ تہجد کا ذکر (کتاب التهجد) میں جبکہ نماز تراویح کو (کتاب صلاة التراويح) میں ذکر کیا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا کہ دونوں نمازیں

الگ الگ ہیں جیسا کہ جمہور علماء اور ائمہ اربعہ نے فرمایا ہے، اگر دونوں ایک ہی نماز ہوتی تو امام بخاریؒ کو دو الگ الگ باب باندھنے کی کیوں ضرورت محسوس ہوتی۔ حضرت عائشہؓ والی حدیث کتاب التہجد میں ذکر فرما کر امام بخاریؒ نے ثابت کر دیا کہ اس حدیث کا تعلق تہجد کی نماز سے ہے۔

۲) تراویح صرف رمضان میں پڑھی جاتی ہے، اور اِس حدیث میں ایسی نماز کا ذکر ہے جو رمضان کے علاوہ بھی پڑھی جاتی ہے۔

۳) اگر حضرت عائشہؓ کے فرمان کا تعلق تراویح کی نماز سے ہے تو حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے میں جب باضابطہ جماعت کے ساتھ ۲۰ رکعات تراویح کا اہتمام ہوا تو کسی بھی صحابی نے اِس پر کوئی تنقید کیوں نہیں کی؟ (دنیا کی کسی کتاب میں، کسی زبان میں بھی، کسی ایک صحابی کا حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے میں ۲۰ رکعات تراویح کے شروع ہونے پر کوئی اعتراض مذکور نہیں ہے)۔ اگر ایسی واضح حدیث تراویح کی تعداد کے متعلق ہوتی تو حضرت عمر فاروقؓ اور صحابہ کرام کو کیسے ہمت ہوتی کہ وہ ۸ رکعات تراویح کی جگہ ۲۰ رکعات تراویح شروع کر دیتے۔ صحابہ کرام تو ایک ذرا سی چیز میں بھی آپ ﷺ کی تعلیمات کی مخالفت برداشت نہیں کرتے تھے اور نبی اکرم ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنے کا جذبہ یقیناً صحابۂ کرام میں ہم سے بہت زیادہ تھا۔ بلکہ ہم (یعنی آج کے مسلمان) صحابہ کی سنتوں پر عمل کرنے کے جذبہ سے اپنا کوئی مقارنہ بھی نہیں کر سکتے۔ نیز نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ہم خلفاء راشدین کی سنتوں کو بھی مضبوطی سے پکڑ لیں۔ (ابن ماجہ)

۴) اگر اس حدیث کا تعلق واقعی تراویح کی نماز سے ہے (اور تہجد و تراویح ایک نماز ہے) تو رمضان کے آخری عشرہ میں نمازِ تراویح پڑھنے کے بعد تہجد کی نماز کیوں پڑھی جاتی ہے؟

۵) اس حدیث کا تعلق تہجد کی نماز سے ہے جیسا کہ محدثین نے اس حدیث کو تہجد کے باب میں نقل کیا ہے نہ کہ تراویح کے باب میں۔ (ملاحظہ ہو: مسلم ج ا ص ۱۵۴، ابوداود ج ا ص ۱۹۶، ترمذی ج ا ص ۵۸،

نسائی ج ا ص ۱۵۴، موطا امام مالک ص ۴۲)

علامہ شمس الدین کرمانیؒ (شارح بخاری) تحریر فرماتے ہیں کہ یہ حدیث تہجد کے بارے میں ہے اور حضرت ابوسلمہؓ کا مذکورہ بالا سوال اور حضرت عائشہؓ کا جواب تہجد کے متعلق تھا۔ (الکوکب الدراری شرح صحیح البخاری ج ا ص ۱۵۵۔۱۵۶)

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ گیارہ رکعات (وتر کے ساتھ) پڑھتے تھے وہ تہجد کی نماز تھی۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ تحریر فرماتے ہیں کہ یہ حدیث تہجد کی نماز پر محمول ہے جو رمضان اور غیر رمضان میں برابر تھی۔ (مجموعہ فتاوی عزیزی ص ۱۲۵)

نمازِ تراویح نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں:

☆ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (رمضان کی) ایک رات مسجد میں نماز تراویح پڑھی۔ لوگوں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر دوسری رات کی نماز میں شرکاء زیادہ ہوگئے، تیسری یا چوتھی رات آپ ﷺ نماز تراویح کے لئے مسجد میں تشریف نہ لائے اور صبح کو فرمایا کہ میں نے تمہارا شوق دیکھ لیا اور میں اس ڈر سے نہیں آیا کہ کہیں یہ نماز تم پر رمضان میں فرض نہ کر دی جائے۔ (مسلم۔ الترغیب فی صلاۃ التراویح)۔۔۔۔۔۔ اِن دو یا تین دن کی تراویح کی رکعت کے متعلق کوئی تعداد احادیث صحیحہ میں مذکور نہیں ہے۔

☆ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قیام رمضان کی ترغیب تو دیتے لیکن وجوب کا حکم نہیں دیتے۔ آپ ﷺ فرماتے کہ جو شخص رمضان کی راتوں میں نماز (تراویح) پڑھے اور وہ ایمان کے دوسرے تقاضوں کو بھی پورا کرے اور ثواب کی نیت سے یہ عمل کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ گناہ معاف فرمادیں گے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک یہی عمل رہا، دورِ صدیقی اور ابتداء عہد

فاروقی میں بھی یہی عمل رہا۔ (مسلم۔الترغیب فی صلاۃ التراویح)

صحیح مسلم کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کی حیات میں، حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے دورِ خلافت اور حضرت عمر فاروق ؓ کے ابتدائی دور خلافت میں نماز تراویح جماعت سے پڑھنے کا کوئی اہتمام نہیں تھا، صرف ترغیب دی جاتی تھی۔ البتہ حضرت عمر فاروق ؓ کے عہد خلافت میں یقیناً تبدیلی ہوئی ہے، اس تبدیلی کی وضاحت مضمون میں محدثین، فقہاء اور علماء کرام کی تحریروں کی روشنی میں آرہی ہے۔

☆ حضرت عائشہ ؓ کی روایت (جس میں انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان اور رمضان کے علاوہ گیارہ رکعات سے زائد نماز نہیں پڑھتے تھے) میں لفظِ تراویح کا ذکر نہیں ہے۔ لہذا اس حدیث کا تعلق تہجد کی نماز سے ہے کیونکہ محدثین نے اس حدیث کو تہجد کے باب میں نقل کیا ہے نہ کہ تراویح کے باب میں۔ (ملاحظہ ہو: مسلم ج ا ص ۱۵۴، ابوداود ج ا ص ۱۹۶، ترمذی ج ا ص ۵۸، نسائی ج ا ص ۱۵۴، موطا امام مالک ص ۴۲) اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان محدثین کے نزدیک یہ حدیث تہجد کی نماز سے متعلق ہے نہ کہ تراویح سے۔

امام محمد بن نصر مروزیؒ نے اپنے مشہور کتاب (قیام اللیل، ص ۹۱ اور ۹۲) میں قیام رمضان کا باب باندھ کر بہت سی حدیثیں اور روایتیں نقل فرمائی ہیں مگر مذکورہ بالا حدیثِ عائشہ نقل نہیں فرمائی، اس لئے کہ ان کے نزدیک یہ حدیث تراویح کے متعلق ہے ہی نہیں۔

علامہ ابن قیم ؒ نے اپنی مشہور و معروف کتاب (زاد المعاد ص ۸۶) میں قیام اللیل (تہجد) کے بیان میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔ علاوہ ازیں اس روایت کے متعلق حافظ حدیث امام قرطبیؒ کا یہ قول بھی نظر انداز نہیں کیا جانا چاہئے کہ بہت سے اہل علم حضرات اس روایت کو مضطرب مانتے ہیں۔ (عینی شرح بخاری ج ۷ ص ۱۸۷)

نمازِ تراویح خلفاء راشدین کے زمانے میں:

☆ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے عہد میں کتنی تراویح پڑھی جاتی تھیں، احادیث صحیحہ میں صحابۂ کرام کا کوئی واضح عمل مذکور نہیں ہے۔ گویا اس دور کا معمول حسب سابق رہا اور لوگ اپنے طور پر نماز تراویح پڑھتے رہے، غرضیکہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے عہد خلافت (یعنی دور رمضان) میں نماز تراویح باقاعدہ جماعت کے ساتھ ایک مرتبہ بھی ادا نہیں ہوئی۔

☆ حضرت عمر فاروق ؓ نے جب اپنے عہد خلافت میں لوگوں کو دیکھا کہ تنہا تنہا تراویح کی نماز پڑھ رہے ہیں تو حضرت عمر فاروق ؓ نے سب صحابہ کو حضرت ابی بن کعب ؓ کی امامت میں جمع کیا، اور عشاء کے فرائض کے بعد وتروں سے پہلے باجماعت ۲۰ رکعات نماز تراویح میں قرآن کریم مکمل کرنے کا باضابطہ سلسلہ شروع کیا۔ ملاحظہ ہو کہ حضرت عمر فاروق ؓ کے زمانے میں یہ سب کچھ شروع ہوا :

۱) پورے رمضان تراویح پڑھنا۔ (جس پر پوری امت کا عمل ہے)

۲) تراویح کا مستقل باجماعت پڑھنا۔ (جس پر پوری امت کا عمل ہے)

۳) رمضان میں وتر باجماعت پڑھنا۔ (جس پر پوری امت کا عمل ہے)

۴) بیس رکعات تراویح پڑھنا۔ تراویح کی کیفیت تو قابل قبول ہے لیکن تعداد تراویح محل نظر ؟

☆ حضرت عبدالرحمٰن قاریؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر فاروق ؓ کے ہمراہ رمضان میں مسجد میں گیا تو دیکھا کہ لوگ مختلف گروپوں میں علیحدہ علیحدہ نماز تراویح پڑھ رہے ہیں، کوئی اکیلا پڑھ رہا ہے اور کسی کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی شریک ہیں، اس پر حضرت عمر فاروق ؓ نے فرمایا کہ واللہ! میرا خیال ہے کہ اگر ان سب کو ایک امام کی اقتداء میں جمع کر دیا جائے تو بہت اچھا ہے اور سب کو حضرت ابی بن کعب ؓ کی اقتداء میں جمع کر دیا۔۔۔ حضرت عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ پھر جب ہم دوسری رات نکلے اور دیکھا

کہ سب لوگ ایک ہی امام کی اقتداء میں نماز تراویح ادا کر رہے ہیں تو حضرت عمر فاروق ؓ نے فرمایا کہ یہ بڑا اچھا طریقہ ہے اور مزید فرمایا کہ ابھی تم رات کے جس آخری حصہ میں سو جاتے ہو، وہ اس وقت سے بھی بہتر ہے جس کو تم نماز میں کھڑے ہو کر گزارتے ہو۔ (موطا امام مالکؒ، باب ماجاء فی قیام رمضان)

☆ حضرت یزید بن رومانؒ فرماتے ہیں کہ لوگ (صحابہ کرام) حضرت عمر فاروق ؓ کے دور خلافت میں ۲۳ رکعات (۲۰ تراویح اور ۳ وتر) ادا فرماتے تھے۔ (موطا امام مالکؒ، باب ماجاء فی قیام رمضان، ص ۹۸)

☆ علامہ بیہقی ؒ نے کتاب المعرفہ میں نقل کیا ہے کہ حضرت سائب بن یزیدؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق ؓ کے دور حکومت میں ہم ۲۰ رکعات تراویح اور وتر پڑھا کرتے تھے۔ امام زیلعی ؒ نے اس حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ (نصب الرای ج ۲ ص ۱۵۴)

☆ حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق ؓ نے انہیں حکم دیا کہ رمضان کی راتوں میں نماز پڑھائیں۔ چنانچہ فرمایا کہ لوگ سارا دن روزہ رکھتے ہیں اور قراءت اچھی طرح نہیں کر سکتے۔ اگر آپ رات کو انہیں (نماز میں) قرآن سنائیں تو بہت اچھا ہوگا۔ پس حضرت ابی بن کعبؓ نے انہیں ۲۰ رکعتیں پڑھائیں۔ (مسند احمد بن منیع بحوالہ اتحاف الخیرہ المہرہ للبوصیری علی المطالب العالیہ ج ۲ ص ۴۲۴)

☆ موطا امام مالک میں یزید بن خصیفہؒ کے طریق سے سائب بن یزیدؓ کی روایت ہے کہ عہد فاروقی میں بیس رکعات تراویح تھیں۔ (فتح الباری لابن حجر ج ۴ ص ۳۲۱، نیل الاوطار للشوکانی ج ۲ ص ۵۱۴)

☆ حضرت محمد بن کعب القرظیؒ (جو جلیل القدر تابعی ہیں) فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت عمرؓ کے دور میں بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے۔ (قیام اللیل للمروزی ص ۱۵۷)

☆ حضرت یحیی بن سعیدؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعات تراویح پڑھائے۔ (مصنف بن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۸۵)

☆ حضرت حسنؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعبؓ کی امامت پر جمع فرمایا۔ وہ لوگوں کو بیس رکعات نماز تراویح پڑھاتے تھے۔ (ابوداود ج ۱ ص ۲۱۱، باب القنوت والوتر)

☆ حضرت سائب بن یزیدؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں تین رکعات (وتر) اور بیس رکعات (تراویح) پڑھی جاتی تھیں۔ (مصنف عبدالرزاق ج ۴ ص ۲۰۱، حدیث نمبر ۷۷۶۳)

☆ حضرت سائب بن یزیدؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے میں ہم ۲۰ رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے، اور قاری صاحب سو سو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے اور لمبے قیام کی وجہ سے حضرت عثمان غنیؓ کے دور میں لاٹھیوں کا سہارا لیتے تھے۔ (السنن الکبری للبیہقی ج ۲ ص ۴۹۶)

☆ حضرت ابوالحسناءؒ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان میں بیس رکعات تراویح پڑھائے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۸۵)

☆ حضرت ابوعبدالرحمٰن السلمیؒ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے رمضان میں قاریوں کو بلایا۔ پھر ان میں سے ایک قاری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات تراویح پڑھائے اور حضرت علیؓ خود انہیں وتر پڑھاتے تھے۔ (السنن الکبری للبیہقی ج ۲ ص ۴۹۶)

نماز تراویح سے متعلق صحابہ وتابعین کا عمل:

☆ حضرت اعمشؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا معمول بھی بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھنے کا تھا۔ (قیام اللیل للمروزی ص ۱۵۷)

☆ حضرت حسن بصریؒ حضرت عبدالعزیز بن رفیعؒ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعبؓ

رمضان میں لوگوں کو بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھاتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۸۵)

☆ حضرت عطا بن ابی رباحؒ (جلیل القدر تابعی، تقریباً ۲۰۰ صحابہ کرام کی زیارت کی ہے) فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں (صحابہ) کو بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھتے پایا ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۸۵)

☆ حضرت ابراہیم نخعیؒ (جلیل القدر تابعی، کوفہ کے مشہور و معروف مفتی) فرماتے ہیں کہ لوگ رمضان میں پانچ ترویحہ سے بیس رکعات پڑھتے تھے۔ (کتاب الآثار بروایت ابی یوسف ص ۴۱)

☆ حضرت شیتر بن شکلؒ (نامور تابعی، حضرت علیؓ کے شاگرد) لوگوں کو رمضان میں بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھاتے تھے۔ (السنن الکبری للبیہقی ج ۲ ص ۴۹۶)

☆ حضرت ابوالبختریؒ (اہل کوفہ میں اپنا علمی مقام رکھتے تھے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت ابوسعیدؓ کے شاگرد)۔ آپ کے بارے میں روایت ہے کہ آپ رمضان میں پانچ ترویحہ سے بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھاتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۸۵)

☆ حضرت سوید بن غفلہؒ (حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ وغیرہ صحابہ کی زیارت کی ہے)۔ آپ کے بارے میں ابوالخصیبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت سوید بن غفلہؒ رمضان میں پانچ ترویحہ سے بیس رکعات تراویح پڑھاتے تھے۔ (السنن الکبری للبیہقی ج ۲ ص ۴۹۶)

☆ حضرت ابن ابی ملیکہؒ (جلیل القدر تابعی، تقریباً تیس صحابہ کرام کی زیارت سے مشرف ہوئے) آپ کے متعلق حضرت نافع بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن ابی ملیکہؒ ہمیں رمضان میں بیس رکعات تراویح پڑھاتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۸۵)

نماز تراویح سے متعلق اکابرین امت کے اقوال:

امام ابو حنیفہؒ ۔ علامہ ابن رشدؒ لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کے ہاں قیام رمضان بیس رکعات ہے۔(بدایۃ المجتہد ج ا ص ۲۱۴)

امام فخر الدین قاضی خانؒ لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ ؒ فرماتے ہیں کہ رمضان میں ہر رات بیس یعنی پانچ ترویحہ وتر کے علاوہ پڑھنا سنت ہے۔ (فتاوی قاضی خان ج ا ص ۱۱۲)

علامہ علاء الدین کاسانی حنفیؒ لکھتے ہیں کہ صحیح قول جمہور علماء کا یہ ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت ابی بن کعبؓ کی امامت میں صحابہ کرام کو تراویح پڑھانے پر جمع فرمایا تو انہوں نے بیس رکعات تراویح پڑھائی اور صحابہ کی طرف سے اجماع تھا۔ (بدائع الصنائع)

امام مالکؒ: امام مالکؒ کے مشہور قول کے مطابق تراویح کی ۳۶ رکعات ہیں جبکہ ان کے ایک قول کے مطابق بیس رکعات سنت ہیں۔علامہ ابن رشد قرطبی مالکیؒ فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ نے ایک قول میں بیس رکعات تراویح کو پسند فرمایا ہے۔(بدایۃ المجتہد ج ا ص ۲۱۴) مسجد حرام میں تراویح کی ہر چار رکعات کے بعد ترویحہ کے طور پر مکہ کے لوگ ایک طواف کر لیا کرتے تھے، جس پر مدینہ منورہ والوں نے ہر ترویحہ پر چار چار رکعات نفل پڑھنی شروع کر دیں تو اس طرح امام مالکؒ کی ایک رائے میں ۳۶ رکعات (۲۰ رکعات تراویح اور ۱۶ رکعات نفل) ہو گئیں۔

امام شافعیؒ: امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے بیس رکعات تراویح پسند ہیں، مکہ مکرمہ میں بیس رکعات ہی پڑھتے ہیں۔(قیام اللیل ص ۱۵۹) ایک دوسرے مقام پر امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شہر مکہ مکرمہ میں لوگوں کو بیس رکعات نماز تراویح پڑھتے پایا ہے۔(ترمذی ج ا ص ۱۶۶)

علامہ نووی شافعیؒ لکھتے ہیں کہ تراویح کی رکعت کے متعلق ہمارا (شوافع) مسلک وتر کے علاوہ دس سلاموں کے ساتھ بیس رکعات کا ہے، اور بیس رکعات پانچ ترویحہ ہیں اور ایک ترویحہ چار رکعات کا

دوسلاموں کے ساتھ، یہی امام ابوحنیفہؒ اوران کے اصحاب اورامام احمد بن حنبلؒ اورامام داؤدظاہری کا مسلک ہےاورقاضی عیاضؒ نے بیس رکعات تراویح کو جمہورعلماء سے نقل کیا ہے۔(المجموع)

امام احمد بن حنبلؒ : فقہ حنبلی کے ممتاز ترجمان علامہ ابن قدامہؒ لکھتے ہیں: امام ابوعبد اللہ (احمد بن حنبلؒ) کا پسندیدہ قول بیس رکعات کا ہےاورحضرت سفیان ثوریؒ بھی یہی کہتے ہیں اور ان کی دلیل یہ ہے کہ جب حضرت عمر فاروقؓ نے صحابہ کرام کوحضرت ابی بن کعبؓ کی اقتداء میں جمع کیا تو وہ بیس رکعات پڑھتے تھے، نیز حضرت امام احمد ابن حنبلؒ کا استدلال حضرت یزید وعلیؓ کی روایات سے ہے۔ ابن قدامہؒ کہتے ہیں کہ یہ بمنزلہ اجماع کے ہے۔ نیز فرماتے ہیں کہ جس چیز پر حضوراکرم کے صحابہ عمل پیرارہے ہوں، وہی اتباع کے لائق ہے۔(المغنی لابن قدامہ ج۲ص۱۳۹، صلاۃ التراویح)

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ جمہوراہل علم کا مسلک وہی ہے جوحضرت علیؓ وحضرت عمرؓ اوردیگرصحابہ کرام سے منقول ہے کہ تراویح میں بیس رکعات ہیں، حضرت سفیان ثوریؒ، ابن مبارکؒ اورامام شافعیؒ کا بھی یہی مسلک ہےاورامام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اہل مکہ کوبیس رکعات پڑھتے دیکھا۔(ترمذی، ما جاء فی قیام شہر رمضان) امام ترمذیؒ نے اس موقع پرتحریرکیا ہے کہ بعض حضرات مدینہ منورہ میں ۴۱ رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے۔لیکن امام ترمذیؒ نے اہل مکہ یااہل مدینہ میں سے ۸تراویح پرکسی کا عمل نقل نہیں کیا۔

مسلم شریف کی سب سے مشہورومعروف شرح لکھنے والے علامہ نوویؒ جوریاض الصالحین کے مصنف بھی ہیں فرماتے ہیں کہ قیام رمضان سے مرادتراویح ہےاورتمام علماء متفق ہیں کہ یہ نماز اللہ تعالیٰ کو محبوب ہےالبتہ اس میں کچھ اختلاف ہے کہ گھر میں اکیلا پڑھنا بہتر ہے یامسجد میں باجماعت؟ توامام شافعیؒ، امام ابوحنیفہؒ، امام احمد بن حنبلؒ، بعض مالکی اوردیگرحضرات فرماتے ہیں کہ باجماعت پڑھنا بہتر

ہے چونکہ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرات صحابہ کرام نے ایسا ہی کیا اور اس پر مسلسل عمل جاری ہے حتی کہ یہ مسلمانوں کی ظاہری علامات میں سے ایک علامت ہے۔(شرح مسلم للنووی، ملخص: الترغیب فی قیام رمضان)

نیز علامہ نوویؒ فرماتے ہے کہ جان لو کہ نماز تراویح کے سنت ہونے پر تمام علماء کا اجماع ہے اور یہ بیس رکعات ہیں جن میں ہر دو رکعات کے بعد سلام پھیرا جاتا ہے۔(الاذکار ص ۸۳)

علامہ عینیؒ (بخاری شریف کی شرح لکھنے والے) تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ کے زمانہ میں تراویح کی بیس رکعات پڑھی جاتی تھیں۔(عینی ج ۷ ص ۱۷۸)

شیخ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ تراویح بیس رکعتیں ہیں جن کا طریقہ معروف ومشہور ہے اور یہ سنت مؤکدہ ہے۔ (احیاء العلوم ج ۱ ص ۱۳۲)

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ تراویح نبی اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے اور یہ بیس رکعات ہیں۔(غنیۃ الطالبین ص ۲۶۷، ۲۶۸)

مولانا قطب الدین خان محدث دہلویؒ فرماتے ہیں: اجماع ہوا صحابہ کا اس پر کہ تراویح کی بیس رکعات ہیں۔(مظاہر حق ج ۱ ص ۴۳۶)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپنی سب سے مشہور ومعروف کتاب (حجۃ اللہ البالغہ) میں تحریر کیا ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین کے زمانہ میں تراویح کی بیس رکعات مقرر ہوئی تھیں، چنانچہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام اور تابعین نے قیام رمضان میں تین چیزیں زیادہ کی ہیں:

۱) مسجدوں میں جمع ہونا کیونکہ اس سے عوام وخواص پر آسانی ہوتی ہے۔

۲) اس کو شروع رات میں ادا کرنا جبکہ اخیر رات میں پڑھنا زیادہ افضل ہے جیسا کہ حضرت عمر فاروقؓ نے اس طرف اشارہ فرمایا۔

۳) تراویح کی تعداد بیس رکعات۔ (حجۃ اللہ البالغہ ج۲ص ۶۷)

مشہور غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن خان مرحوم بھوپالی ؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت عمر فاروق ؓ کے دور میں جو طریقہ بیس رکعات پڑھانے کا ہوا، اس کو علماء نے اجماع کے مثل شمار کیا ہے۔ (عون الباری ج۴ص ۳۱۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی مکمل عبارت اور اس کا صحیح مفہوم:

عَنْ اَبِی سَلْمیٰ بنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَاَلَ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا کَیْفَ کَانَتْ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا کَانَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یَزِیْدُ فِیْ رَمَضَانَ وَلَا فِیْ غَیْرِهٖ عَلَی اِحْدٰی عَشَرَةَ رَکْعَةً یُصَلِّیْ اَرْبَعاً فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ اَرْبَعاً فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ ثَلاثاً. قَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ فَقَالَ: یَا عَائِشَةَ! اِنَّ عَیْنِیْ تَنَامَانِ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ..

(بخاری۔ کتاب التہجد)

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اکرم ﷺ کی رمضان میں نماز کی کیا کیفیت ہوا کرتی تھی؟ تو حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے۔ آپ ﷺ پہلے چار رکعات ادا کرتے تھے اور ان کی خوبی اور ان کی لمبائی کے بارے میں مت پوچھو (کہ وہ کتنی خوب اور کتنی لمبی ہوا کرتی تھیں) پھر آپ چار رکعات اسی طرح پڑھا کرتے تھے۔ پھر تین رکعات وتر پڑھا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ ؓ! میری آنکھیں سوتی ہیں، میرا دل نہیں سوتا۔

﴿وضاحت﴾ یاد رکھیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کا اصل تعلق تہجد کی نماز سے ہے اور تہجد اور تراویح دو الگ الگ نمازیں ہیں، یہی جمہور علماء کا مسلک ہے۔

اس حدیث میں حضور اکرم ﷺ کی نماز کی کیفیت بیان کی گئی کہ آپ ﷺ پہلے خوب لمبے قیام ورکوع وسجدہ والی چار رکعات ادا کرتے تھے پھر خوب لمبے قیام ورکوع وسجدہ والی چار رکعات ادا کرتے تھے، اور پھر تین رکعات وتر پڑھا کرتے تھے۔ حدیث کے الفاظ سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ سوال اور جواب کا اصل مقصد حضور اکرم ﷺ کی نماز کی کیفیت کو بیان کرنا ہے نہ کہ تعداد رکعت کو۔ بعض حضرات نے تہجد اور تراویح کی نماز کو ایک سمجھ کر حدیث میں وارد گیارہ میں سے آٹھ کے لفظ کو تراویح کے لئے لے لیا لیکن گیارہ رکعات پڑھنے کی کیفیت اور تین رکعات وتر کو نظر انداز کر دیا۔

اگر نمازِ تہجد اور نمازِ تراویح ایک ہی نماز ہے اور تراویح کے آٹھ رکعات ہونے کی یہی حدیث دلیل ہے تو چاہئے کہ اس حدیث کے تمام اجزاء پر عمل کیا جائے اور اس میں بیان کردہ پوری کیفیت کے ساتھ نماز تراویح ادا کی جائے یا کم از کم اس کے مسنون ہونے کو بیان کیا جائے۔ مگر اس حدیث سے صرف آٹھ کا لفظ تو لے لیا مگر آٹھ رکعات نماز کی کیفیت کو چھوڑ دیا کیونکہ اس میں لمبی لمبی چار چار رکعات پڑھنے کا ذکر ہے اور تین رکعات وتر کا ذکر ہے، نیز وتر کے لئے تین کے لفظ کو چھوڑ کر صرف ایک ہی رکعت وتر کو اپنی سہولت کے لئے اختیار کر لیا۔ اس حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ آٹھ رکعات پڑھنے کے بعد سو جاتے پھر وتر پڑھتے تھے، حالانکہ ماہِ رمضان میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت سے سارے حضرات نماز عشاء کے ساتھ تراویح پڑھنے کے فوراً بعد وتر جماعت کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ بخاری کی اس حدیث کے صرف آٹھ کے لفظ کو لے کر باقی تمام امور چھوڑنا یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پر عمل کرنا نہیں ہوا بلکہ اپنے اسلاف کے قرآن وحدیث فہمی پر قناعت کرنا ہے اور یہی تقلید ہے، حالانکہ بخاری میں ہی حضرت عائشہ ؓ کی دوسری حدیث ہے: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي

بِاللَّيْلِ ثَلاثَ عَشَرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ يُصَلِّيْ اِذَا سَمِعَ النِّدَا بِالصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ (باب ما يقرأ في ركعتي الفجر) یعنی اللہ کے رسول ﷺ تہجد کی نماز تیرہ رکعات پڑھتے تھے اور جب فجر کی اذان سنتے تو دو ہلکی رکعات ادا کرتے (یعنی فجر کی سنت)۔غور فرمائیں کہ گیارہ رکعات والی حدیث بھی بخاری میں ہے اور تیرہ رکعات والی حدیث بھی بخاری میں اور دونوں حدیثیں حضرت عائشہؓ سے ہی مروی ہیں تو سمجھ میں نہیں آتا کہ گیارہ رکعات والی حدیث میں سے لفظ آٹھ کو تو لے لیا اور تیرہ رکعات والی حدیث کو بالکل ہی چھوڑ دیا، حالانکہ تیرہ رکعات والی حدیث میں کان کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جو عربی زبان میں ماضی استمرار کے لئے ہے یعنی آپ ﷺ کا تیرہ رکعات پڑھنے کا معمول تھا۔نمازِ تہجد اور نماز تراویح کو ایک کہنے والے حضرات قرآن وحدیث کی روشنی میں دونوں احادیث میں تطبیق دینے سے قاصر ہیں۔ جب پوچھا جاتا ہے کہ حضرت عائشہؓ کی آٹھ رکعات والی حدیث میں تو چار چار رکعات پڑھنے کا تذکرہ ہے لیکن عمل دو دو رکعات پڑھنے کا ہے تو جواب میں دوسری حدیث کا حوالہ دیا جاتا ہے جس میں نماز تہجد کو دو دو رکعات پڑھنے کا تذکرہ ہے، اور وہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث ہے جو بخاری ہی (کتاب الوتر) میں ہے: ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَوْتَرَ. حضور اکرم ﷺ نے وضو وغیرہ سے فارغ ہو کر نماز تہجد پہلے دو رکعات ادا کی، پھر دو رکعات ادا کی، پھر دو رکعات ادا کی، پھر دو رکعات ادا کی، پھر دو رکعات ادا کی، پھر دو رکعات ادا کی، پھر وتر پڑھے۔ بخاری کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ نمازِ وتر کے علاوہ دو دو رکعات کر کے تہجد کی کل بارہ رکعتیں ادا فرماتے۔آٹھ رکعات تراویح کا موقف رکھنے والے حضرات کے نزدیک تراویح اور تہجد ایک ہی نماز ہے تو ان احادیث میں تطبیق کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔غرضیکہ حضرت عائشہؓ کی پہلی حدیث سے آٹھ کا لفظ لیا اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی اس حدیث سے دو دو رکعات پڑھنے کو لیا تو نہ تو حضرت عائشہؓ

کی حدیث پر عمل ہوا اور نہ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کی حدیث پر عمل ہوا بلکہ اپنے اسلاف کی تقلید ہوئی، حالانکہ یہ تینوں احادیث صحیح بخاری کی ہی ہیں۔ معلوم ہوا کہ نمازِ تراویح اور نمازِ تہجد کو ایک قرار دینا ہی غلط ہے کیونکہ اس کا ثبوت دلائل شرعیہ سے نہیں دیا جاسکتا ہے۔ چاروں ائمہ میں سے کوئی بھی دونوں نمازوں کو ایک قرار دینے کا قائل نہیں ہے۔ امام بخاریؒ تو تراویح کے بعد تہجد بھی پڑھا کرتے تھے، امام بخاریؒ تراویح باجماعت پڑھا کرتے تھے اور ہر رکعت میں بیس آیتیں پڑھا کرتے تھے اور پورے رمضان میں تراویح میں صرف ایک ختم کرتے تھے، جب کہ تہجد کی نماز امام بخاریؒ تنہا پڑھا کرتے تھے اور تہجد میں ہر تین رات میں ایک قرآن کریم ختم کیا کرتے تھے۔ (امام بخاریؒ کے اس عمل کی تفصیلات پڑھنے کے لئے صحیح بخاری کی سب سے مشہور و معروف شرح "فتح الباری" کے مقدمہ کا مطالعہ فرمائیں)۔

بس بات صحیح یہی ہے کہ نماز تراویح اور نماز تہجد دو الگ الگ نمازیں ہیں، تہجد کی نماز تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے متعین ہوئی ہے، سورۃ المزمل کی ابتدائی آیات (یَاایُّھَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلا .....) پڑھ لیں۔ جبکہ تراویح کا عمل حضور اکرم ﷺ کے فرمان سے مشروع ہوا ہے جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: سَنَنْتُ لَهٗ قِيَامَهٗ (نسائی، ابن ماجہ) تراویح کا عمل میں نے مسنون قرار دیا ہے۔ حضرت عمر فاروق ؓ کے عہد میں جماعت کے ساتھ بیس رکعات کا باقاعدہ اہتمام کے ساتھ شروع ہونا روز روشن کی طرح واضح ہے، جیسا کہ محدثین وعلماء کرام کے اقوال حوالوں کے ساتھ اوپر تحریر کئے جاچکے ہیں۔ لہذا اس حقیقت کا انکار کرنا صرف اور صرف ہٹ دھرمی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث کا تعلق تہجد کی نماز سے ہے جو آپ ﷺ کبھی کم کبھی زیادہ پڑھا کرتے تھے۔

ایک شبہ کا ازالہ:

بعض حضرات نے (ابن خزیمہ وابن حبان) میں وارد حضرت جابرؓ کی روایت سے ثابت کیا ہے کہ

آپ ﷺ نے رمضان میں آٹھ رکعات تراویح پڑھیں۔ حالانکہ یہ روایت اس قدر ضعیف ومنکر ہے کہ اس سے استدلال نہیں کیا جاسکتا ہے کیونکہ اس میں ایک راوی عیسیٰ بن جاریہ ہے جس کی بابت محدثین نے تحریر کیا ہے کہ اس کے پاس منکر روایات ہیں، جیسا کہ ۸ رکعات تراویح کا موقف رکھنے والے حضرات نے دوسرے مسائل میں اس طرح کے راویوں کی روایات کو تسلیم کرنے سے منع کیا ہے۔ اس نوعیت کی متعدد احادیث ہمارے پاس بھی موجود ہیں جس میں مذکور ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے بیس رکعات تراویح پڑھیں: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ بیشک نبی اکرم ﷺ ماہِ رمضان میں بلاجماعت بیس رکعات اور وتر پڑھتے تھے۔ (بیہقی، ج ا ص ۴۹۶، اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں، ابن عدی نے مسند میں اور علامہ بغوی نے مجمع صحابہ میں ذکر کیا ہے) (زجاجۃ المصابیح)۔۔۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے امام رافعی کے واسطہ سے نقل کیا ہے کہ حضور اکرم نے لوگوں کو بیس رکعات دوراتیں پڑھائیں پھر تیسری رات کو لوگ جمع ہوگئے، مگر آپ باہر تشریف نہیں لائے۔ پھر صبح کو فرمایا کہ مجھے اندیشہ تھا کہ یہ تمہارے اوپر فرض نہ ہوجائے اور تم اس کو ادا نہ کرسکو، اس لئے باہر نہیں آیا۔

دوسرے شبہ کا ازالہ:

بعض حضرات نے ایک روایت کی بنیاد پر تحریر کیا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے گیارہ رکعات تراویح کا حکم دیا تھا، حالانکہ یہ حدیث تین طرح سے منقول ہے اور حدیث کی سند میں شدید ضعف بھی ہے۔۔۔ نیز حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں بیس رکعات تراویح پڑھی گئیں، یہ بات سورج کی روشنی کی طرح محدثین واکابرین امت نے تسلیم کی ہے، جیسا کہ محدثین وعلماء کرام کے اقوال حوالوں کے ساتھ اوپر تحریر کئے جاچکے ہیں۔ لہذا اس حقیقت کا انکار کرنا صرف ہٹ دھرمی ہے۔ امام ترمذیؒ، امام غزالیؒ، علامہ نوویؒ، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، علامہ ابن قدامہؒ، علامہ ابن تیمیہؒ اور مشہور غیر مقلد عالم نواب

صدیق حسن خان مرحوم پھوپالیؒ نے بھی وضاحت کے ساتھ اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے۔ مشہور غیر مقلد عالم مفتی محمد حسین بٹالویؒ نے جب پہلی دفعہ ۱۲۸۴ھ میں باضابطہ طور پر فتوی جاری کیا کہ آٹھ رکعات تراویح سنت اور بیس رکعات بدعت ہے تو اس انوکھے فتوے کی ہر طرف سے مخالفت کی گئی۔ مشہور غیر مقلد بزرگ عالم مولانا غلام رسولؒ صاحب نے خود اس فتویٰ کی سخت کلمات میں مذمت کی، اور اس کو سینہ زوری قرار دیا۔ (رسالہ تراویح ص ۲۸، ۵۶)

تیسرے شبہ کا ازالہ:

کچھ حضرات کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کے اقوال میں اگر کوئی تضاد ہو تو صحابہ کے اقوال کو چھوڑ کر نبی اکرم ﷺ کے قول کو لیا جائے گا۔ اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔ اگر کوئی اِس میں شک بھی کرے، تو اُسے اپنے ایمان کی تجدید کرنی ہوگی۔ لیکن یہاں کوئی تضاد نہیں ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے اقوال وافعال میں کہیں بھی تراویح کی کوئی تعداد مذکور نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی سنتوں سے صحابہ کرام کو ہم سے زیادہ محبت تھی۔ اور دین میں نئی بات پیدا کرنے سے صحابہ کرام ہم سے زیادہ ڈرنے والے تھے۔

خصوصی توجہ:

سعودی عرب کے نامور عالم، مسجد نبوی کے مشہور مدرس اور مدینہ منورہ کے (سابق) قاضی الشیخ عطیہ محمد سالمؒ (متوفی ۱۹۹۹) نے نماز تراویح کی چودہ سو سالہ تاریخ پر عربی زبان میں ایک مستقل کتاب (التراویح اکثر من الف عام فی المسجد النبوی) لکھی ہے۔ کتاب کے مقدمہ میں تصنیف کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مسجد نبوی میں نماز تراویح ہو رہی ہوتی ہے تو بعض لوگ آٹھ رکعات پڑھ کر ہی رک جاتے ہیں، ان کا یہ گمان ہے کہ آٹھ رکعات تراویح پڑھنا بہتر ہے اور اس سے زیادہ جائز نہیں ہے، اس طرح یہ لوگ مسجد نبوی میں بقیہ تراویح کے ثواب سے محروم رہتے ہیں۔ ان کی

اس محرومی کو دیکھ کر بہت افسوس ہوتا ہے، لہذا میں یہ کتاب لکھ رہا ہوں تا کہ ان لوگوں کے شک وشبہات ختم ہوں اور ان کو بیس رکعات تراویح پڑھنے کی توفیق ہو جائے۔۔۔۔ اس کتاب میں ۱۴۰۰ سالہ تاریخ پر مدلل بحث کرنے کے بعد شیخ عطیہ محمد سالمؒ لکھتے ہیں: اس تفصیلی تجزیہ کے بعد ہم اپنے قراء سے اولاً تو یہ پوچھنا چاہیں گے کہ کیا ایک ہزار سال سے زائد اس طویل عرصہ میں کسی ایک موقع پر بھی یہ ثابت ہے کہ مسجد نبوی میں مستقل آٹھ تراویح پڑھی جاتی تھیں؟ یا چلیں بیس سے کم تراویح پڑھنا ہی ثابت ہو؟ بلکہ ثابت تو یہ ہے کہ پورے چودہ سو سالہ دور میں بیس یا اس سے زائد ہی پڑھی جاتی تھیں۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا کسی صحابی یا ماضی کے کسی ایک عالم نے بھی یہ فتویٰ دیا کہ ۸ سے زائد تراویح جائز نہیں ہیں اور اس نے حضرت عائشہؓ کی حدیث کو اس فتوے کی بنیاد بنایا ہو؟

خلاصۂ کلام:

تراویح فرض نہیں ہے، لیکن ۲۰ رکعات پڑھنے میں احتیاط ہے کہ ۸ رکعات ۲۰ رکعات میں داخل ہیں، اور رمضان کی راتوں میں عبادت کرنے کی خاص فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہے۔ نیز مذکورہ بالا احادیث، متفق علیہ محدثین اور معتبر علماء کے اقوال کی روشنی میں ۲۰ رکعات تراویح کا موقف ہی زیادہ مضبوط معلوم ہوتا ہے۔

نمازِ عیدین

دونوں عیدوں میں طلوعِ آفتاب کے کچھ بعد اور زوال سے پہلے بغیر اذان واقامت کے زائد تکبیروں کے ساتھ دو رکعت نماز باجماعت ادا کی جاتی ہے، اور اس کے بعد امام دو خطبے دیتا ہے، جس کا سننا ضروری ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ الْمَدِیْنَۃَ وَلَھُمْ یَوْمَانِ یَلْعَبُوْنَ فِیْھِمَا فَقَالَ: مَا ھٰذَانِ الْیَوْمَانِ؟ قَالُوْا کُنَّا نَلْعَبُ فِیْھِمَا فِی الْجَاھِلِیَّۃِ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَبْدَلَکُمْ بِھِمَا خَیْراً مِنْھُمَا یَوْمَ الْاَضْحٰی وَیَوْمَ الْفِطْرِ (ابوداود ۔ باب صلاۃ العیدین)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے (تو دیکھا کہ) اہل مدینہ نے دو دن کھیل تماشے کے لئے خاص کر رکھے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ دونوں کی حقیقت کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ زمانہء جاہلیت سے ہم نے اِن دِنوں کو کھیل تماشے کے لئے مختص کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اب اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان دِنوں کے بجائے دو بہتر دن عطا فرمائے ہیں: عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر۔

عیدالفطر کی ۲ رکعت نماز میں ٦ زائد تکبیریں:

☆ عیدالفطر کے دن جماعت کے ساتھ دو رکعت کا بطور شکریہ ادا کرنا واجب ہے۔

☆ عیدالفطر کی نماز کا وقت طلوعِ آفتاب کے بعد سے شروع ہوجاتا ہے۔

☆ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی نماز میں زائد تکبیریں بھی کہی جاتی ہیں جنکی تعداد میں فقہاء میں اختلاف

ہے، البتہ زائد تکبیروں کے کم یا زیادہ ہونے کی صورت میں امتِ مسلمہ نماز کے صحیح ہونے پر متفق ہے۔ ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے مشہور فقیہ ومحدث حضرت امام ابوحنیفہؒ نے ۶ زائد تکبیروں کے قول کو اختیار کیا ہے۔

☆ حضرت سعید بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اور حضرت حذیفہ بن الیمانؓ سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر میں کتنی تکبیریں کہتے تھے؟ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے جواب دیا: چار تکبیریں کہتے تھے جنازہ کی تکبیروں کی طرح۔ حضرت حذیفہؓ نے (حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی تصدیق کرتے ہوئے) کہا کہ انہوں نے سچ کہا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے بتایا کہ جب میں بصرہ میں گورنر تھا تو وہاں بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ (سنن ابی داود. باب التکبیر فی العیدین، السنن الکبری للبیهقی .باب فی ذکر الخبر الذی قد روی فی التکبیر اربعاً)

☆ احادیث کی متعدد کتابوں میں جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے عیدین کی چار تکبیریں (پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے ساتھ اور دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر کے ساتھ) منقول ہے۔ یاد رکھیں کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کے خصوصی شاگرد ہیں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ ہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرآن وحدیث فہمی کے حقیقی وارث بنے۔

☆ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد تکبیراتِ جنازہ کی تعداد میں اختلاف ہوا۔ حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں حضرات صحابۂ کرام نے باہمی غور وخوض کے بعد اس امر پر اتفاق کیا کہ جنازہ کی بھی چار تکبیریں ہیں نماز عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر کی چار تکبیروں کی طرح (پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے ساتھ اور دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر کے ساتھ)۔ (طحاوی .

التکبیر علی الجنائز کم ھو؟)

غرضیکہ عہد فاروقی میں اختلافی مسئلہ " تکبیراتِ جنازہ" کو طے شدہ مسئلہ " تکبیراتِ عید" کے مشابہ قرار دے کر چار کی تعیین کر دی گئی۔

﴿وضاحت﴾ امام طحاوی حنفیؒ (۲۲۹ھ۔۳۲۱ھ) بہت مشہور و معروف محدث و فقیہ گزرے ہیں جنہوں نے عقیدہ پر ایک ایسی کتاب " العقیدۃ الطحاویۃ " تحریر فرمائی ہے جو عرب و عجم میں بہت زیادہ مقبول ہے، بلکہ کہا جاتا ہے کہ اس سے بہتر کتاب عقیدہ کے موضوع پر تصنیف نہیں کی گئی۔ عرب ممالک کی متعدد یونیورسٹیوں اور علمی اداروں کے نصاب میں داخل ہے۔

☆☆☆ عید کی نماز کے بعد امام کا خطبہ پڑھنا سنت ہے، خطبہ شروع ہو جائے تو خاموش بیٹھ کر اُس کا سننا واجب ہے۔ جو لوگ خطبہ کے دوران بات چیت کرتے رہتے ہیں یا خطبہ چھوڑ کر چلے جاتے ہیں وہ غلط کرتے ہیں۔

نمازِ حاجت (صلاة الحاجة)

زندگی میں اگر کوئی مشکل یا پریشانی سامنے آئے تو ہر ایمان والے کو چاہئے کہ وہ اس پر صبر کرے اور اللہ کی ذاتِ عالی کی طرف رجوع کرے۔ اسی سے مدد چاہے اور اسی سے سوال کرے کیونکہ صرف وہی مشکل کشا، حاجت روا اور بگڑی بنانے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اپنی دنیاوی اور اخروی ضرورت کو مانگنے کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نماز اطمینان، سکون اور خشوع وخضوع سے پڑھ کر خوب عاجزی وزاری کے ساتھ اللہ جل شانہ سے دعا کرے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ اِلَى اللّٰهِ اَوْ اِلَى اَحَدٍ مِّنْ بَنِیْ آدَمَ فَلْيَتَوَضَّأْ فَلْيُحْسِنِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ لِيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ لِيُثْنِ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَلْيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ثُمَّ لِيَقُلْ: لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَ عَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْباً اِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمّاً اِلَّا فَرَّجْتَهُ وَلَا حَاجَةً هِیَ لَكَ رِضاً اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ (الترمذی ۔ ما جاء فی صلاة الحاجة، وابن ماجة ۔ ما جاء فی صلاة الحاجة)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو اللہ تعالیٰ سے یا کسی آدمی سے کوئی حاجت ہو تو وہ اچھی طرح وضو کرے، پھر دو رکعت نماز ادا کرے، پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرے، رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجے اور یہ دعا پڑھے (ترجمہ): اللہ کے سوا

کوئی معبود نہیں، وہ بہت بردبار اور نہایت کرم کرنے والا ہے، (ہر عیب سے) پاک اور عرشِ عظیم کا مالک ہے، تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کو پیدا کرنے والا ہے۔ (یا اللہ!) میں تجھ سے تیری رحمت کے اسباب اور تیری بخشش کے وسائل، نیز ہر نیکی سے حصہ پانے اور ہر گناہ سے محفوظ رہنے کا سوال کرتا ہوں۔ یا ارحم الراحمین! میرے تمام گناہ معاف فرما دیجئے، میری ساری پریشانیاں دور کر دیجئے، اور میری تمام ضرورتیں جو تیری پسندیدہ ہوں پوری فرما دیجئے۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عنه اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: مَنْ تَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ یُتِمُّھُمَا اَعْطَاہُ اللّٰہُ مَا سَأَلَ مُعَجِّلًا اَوْ مُؤَجِّلًا (رواہ احمد فی مسند ۔ ج6/ صفحة 442)

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر خشوع و خضوع سے دو رکعت نماز پڑھی، اللہ تعالیٰ اس کے سوال کو پورا کرے گا، جلد یا دیر سے۔ (جیسے چاہے)۔

نماز اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرنے اور اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کو مانگنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں ارشاد فرماتا ہے: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اسْتَعِیْنُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ (سورۃ البقرہ ۱۵۳) اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعہ مدد چاہو۔ وَاسْتَعِیْنُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ (سورۃ البقرۃ ۴۵) صبر اور نماز کے ذریعہ مدد طلب کرو۔۔۔۔۔۔ وَقَالَ اللّٰہُ اِنِّی مَعَکُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوۃَ (سورۃ المائدۃ ۱۲) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز قائم رکھو۔

لہذا جب بھی کوئی پریشانی یا مصیبت سامنے آئے تو ہمیں چاہئے کہ صبر کریں اور نماز کا خاص اہتمام کر کے اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کریں۔ حضور اکرم ﷺ بھی ہر پریشانی کے وقت نماز کی طرف متوجہ ہوتے تھے جیسا کہ حدیث میں ہے: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کو جب بھی کوئی اہم معاملہ پیش آتا، آپ ﷺ فوراً نماز کا اہتمام فرماتے۔ (ابوداود و مسند احمد)

نبی اکرم ﷺ پانچ فرض نمازوں کے علاوہ نماز تہجد، نماز اشراق، نماز چاشت، تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد کا بھی اہتمام فرماتے۔ اور پھر خاص خاص مواقع پر اپنے رب کے حضور توبہ و استغفار کے لئے نماز ہی کو ذریعہ بناتے۔ سورج گرہن یا چاند گرہن ہوتا تو مسجد تشریف لے جاتے۔ تیز ہوا بھی چلتی تو مسجد تشریف لے جا کر نماز میں مشغول ہو جاتے۔ فاقہ کی نوبت آتی یا کوئی دوسری پریشانی یا تکلیف پہنچتی تو مسجد تشریف لے جاتے۔ سفر سے واپسی ہوتی تو پہلے مسجد تشریف لے جا کر نماز ادا کرتے۔ اس لئے ہمیں بھی چاہئے کہ نمازوں کا خاص اہتمام کریں۔ اور اگر کوئی پریشانی یا مصیبت آئے تو نماز ادا کر کے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے اپنی دنیاوی اور اخروی ضرورت کو مانگنے کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نماز اطمینان، سکون اور خشوع وخضوع سے پڑھ کر خوب عاجزی وانکساری کے ساتھ اللہ جل شانہ سے دعائیں کریں۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو اللہ تعالیٰ سے یا کسی آدمی سے کوئی حاجت ہو تو وہ اچھی طرح وضو کرے، پھر دو رکعت نماز ادا کرے، پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرے، رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجے اور یہ دعا پڑھے (ترجمہ): اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بہت بردبار اور نہایت کرم کرنے والا ہے، (ہر عیب سے) پاک اور عرشِ

عظیم کا مالک ہے، تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کو پیدا کرنے والا ہے۔ (یا اللہ!) میں تجھ سے تیری رحمت کے اسباب اور تیری بخشش کے وسائل، نیز ہر نیکی سے حصہ پانے اور ہر گناہ سے محفوظ رہنے کا سوال کرتا ہوں۔ یا ارحم الراحمین! میرے تمام گناہ معاف فرما دیجئے، میری ساری پریشانیاں دور کر دیجئے، اور میری تمام ضرورتیں جو تیری پسندیدہ ہوں پوری فرما دیجئے۔ (ترمذی، ابن ماجہ) پھر جو ضرورت ہے اس کو اللہ تعالیٰ سے خوب مانگیں۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر خشوع و خضوع سے دو رکعت نماز پڑھی، اللہ تعالیٰ اس کے سوال کو پورا کرے گا، جلد یا دیر سے (جیسے چاہے)۔ (مسند احمد)

صلاۃ التسبیح: اھمیت وفضیلت اور پڑھنے کا طریقہ

قیامت تک آنے والے سارے انس وجن کے نبی ﷺ کے ارشادات میں صلاۃ التسبیح پڑھنے کی خاص فضیلت وارد ہوئی ہے اور وہ فضیلت یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سابقہ گناہوں کی مغفرت ہوتی ہے۔ صلاۃ التسبیح سے متعلق یہ مختصر مضمون تحریر کررہا ہوں تاکہ ہم حسب سہولت اس نماز کی بھی ادائیگی کرلیا کریں۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں صحیح عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وجہ تسمیہ: اس نماز میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کثرت سے بیان کی جاتی ہے اس لئے اس نماز کو صلاۃ التسبیح کہا جاتا ہے۔سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ للّٰهِ وَلاإله إلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَر کہنا اللہ تعالیٰ کی تسبیح ہے۔اس نماز کی ہر رکعت میں یہ کلمات ۷۵ مرتبہ پڑھے جاتے ہیں،اس طرح چار رکعت پر مشتمل اس نماز میں ۳۰۰ مرتبہ تسبیح پڑھی جاتی ہے۔

صلاۃ التسبیح کی شرعی دلیل:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَبِیَّ ﷺ قَالَ لِعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: يَا عَبَّاس يَا عَمَّاهُ ! اَلَا اُعْطِيْكَ، اَلَا اَمْنَحُكَ، اَلَا اَحْبُوْكَ، اَلَا اَفْعَلُ بِكَ عَشَرَ خِصَالٍ اِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ غَفَرَ اللّٰهُ ذَنْبَكَ اَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، قَدِيْمَهُ وَحَدِيْثَهُ، خَطَأَهُ وَعَمَدَهُ، صَغِيْرَهُ وَكَبِيْرَهُ، سِرَّهُ وَعَلَانِيَتَهُ، عَشْرُ خِصَالٍ: اَنْ تُصَلِّيَ اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ تَقْرَأُ فِیْ كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُوْرَةً، فَاِذَا فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَائَةِ فِیْ اَوَّلِ رَكْعَةٍ وَاَنْتَ قَائِمٌ قُلْتَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَر، خَمْسَةَ عَشَرَ مَرَّةً ثُمَّ تَرْكَعُ فَتَقُوْلُهَا وَاَنْتَ رَاكِعٌ عَشْراً،

ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوْعِ فَتَقُوْلُهَا عَشْراً، ثُمَّ تَهْوِیْ سَاجِداً فَتَقُوْلُهَا وَاَنْتَ سَاجِدٌ عَشْراً ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُوْدِ فَتَقُوْلُهَا عَشْراً ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُوْلُهَا عَشْراً ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا، فَذٰلِكَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ فِیْ كُلِّ رَكْعَةٍ. تَفْعَلُ ذٰلِكَ فِیْ اَرْبَعِ رَكْعَاتٍ. اِنِ اسْطَعْتَ اَنْ تُصَلِّيْهَا فِیْ كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً فَافْعَلْ، فَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِیْ كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً، فَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِیْ كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً، فَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِیْ كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً، فَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِیْ عُمُرِكَ مَرَّةً (الترمذی ـ باب ما جاء فی صلاۃ التسبیح / وابن ماجة ـ باب ما جاء فی صلاة التسبیح / وابو داود ـ باب صلاة التسبیح)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے میرے چچا عباس! کیا میں تمہیں ایک تحفہ، ایک انعام اور ایک بھلائی یعنی ایسی دس خصلتیں نہ بتاؤں کہ اگر آپ ان پر عمل کریں تو اللہ تعالیٰ آپ کے سارے گناہ پہلے اور بعد کے، نئے اور پرانے، دانستہ اور نادانستہ، چھوٹے اور بڑے، پوشیدہ اور ظاہر سب معاف فرمادے۔ وہ دس خصلتیں (باتیں) یہ ہیں کہ آپ چار رکعت نماز ادا کریں، ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور ایک سورۃ پڑھیں۔ جب آپ پہلی رکعت میں قراءت سے فارغ ہوجائیں تو قیام ہی کی حالت میں پندرہ مرتبہ یہ تسبیح پڑھیں (سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ للّٰهِ وَلاإلٰهَ إلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَر) پھر رکوع کریں، (سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِيم کہنے کے بعد) رکوع ہی میں دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھیں۔ پھر رکوع سے سر اٹھائیں اور (قومہ کے کلمات ادا کرنے کے بعد پھر) دس مرتبہ تسبیح پڑھیں۔ اس کے بعد

سجدہ کریں (سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّی الْاَعْلٰی کہنے کے بعد) دس مرتبہ پھر یہی تسبیح پڑھیں۔ پھر سجدہ سے اٹھ کر دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھیں۔ دوسرے سجدہ میں جا کر (سُبْحَانَ رَبِّی الْاَعْلٰی کہنے کے بعد) دس مرتبہ تسبیح پڑھیں۔ پھر سجدہ سے سر اٹھائیں اور دس مرتبہ تسبیح پڑھیں۔ اس طرح ایک رکعت میں تسبیحات کی کل تعداد پچھتر (۷۵) ہوگئی۔ چاروں رکعتوں میں آپ یہی عمل دہرائیں۔

(اے میرے چچا!) اگر آپ ہر روز ایک مرتبہ صلاۃ التسبیح پڑھ سکتے ہیں تو پڑھ لیں۔ اگر روزانہ نہ پڑھ سکیں تو ہر جمعہ کو ایک بار پڑھ لیں۔ اگر ہفتہ میں بھی نہ پڑھ سکیں تو پھر ہر مہینہ میں ایک مرتبہ پڑھ لیں۔ اگر مہینے میں بھی نہ پڑھ سکیں تو ہر سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیں۔ اگر سال میں بھی ایک بار نہ پڑھ سکیں تو ساری زندگی میں ایک بار پڑھ لیں۔

(سنن ابوداود ج۱ ص۱۹۰ باب صلوٰۃ التسبیح۔ جامع الترمذی ج۱ ص۱۰۹ باب ماجاء فی صلوٰۃ التسبیح۔ سنن ابن ماجہ ج۱ص۹۹ باب ماجاء فی صلوٰۃ التسبیح۔ الترغیب والترھیب للمنذری ج۱ص ۲۶۸ الترغیب فی صلوٰۃ التسبیح)

﴿نوٹ﴾ یہ حدیث حدیث کی بیسیوں کتابوں میں مذکور ہے مگر اختصار کے مدنظر صرف ۴ کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہے۔

ایک دوسرا طریقہ بھی صلاۃ التسبیح کے متعلق مروی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ثناء پڑھنے کے بعد مذکورہ تسبیح پندرہ مرتبہ پڑھی جائے، پھر رکوع سے پہلے، رکوع کی حالت میں، رکوع کے بعد، سجدہ اولیٰ میں، سجدہ کے بعد بیٹھنے کی حالت میں، پھر دوسرے سجدہ میں دس دس بار پڑھی جائے۔ پھر دوسرے سجدہ کے بعد نہ بیٹھیں بلکہ کھڑے ہو جائیں۔ باقی ترتیب وہی ہے۔

اس حدیث کے فوائد:

۱) اس حدیث میں صلاۃ التسبیح کی فضیلت کا بیان، اسکی تعداد رکعت کا ذکر اور نماز کی کیفیت کا بیان ہوا، نیز اس نماز کو وقتاً فوقتاً پڑھنے کا استحباب بھی معلوم ہوا۔

۲) حضور اکرم ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی عزت افزائی ہوئی۔

۳) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کو امت مسلمہ کی کتنی فکر رہا کرتی تھی۔

۴) اس حدیث سے شریعت اسلامیہ کے ایک اہم اصول (اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ یعنی نیکیاں گناہوں کو مٹاتی ہیں) کی تائید ہوتی ہے۔

صلاۃ التسبیح کی اہم فضیلت سابقہ گناہوں کی مغفرت:

صلاۃ التسبیح سے متعلق حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس نماز کے پڑھنے کی برکت سے سارے گناہ پہلے اور بعد کے، نئے اور پرانے، دانستہ اور نادانستہ، چھوٹے اور بڑے، پوشیدہ اور ظاہر سب معاف فرما دیتا ہے۔ یقیناً ہم گناہ گار ہیں، ہمیں اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار کے ساتھ وقتاً فوقتاً صلاۃ التسبیح کا اہتمام کرنا چاہئے تاکہ ہمارے گناہ معاف ہو جائیں۔ گناہوں کی معافی میں نماز کا بڑا اثر ہے، چنانچہ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت کا بوسہ لے لیا اور وہ حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے اپنے گناہ کے ارتکاب کا اقرار کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰی لِلذّٰكِرِیْنَ (سورۃ ہود ۱۱۴) (دن کے دونوں سروں میں نماز قائم رکھ اور رات کے کچھ حصہ میں بھی۔ یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں) تو اس شخص نے حضور اکرم ﷺ سے فرمایا کہ یہ صرف میرے لئے ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ فضیلت میری پوری امت کے لئے ہے۔ شریعت کا اصول (نیکیوں سے گناہ مٹتے ہیں) ایک شخص کے واقعہ پر نازل ہوا مگر قیامت تک

آنے والے تمام انسانوں کے لئے ہے۔اسی طرح حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ پانچوں نمازیں، جمعہ کی نماز پچھلے جمعہ کی نماز تک اور رمضان کے روزے پچھلے رمضان تک درمیانی اوقات کے گناہوں کے لئے کفارہ ہیں جبکہ ان اعمال کو کرنے والا بڑے گناہوں سے بچے۔ (صحیح مسلم) غرضیکہ قرآن وحدیث کی روشنی میں امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ نماز کے ذریعہ اللہ تعالیٰ گناہوں کی مغفرت فرماتا ہے۔نیز متعدد احادیث میں وارد ہے کہ ذکر کے ذریعہ اللہ تعالیٰ گناہوں کی مغفرت فرماتا ہے اور صلاۃ التسبیح میں وارد (سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ للّٰہِ وَلاإلٰہَ إلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر) ذکر ہی تو ہے۔ غرضیکہ نماز سے سابقہ گناہوں کی مغفرت کا ہونا ایسا امر ہے جو قرآن وسنت سے ثابت ہے۔صلاۃ التسبیح بھی ایک نماز ہے،لہذا اس کے ذریعہ سابقہ گناہوں کی مغفرت پر کوئی شک وشبہ نہیں ہونا چاہئے۔

سلف صالحین کا صلاۃ التسبیح کا اہتمام:

مشہور ومعروف محدث امام بیہقیؒ (۳۸۴ھ۔۴۵۸ھ) نے حدیث کی مشہور کتاب (شعب الایمان ا ۲۴۷۱) میں تحریر کیا ہے کہ امام حدیث شیخ عبداللہ بن مبارکؒ (۱۱۸ھ۔۱۸۱ھ) صلاۃ التسبیح پڑھا کرتے تھے اور دیگر سلف صالحین بھی اہتمام کرتے تھے۔اس موضوع پر زمانہ قدیم سے محدثین، مفسرین،فقہاء وعلماء نے متعدد کتابیں تحریر فرما کر صلاۃ التسبیح کے صحیح ہونے کے متعدد دلائل ذکر فرمائے ہیں،جن میں سے امام حافظ ابوبکر خطیب بغدادیؒ (۳۹۲ھ۔۴۶۳ھ) کی کتاب (ذکر صلاۃ التسبیح) کافی اہم ہے۔

صلاۃ التسبیح کا وقت:

اس نماز کے لئے کوئی وقت نہیں ہے، دن یا رات میں جب چاہیں ادا کر سکتے ہیں سوائے اُن اوقات کے جن میں حضور اکرم ﷺ نے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔حضور اکرم ﷺ نے خود وضاحت فرمادی ہے کہ اگر آپ ہر روز ایک مرتبہ نماز تسبیح پڑھ سکتے ہیں تو پڑھیں۔اگر روزانہ نہ پڑھ سکیں تو ہر

جمعہ کوایک بار پڑھیں۔اگر ہفتہ میں بھی نہ پڑھ سکیں تو پھر ہر مہینہ میں ایک مرتبہ پڑھیں۔اگر مہینے میں بھی نہ پڑھ سکیں تو ہر سال میں ایک مرتبہ پڑھیں۔اگر سال میں بھی ایک بار نہ پڑھ سکیں تو ساری زندگی میں ایک بار پڑھ لیں۔

صلاۃ التسبیح پڑھنے کا طریقہ:

پہلا طریقہ: جس طرح چار رکعت ادا کی جاتی ہے اسی طرح چار رکعت نماز ادا کریں۔جب آپ پہلی رکعت میں قراءت سے فارغ ہو جائیں تو رکوع میں جانے سے قبل قیام ہی کی حالت میں پندرہ مرتبہ یہ تسبیح پڑھیں(سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ للّٰہِ وَلاإلٰہَ إلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر) پھر رکوع کریں، (سُبْحَانَ رَبِّی الْعَظِیم کہنے کے بعد)رکوع ہی میں دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھیں۔پھر رکوع سے سر اٹھائیں اور (قومہ کے کلمات ادا کرنے کے بعد پھر) دس مرتبہ تسبیح پڑھیں۔اس کے بعد سجدہ کریں (سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّی الْاَعْلٰی کہنے کے بعد)دس مرتبہ پھر یہی تسبیح پڑھیں۔پھر سجدہ سے اٹھ کر دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھیں۔دوسرے سجدہ میں جا کر(سُبْحَانَ رَبِّی الْاَعْلٰی کہنے کے بعد)دس مرتبہ تسبیح پڑھیں۔پھر سجدہ سے سر اٹھائیں اور دس مرتبہ تسبیح پڑھیں۔اس طرح ایک رکعت میں تسبیحات کی کل تعداد پچھتر (۷۵)ہوگئی۔چاروں رکعتوں میں آپ یہی عمل دہرائیں۔

دوسرا طریقہ: ثناء پڑھنے کے بعد مذکورہ تسبیح پندرہ مرتبہ پڑھی جائے، پھر رکوع سے پہلے، رکوع کی حالت میں، رکوع کے بعد، سجدہ اولیٰ میں، پہلے سجدہ کے بعد بیٹھنے کی حالت میں، پھر دوسرے سجدہ میں دس دس بار پڑھی جائے۔پھر دوسرے سجدہ کے بعد نہ بیٹھیں بلکہ کھڑے ہو جائیں۔باقی ترتیب وہی ہے۔

نمازِ استخارہ (صلاة الاستخارة)

جب بھی کوئی اہم کام درپیش ہو تو رات کو سونے سے پہلے دو رکعت نفل نماز پڑھ کر دعائے استخارہ پڑھیں، اور سو جائیں۔ انشاءاللہ اس کام کے کرنے یا نہ کرنے کے سلسلہ میں خواب میں کچھ اشارہ ہو جائیگا یا پھر طبیعت کا میلان ورجحان کسی ایک طرف ہو جائے گا۔ بس وہی کام کریں، ان شاءاللہ اسی میں خیر و بھلائی ہوگی۔ مگر پہلے ہی دن بات واضح ہو جائے، یہ یقینی نہیں، بلکہ کئی مرتبہ ایسا کرنا پڑ سکتا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِیْ الْاُمُوْرِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُوْلُ: اِذَا هَمَّ اَحَدُكُمْ بِالْاَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ لِيَقُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ. اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِیْ فِیْ دِيْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ قَالَ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَآجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَيَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ قَالَ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَآجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ. (صحيح البخاری ـ باب الدعاء عند الاستخارة / ورواه الترمذی وابن ماجة والنسائی وابوداود)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تمام کاموں کے لئے اس طرح استخارہ کرنا سکھاتے جس طرح قرآنِ پاک کی کوئی سورہ سکھاتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے: جب کوئی آدمی کسی کام کا ارادہ کرے تو دو رکعت نفل ادا کرے پھر یہ دعا مانگے: (ترجمہ) یا اللہ! میں تیرے علم کی بدولت بھلائی چاہتا ہوں، تیری قدرت کی برکت سے (اپنا کام کرنے کی) طاقت مانگتا ہوں، تجھ سے تیرے فضلِ عظیم کا سوال کرتا ہوں، یقیناً تو قدرت رکھتا ہے میں قدرت نہیں رکھتا، تو جانتا ہے میں نہیں جانتا اور تو ہی غیب کو جاننے والا ہے۔ یا اللہ! تیرے علم کے مطابق اگر یہ کام (۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔) میرے حق میں دینی اور دنیاوی معاملات کے لحاظ سے اور انجام کے لحاظ سے بہتر ہے یا آپ ﷺ نے فرمایا جلد یا دیر میں میرے حق میں بہتر ہے تو اسے میرا مقدر بنادے، اس کا حصول میرے لئے آسان فرمادے، اور اسے میرے لئے بابرکت بنادے۔ اگر تیرے علم کے مطابق یہ کام میرے لئے دینی اور دنیاوی معاملات کے لحاظ سے اور انجام کے لحاظ سے نقصان دہ ہے یا آپ ﷺ نے فرمایا جلد یا دیر میں میرے لئے نقصان دہ ہے تو اسے مجھ سے دور کردے اور میری سوچ اس طرف سے پھیر دے اور جہاں کہیں سے ممکن ہو بھلائی میرا مقدر بنادے اور مجھے اس پر مطمئن کردے۔

(دورانِ دعا ھذا الامر کی جگہ اپنے کام کا ذکر کریں یا دل میں اس کا خیال کریں)۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نمازِتوبہ (صلاۃ التوبۃ)

ہرانسان غلطی کرسکتا ہے مگر مسلمان کی شان یہ ہے کہ اگر اس سے کوئی گناہ صادر ہوجائے تو اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بلکہ اپنے کئے ہوئے گناہ پر نادم ہوکر آئندہ سیدھے راستے پر چلنے کا عہد کرے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ کر گناہوں سے پاک وصاف ہوجائے.

توبہ واستغفار کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا مانگی جائے۔

عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: مَا مِنْ عَبْدٍ یُذْنِبُ ذَنْباً فَیُحْسِنُ الطُّھُوْرَ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ، ثُمَّ یَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اِلَّا غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ، ثُمَّ قَرَأَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ: وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوْبِھِمْ (ابوداود ۔ باب فی الاستغفار)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس شخص سے کوئی گناہ ہوجائے، پھر وہ اچھی طرح وضو کرے اور اٹھ کر دو رکعت نماز پڑھے، پھر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمادیتے ہیں۔اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

(ترجمہ) اور وہ بندے (جن کا حال یہ ہے) کہ جب ان سے کوئی گناہ ہوجاتا ہے یا کوئی برا کام کرکے وہ اپنے اوپر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو جلد ہی انہیں اللہ تعالیٰ یاد آجاتے ہیں، پھر وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی کے طالب ہوتے ہیں اور بات بھی یہ ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کون گناہوں کو معاف کرسکتا ہے؟ اور برے کام پر وہ اڑتے نہیں، اور وہ یقین رکھتے ہیں (کہ توبہ سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں)۔

نمازِاستسقاء (صلاۃ الاستسقاء)

استسقاء کہتے ہیں اللہ تعالیٰ سے بارش مانگنا۔ اگر کبھی بارش نہ ہو اور بارش کی ضرورت ہو تو نہایت عاجزی اور مسکینی کی حالت میں شہر سے باہر نکل کر دو رکعت نمازِ استسقاء اذان و اقامت کے بغیر باجماعت ادا کریں، نماز کے بعد گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں۔ اور نیک فال کے طور پر اپنی اوڑھنے والی چادر کا رخ بدل لیں یعنی دائیں جانب کو بائیں اور بائیں جانب کو دائیں طرف کر لیں کہ اے اللہ تعالیٰ تو اپنے رحمت والے بادلوں کا رخ ہماری طرف کر دے۔

عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْم عَنْ عَمِّهِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ اِلَى الْمُصَلّٰى فاسْتَسْقى وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَلَّبَ رِدَائَه وَصَلّٰى رَكْعَتَيْن (صحيح مسلم ۔ باب صلاة الاستسقاء) حضرت عباد اپنے چچا سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ مصلّی (عیدگاہ) کی طرف تشریف لائے اور بارش کی دعا مانگی، قبلہ رخ ہوئے اپنی چادر کا رخ بدلا اور دو رکعت نماز پڑھی۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْماً يَسْتَسْقِيْ وَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ بِلَا اَذَانٍ وَلَا اِقَامَةٍ، ثُمَّ خَطَبَنَا وَدَعَا اللّٰهَ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ نَحْوَ الْقِبْلَةِ رَافِعاً يَدَيْهِ ثُمَّ قَلَّبَ رِدَائَهُ فَجَعَلَ الْاَيْمَنَ عَلَى الْاَيْسَرِ وَالْاَيْسَرَ عَلَى الْاَيْمَنِ (ابن ماجة ۔ صلاة الاستسقاء) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ استسقاء کے لئے نکلے اور اذان و اقامت کے بغیر دو رکعت نماز باجماعت پڑھائی۔ پھر ہمیں نصیحت کی اور دعا کی۔ پھر قبلہ رو ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی، اور اپنی چادر کا رخ بدلا یعنی دائیں طرف کو بائیں کندھے پر اور بائیں جانب کو دائیں کندھے پر کیا۔

سورج وچاند گرھن کی نماز (صلاۃ الخسوف والکسوف)

جب بھی سورج یا چاند گرہن ہوجائے تو مسلمانوں کو چاہئے کہ خالقِ کائنات کی طرف متوجہ ہوں، دو رکعت نماز اذان واقامت کے بغیر باجماعت ادا کریں، اور اللہ تعالیٰ سے خوب دعائیں مانگیں۔(دو رکعت سے زیادہ چار یا آٹھ رکعت بھی ادا کرسکتے ہیں)۔

اس نمازِ میں قراءت، رکوع اور سجدہ وغیرہ کو اتنا لمبا کرنا چاہئے کہ نماز پڑھتے پڑھتے ہی گرہن ختم ہوجائے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح ثابت ہے۔

عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَخَرَجَ ﷺ یَجُرُّ رِدَآئَہُ حَتّٰی انْتَھٰی اِلَی الْمَسْجِدِ وَثَابَ النَّاسُ اِلَیْہِ فَصَلّٰی بِھِ رَکْعَتَیْنِ، فَانْجَلَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ ﷺ: اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آیَتَانِ مِنْ آیَاتِ اللّٰہِ وَاِنَّھُمَا لَا یَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ، وَاِذَا کَانَ ذٰلِکَ فَصَلُّوْا وَادْعُوا حَتّٰی یُکْشَفَ بِکُمْ. وَذٰلِکَ اَنَّ ابْناً لِلنَّبِیِّ مَاتَ یُقَالُ لَہُ اِبْرَاھِیْمُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَقَالَ النَّاسُ فِیْ ذٰلِکَ (صحیح البخاری ۔ باب الصلاۃ فی کسوف القمر)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا۔آپ ﷺ اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے (تیزی سے) مسجد پہنچے۔صحابہ کرام آپ کے پاس جمع ہوگئے۔آپ ﷺ نے انھیں دو رکعت نماز پڑھائی اور گرہن بھی ختم ہوگیا۔اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔کسی کی موت کی وجہ سے یہ گرہن نہیں ہوتے (بلکہ زمین اور آسمان کی دوسری مخلوقات کی طرح ان پر بھی اللہ تعالیٰ کا حکم چلتا ہے اور ان کی روشنی وتاریکی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے) اس لئے جب سورج اور چاند گرہن ہو تو اس وقت تک نماز اور دعا میں

مشغول رہو جب تک ان کا گرہن ختم نہ ہوجائے۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات (اسی دن) ہوئی تھی اور بعض لوگ یہ کہنے لگے تھے کہ گرہن ان کی موت کی وجہ سے ہوا ہے، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ -- فَقَالَ ﷺ(بَعْدَ الصَّلَاة): اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ وَاِنَّهُمَا لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَاِذَا رَأَيْتُمُوْهُمَا فَكَبِّرُوا وَادْعُوا وَصَلُّوا وَتَصَدَّقُوْا .....

(صحيح مسلم ـ باب صلاة الكسوف)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا..... نماز سے فارغ ہوکر آپ ﷺ نے فرمایا: سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں۔ یہ دونوں کسی کے مرنے یا پیدا ہونے سے گرہن نہیں ہوتے۔ اے لوگو! جب تم کو یہ موقعہ پیش آئے تو اللہ کے ذکر میں مشغول ہوجاؤ، دعا مانگو، تکبیر وتہلیل کرو، نماز پڑھو اور صدقہ وخیرات ادا کرو۔

نمازِ جَنازَہ

دنیا میں ہر انسان کی زندگی طے شدہ ہے۔ وقت معیّن آنے کے بعد ایک لمحہ کی بھی مہلت نہیں دی جاتی۔ مقررہ وقت پر اس دنیا سے قبر والے گھر کی طرف منتقل ہونا ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے:

﴿ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴾ جب ان کا وقت آ پہنچا پھر ایک سیکنڈ اِدھر اُدھر نہیں ہوسکتا۔ ﴿ وَلَن يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْساً اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ﴾ جب کسی کا مقررہ وقت آجاتا ہے پھر اسے اللہ تعالیٰ ہرگز مہلت نہیں دیتا ہے۔ ﴿ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ﴾ ہر شخص کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

انتقال کے بعد جتنی جلدی ہوسکے میت کو غسل وکفن کے بعد اس کی نمازِ جنازہ کا اہتمام کرنا چاہئے۔ نمازِ جنازہ فرضِ کفایہ ہے، یعنی اگر دو چار لوگ بھی پڑھ لیں تو فرض ادا ہوجائے گا۔ لیکن جس قدر بھی زیادہ آدمی ہوں اسی قدر میت کے حق میں اچھا ہے کیونکہ نہ معلوم کس کی دعا لگ جائے اور میت کی مغفرت ہوجائے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ مَيِّتٍ يُصَلِّي عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَبْلُغُوْنَ مِائَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُوْنَ لَهُ اِلَّا شُفِّعُوا فِيْهِ (صحيح مسلم ـ باب من صلى عليه مائة شفعوا فيه)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر کسی میت کے جنازہ میں ۱۰۰ مسلمان شریک ہوکر اس میت کے لئے شفاعت کریں (یعنی نمازِ جنازہ پڑھیں) تو ان کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ یَمُوْتُ، فَیَقُوْمُ عَلٰی جَنَازَتِهٖ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَا یُشْرِکُوْنَ بِاللّٰهِ شَیْئًا اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِیْهِ (صحیح مسلم ۔ باب من صلی علیه اربعون شفعوا فیه)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اگر کسی مسلمان کے انتقال پر ایسے چالیس آدمی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے ہیں، اس کی نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت (دعا) کو اِس میت کے حق میں قبول فرماتے ہیں۔

نمازِ جنازہ کی اتنی فضیلت ہونے کے باوجود، انتہائی افسوس اور فکر کی بات ہے کہ باپ کا جنازہ نماز کے لئے رکھا ہوا ہے اور بیٹا نمازِ جنازہ میں اِس لئے شریک نہیں ہو رہا ہے کہ اس کو جنازہ کی نماز پڑھنی نہیں آتی۔ حالانکہ جنازہ کی دعا اگر یاد نہیں ہے تب بھی نمازِ جنازہ میں ضرور شریک ہونا چاہئے، تاکہ جو رشتہ دار یا دوست یا کوئی بھی مسلمان اِس دارِ فانی سے دارِ بقا کی طرف کوچ کر رہا ہے، اس کے لئے ایک ایسے اہم کام (نمازِ جنازہ کی ادائیگی) میں ہماری شرکت ہو جائے جو اُس کی مغفرت کا سبب بن سکتا ہے۔

نمازِ جنازہ میں چار تکبیریں (یعنی چار مرتبہ اللہ اکبر کہنا) ضروری ہیں، جن کی ترتیب اس طرح سے ہے:

پہلی تکبیر کے بعد: ثنا (سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ)، یا پھر حمد و ثنا کے طور پر سورہ فاتحہ پڑھ لیں۔

دوسری تکبیر کے بعد: درود شریف پڑھ لیں۔ (اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد پڑھنا بھی کافی ہے)۔

تیسری تکبیر کے بعد: جنازہ کی دعا پڑھیں۔ (احادیث میں دعا کے مختلف الفاظ مذکور ہیں، یاد نہ ہونے پر صرف اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَات پڑھ لیں)

چوتھی تکبیر کے بعد: سلام پھیر دیں۔

مسائلِ متفرقہ:

☆ نمازِ جنازہ میں تکبیر اولیٰ کے وقت یقیناً دونوں ہاتھ اٹھائے جائیں گے، البتہ دوسری، تیسری اور چوتھی تکبیر کے وقت رفع یدین کرنے یا نہ کرنے میں علماء کا اختلاف ہے، ان شاء اللہ دونوں شکلوں میں کامل نماز ادا ہوگی۔

☆ اگر نمازِ جنازہ میں ایک، دو یا تین تکبیر چھوٹ گئی ہیں، تو صف میں کھڑے ہو کر امام کی اگلی تکبیر کے ساتھ تکبیر کہہ کر جماعت میں شریک ہو جائیں۔ امام کے سلام پھیرنے کے بعد صرف چھوٹی ہوئی تکبیریں (یعنی اللہ اکبر) کہہ کر جلدی سے سلام پھیر دیں، کیونکہ چار تکبیریں کہنے پر نمازِ جنازہ ادا ہو جائے گی، ان شاء اللہ۔

☆ حرمین میں تقریباً ہر نماز کے بعد جنازہ کی نماز ہوتی ہے، لہذا فرض نماز سے فراغت کے بعد فوراً ہی سنن و نوافل کی نیت نہ باندھیں، بلکہ تھوڑی دیر انتظار کر لیں، کیونکہ نمازِ جنازہ پڑھنے والے کو بھی اجر و ثواب ملتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ اِیْمَاناً وَاِحْتِسَاباً، وَکَانَ مَعَهُ حَتّٰی یُصَلّٰی عَلَیْهَا وَیُفْرَغُ مِنْ دَفْنِهَا، فَاِنَّهُ یَرْجِعُ مِنَ الْاَجْرِ بِقِیْرَاطَیْنِ کُلُّ قِیْرَاطٍ مِثْلُ اُحُدٍ، وَمَنْ صَلّٰی عَلَیْهَا، ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ اَنْ تُدْفَنَ، فَاِنَّهُ یَرْجِعُ بِقِیْرَاطٍ (صحیح البخاری ۔ باب اتباع الجنازہ من الایمان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کے جنازے میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے ساتھ چلا یہاں تک کہ اسکی نماز جنازہ پڑھی اور اسکو دفن کرنے میں بھی شریک رہا تو وہ دو قیراط اجر (ثواب) لے کر لوٹتا ہے اور ہر قیراط اُحد پہاڑ کے برابر

ہے۔اور جو شخص نماز جنازہ میں شریک ہوا مگر تدفین سے پہلے ہی واپس آ گیا تو وہ ایک قیراط اجر (ثواب) کے ساتھ لوٹتا ہے۔(بخاری۔مسلم)

☆ جنازہ کی نماز مسجد کے باہر کسی میدان میں پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔البتہ مسجد کے باہر جگہ نہ ملنے کی صورت میں مسجد میں بھی نمازِ جنازہ ادا کی جاسکتی ہے۔حرمین میں بغیر کسی کراہیت کے نمازِ جنازہ ادا کی جاسکتی ہے۔

☆ حرمین میں خواتین بھی نمازِ جنازہ میں شریک ہوسکتی ہیں۔

☆ نمازِ جنازہ کی ادائیگی کے لئے طہارت یعنی کپڑوں اور بدن کا پاک ہونا، اسی طرح وضو کا ہونا ضروری ہے۔

☆ نمازِ جنازہ میں اگر لوگ کم ہوں تب بھی تین صفوں میں لوگوں کا کھڑا ہونا زیادہ بہتر ہے۔کیونکہ بعض احادیث میں جنازہ کی تین صفوں کی خاص فضیلت وارد ہوئی ہے۔ (ابوداود)

☆ دیگر نمازوں کی طرح' مذکورہ تین اوقات میں نمازِ جنازہ بھی پڑھنے سے نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے:

۱) سورج طلوع ہونے کے وقت۔

۲) زوال (ٹھیک دوپہر) کے وقت۔

۳) سورج ڈوبنے کے وقت

☆ اگر جوتے ناپاک ہوں تو ان کو پہن کر نمازِ جنازہ ادا نہیں کی جاسکتی۔

☆ جنازہ کی نماز میں تکبیر کہتے ہوئے آسمان کی طرف منہ اٹھانا بے اصل ہے۔

☆ اگر کسی مسلمان کو بغیر نمازِ جنازہ کے دفن کر دیا گیا ہو تو جب تک نعش کے پھٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو اس کی قبر پر نمازِ جنازہ ادا کی جاسکتی ہے۔

☆ کافر شخص کی نمازِ جنازہ ادا نہیں کی جائے گی، اسی طرح غسل یا کفن کا اہتمام بھی کافر شخص کے لئے نہیں ہے۔

☆ جس شہر یا جس علاقہ میں انتقال ہوا ہے اسی جگہ میت کو دفن کرنا زیادہ بہتر ہے، اگر چہ دوسرے شہر یا دوسرے ملک میں میت کو منتقل کر کے وہاں دفن کرنا جائز ہے۔

☆ جو حضرات جنازہ کے ساتھ قبرستان جا رہے ہیں، اُن کو قبرستان میں جنازہ زمین پر رکھنے سے پہلے بیٹھنا مکروہ ہے۔

☆ جنازہ کو قبرستان کی طرف تھوڑا تیز چل کر لے جانا بہتر ہے۔ جنازے کے دائیں بائیں پیچھے آگے ہر طرف چل سکتے ہیں۔ البتہ آگے چلنے کے مقابلے میں جنازہ کے پیچھے چلنا زیادہ بہتر ہے۔

☆ نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کے مطابق ایک دو دن میت کے گھر کھانا بھیجنا اخلاق حسنہ کا ایک نمونہ ہے۔ (مسند احمد، ابوداود، ابن ماجہ، ترمذی) البتہ میت کے گھر والوں کا رشتہ داروں کو جمع کر کے اُن کو کھانا کھلانے کا خاص انتظام کرنا غلط ہے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ (ابن ماجہ ۱۶۱۲۔ مسند احمد ۶۹۰۵)

نوحہ گری:

کسی رشتہ دار کے انتقال پر دل یقیناً غمگین ہوتا ہے۔ آنکھ سے آنسو بھی بہتے ہیں۔ مگر بآواز بلند اور مختلف لہجوں کے ساتھ رونے سے گریز کیا جائے کیونکہ اس سے میت کو تکلیف ہوتی ہے۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نوحہ گری کی وجہ سے میت کو قبر میں عذاب ہوتا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: گھر والوں کے زیادہ رونے پیٹنے کی وجہ سے میت کو عذاب ہوتا ہے۔ (مسلم: اَلْمَیِّتُ یُعَذَّبُ بِبُکَاءِ اَھْلِہٖ)

غائبانہ نماز جنازہ

دنیا میں ہر انسان کی زندگی طے شدہ ہے۔ وقت معیّن آنے کے بعد ایک لمحہ کی بھی مہلت نہیں دی جا تی۔ مقررہ وقت آنے پر اس دنیا سے قبر والے گھر کی طرف منتقل ہونا ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے: فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ (سورۃ النحل، آیت ۶۱) جب ان کا وقت آپہنچا پھر ایک سیکنڈ اِدھر اُدھر نہیں ہوسکتا۔ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْساً اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا (سورۃ المنافقون، آیت ۱۱) جب کسی کا مقررہ وقت آجاتا ہے پھر اسے اللہ تعالیٰ ہرگز مہلت نہیں دیتا ہے۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (سورۃ آل عمران، آیت ۱۸۵) ہر شخص کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے اقوال وافعال کی روشنی میں انتقال کے بعد جتنی جلدی ممکن ہو سکے میت کو غسل وکفن کے بعد اس کی نماز جنازہ کا اہتمام کرنا چاہئے۔ نماز جنازہ میں جس قدر بھی زیادہ آدمی شریک ہوں اسی قدر میت کے حق میں اچھا ہے کیونکہ نہ معلوم کس کی دعا لگ جائے اور میت کی مغفرت ہوجائے۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر کسی جنازہ میں ۱۰۰ مسلمان شریک ہوکر اس میت کے لئے شفاعت کریں (یعنی نماز جنازہ پڑھیں) تو ان کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔ (مسلم)

☆ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر کسی مسلمان کے انتقال پر ایسے چالیس آدمی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے، اس کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت (دعا) کو میت کے حق میں قبول فرماتا ہے۔ (مسلم)

☆ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کے جنازے میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے ساتھ چلا یہاں تک کہ اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اس کو دفن کرنے میں بھی شریک رہا تو وہ

دو قیراط اجر (ثواب) لے کر لوٹتا ہے اور ہر قیراط اُحد پہاڑ کے برابر ہے۔ اور جو شخص نماز جنازہ میں شریک ہوا مگر تدفین سے پہلے ہی واپس آ گیا تو وہ ایک قیراط اجر (ثواب) کے ساتھ لوٹتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

☆ نماز جنازہ میں اگر لوگ کم ہوں تب بھی تین صفوں میں لوگوں کا کھڑا ہونا زیادہ بہتر ہے، کیونکہ بعض احادیث میں جنازہ کی تین صفوں کی خاص فضیلت وارد ہوئی ہے۔ (ابوداود)

نماز جنازہ کی اتنی فضیلت ہونے کے باوجود انتہائی افسوس اور فکر کی بات ہے کہ باپ کا جنازہ نماز کے لئے رکھا ہوا ہے اور بیٹا نماز جنازہ میں اس لئے شریک نہیں ہو رہا ہے کہ اس کو جنازہ کی نماز پڑھنی نہیں آتی حالانکہ جنازہ کی دعا اگر یاد نہیں ہے تب بھی نماز جنازہ میں شریک ہونا چاہئے تاکہ جو رشتہ دار یا دوست یا کوئی بھی مسلمان اس دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر رہا ہے، اس کے لئے ایک ایسے کام میں ہماری شرکت ہو جائے جو اُس کی مغفرت کا سبب بن سکتا ہے۔

آغاز نماز جنازہ:

مؤرخین نے تحریر کیا ہے کہ نماز جنازہ کا حکم مکہ مکرمہ میں نہیں تھا، اسی لئے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ ادا نہیں کی گئی تھی۔۔۔ نماز جنازہ کا حکم مدینہ منورہ میں ہجرت کے فوراً بعد پہلی ہجری کو ہوا اور حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ کی سب سے پہلی نماز جنازہ ہجرت کے ایک ماہ بعد ادا کی گئی۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت نجاشیؓ کا تعارف:

آپ کا نام اصحمہ بن ابجر ہے۔ نجاشی آپ کا لقب ہے جیسا کہ حبشہ (Ehiopia) کے ہر بادشاہ کو نجاشی کہا جاتا ہے۔ بہت کم عمر میں آپ حبشہ (Ehiopia) کے بادشاہ متعین کر دئے گئے تھے۔ حضرت نجاشیؓ حضور اکرم ﷺ پر ایمان لائے مگر حضور اکرم ﷺ سے ملاقات نہ ہو سکی۔ امام ذہبیؒ

نے تحریر کیا ہے کہ آپ ایک لحاظ سے صحابی ہیں اور ایک لحاظ سے تابعی ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء) دو مرتبہ صحابۂ کرام نے حبشہ (Ehiopia) ہجرت کی، ایک نبوت کے پانچویں سال اور ایک مرتبہ بعد میں۔ جب کفار مکہ نے صحابۂ کرام کو واپس کرنے کے لئے حضرت نجاشی سے رابطہ کیا تو نجاشی بادشاہ نے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلایا۔ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے سورۂ مریم کی ابتدائی آیات پڑھیں تو حضرت نجاشی جو اس وقت تک عیسائی تھے، رونے لگے یہاں تک کہ داڑھی تر ہوگئی اور کہا کہ بے شک یہ کلام اور وہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام لے کر آئے تھے، ایک ہی محراب سے نکلنے والا (نور) ہے۔ اللہ کی قسم! اے قریش مکہ میں ان کو تمہارے سپرد نہیں کروں گا۔ بعد میں حضور اکرم ﷺ نے آپ کو دعوت اسلام دی، حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ کا خط پکڑ کر اسے اپنی آنکھوں پہ رکھا، تواضع کے ساتھ اپنے تخت سے اتر کر زمین پر بیٹھ گئے اور اسلام قبول فرمالیا۔ ۹ ہجری میں ان کا حبشہ (Ehiopia) میں انتقال ہوا اور ان کو نماز جنازہ کے بغیر دفن کر دیا گیا، حضور اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں ان کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔

حضرت نجاشیؓ کی نماز جنازہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے صحابۂ کرام کو حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر دی، پھر آگے بڑھے، صحابۂ کرام نے پیچھے صفیں لگائیں، حضور اکرم ﷺ نے چار تکبریں کہیں۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم) امام بخاریؒ نے یہ حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ صحیح بخاری میں متعدد جگہوں پر ذکر فرمائی ہے مگر ایک مرتبہ بھی حدیث کے متن میں یہ نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔ ہاں ان احادیث سے یہ بات ضرور معلوم ہوئی کہ حضرت نجاشیؓ کا حبشہ (Ehiopia) میں انتقال ہوا اور ان کو نماز جنازہ کے بغیر دفن کر دیا گیا تھا، نیز آپ ﷺ نے پہلے سے باقاعدہ اعلان کے بغیر مسجد نبوی میں نماز نہ پڑھ کر کھلے میدان میں جا کر

اس وقت جو صحابۂ کرام موجود تھے ان کی موجودگی میں نماز جنازہ پڑھی، یہ غائبانہ نماز جنازہ نہیں تھی بلکہ آپ ﷺ نے مرئی (جو نظر آرہا ہو) اور حاضر پر نماز جنازہ پڑھی ہے، غائب تو وہ ہوتا ہے جو دکھائی نہ دے کیونکہ متعدد احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نجاشیؓ کے جنازہ کو آپ ﷺ کے سامنے کر دیا گیا تھا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خبر دی تمہارے بھائی حضرت نجاشیؒ انتقال کر گئے ہیں، کھڑے ہو جاؤ، ان کی نماز جنازہ ادا کرو، پس حضور اکرم ﷺ کھڑے ہو گئے اور صحابۂ کرام نے آپ کے پیچھے صفیں بنالیں، حضور اکرم ﷺ نے چار تکبریں کہیں، صحابۂ کرام یہی سمجھ رہے تھے کہ حضرت نجاشیؓ کا جسم رسول اللہ ﷺ کے آگے ہے۔ (صحیح ابن حبان، مسند احمد، فتح الباری)

حضور اکرم ﷺ کی زندگی میں اس نوعیت کے واقعے اس کے علاوہ بھی پیش آئے ہیں جس میں دنیاوی دوری کے باوجود آپ ﷺ کے سامنے سے تمام دنیاوی پردوں کو ہٹا دیا گیا ہو چنانچہ مکہ مکرمہ میں آپ ﷺ کے لئے زمین کو لپیٹ دیا گیا تھا یہاں تک کہ آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں بیٹھے مسجد اقصیٰ کو دیکھ کر اس کے احوال لوگوں کے سامنے بیان کئے۔ اسی طرح حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک دن ارشاد فرمایا کہ اللہ کی قسم! میں اس وقت اپنے حوض کی طرف دیکھ رہا ہوں۔۔۔۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

نماز جنازہ (غائبانہ) کے لئے حضرت معاویہ بن معاویہ مزنی رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے بھی استدلال کیا جاتا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور اکرم ﷺ کے پاس (تبوک میں) تشریف لائے اور کہا یا رسول اللہ! حضرت معاویہ مزنی رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے ہیں، کیا آپ ان کی نماز جنازہ پڑھنا چاہتے ہیں؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے زمین پر اپنا پر مارا تو ہر درخت اور ٹیلہ پست ہو گیا اور حضور اکرم ﷺ کے لئے حضرت معاویہؓ کی چارپائی بلند کر دی گئی

یہاں تک کہ حضور اکرم ﷺ نے انہیں دیکھتے ہوئے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ حضرت معاویہ مزنیؓ کو اللہ تعالیٰ سے یہ مقام کیسے ملا؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا: ان کے سورۂ اخلاص یعنی قل ہو اللہ احد کے ساتھ ان کے تعلق کی وجہ سے کہ آتے جاتے اٹھتے بیٹھتے اس کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

لیکن اس حدیث سے نماز جنازہ غائبانہ کے جواز پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ اس حدیث کی سند میں ضعف ہے اور اگر مذکورہ حدیث کو صحیح تسلیم کر بھی لیا جائے تو یہ غائبانہ نماز جنازہ نہیں تھی بلکہ تمام پردوں کو ہٹا کر حضرت معاویہ مزنیؓ کے جنازہ کو آپ ﷺ کے سامنے حاضر کر دیا گیا تھا جیسا کہ حدیث کی عبارت سے خود واضح ہو رہا ہے۔ نیز اگر غائبانہ نماز جنازہ پڑھنی جائز ہوتی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام زمین پر اپنا پر مارنے کا اہتمام نہ کرتے۔

خلاصۂ کلام: لاکھوں صفحات پر مشتمل ذخیرۂ حدیث میں نماز جنازہ (غائبانہ) پڑھنے کے لئے یہ صرف دو واقعے دلیل کے طور پر پیش کئے جاسکتے ہیں، حالانکہ ان کی توجیہ بھی ہوسکتی ہے اور دونوں کو خصوصیت پر بھی محمول کیا جاسکتا ہے۔ اگر نماز جنازہ غائبانہ پڑھنے کی عام اجازت ہوتی تو حضور اکرم ﷺ ان بیسیوں صحابۂ کرام پر نماز جنازہ نہ چھوڑتے جن کی وفات آپ ﷺ کی حیات میں مدینہ منورہ سے باہر ہوئی، حالانکہ حضور اکرم ﷺ اپنے صحابۂ کرام کی نماز جنازہ پڑھنے کا خاص اہتمام فرماتے تھے، آپ ﷺ نے صحابۂ کرام کو تعلیمات بھی دے رکھی تھیں کہ اگر کوئی جنازہ حاضر ہو تو مجھے ضرور اطلاع کریں۔ اسی طرح آپ کے بعد صحابۂ کرام کا بھی کوئی معمول غائبانہ نماز جنازہ کا نہیں ملتا۔ خلفاء راشدین میں سے کسی ایک کی نماز جنازہ غائبانہ ادا نہیں کی گئی اور نہ ہی نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد کسی صحابی سے کسی ایک شخص کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھنے کا کوئی ثبوت ملتا ہے۔ علم اور مقام کے اعتبار سے حضور اکرم ﷺ کے بعد خلفاء راشدین اور صحابۂ کرام سے بڑھ کر کون ہوسکتا ہے؟

علماء امت کے اقوال:

۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے حضرت امام ابوحنیفہؒ اور ۹۳ ہجری میں پیدا ہوئے حضرت امام مالکؒ کے نزدیک غائبانہ نماز جنازہ جائز ہی نہیں ہے یعنی مشروع ہی نہیں ہے کیونکہ حضرت نجاشیؓ کی نماز جنازہ غائبانہ نہیں تھی، جیسا کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ اور حضرت نجاشیؓ کے درمیان جتنے حجابات تھے وہ سب اللہ کے حکم سے دور کردئے گئے تھے یہاں تک کہ حضرت نجاشیؓ کا جنازہ اللہ کے حکم سے آپ ﷺ کے سامنے کردیا گیا تھا۔ زمانۂ قدیم سے عصر حاضر تک کے علماء احناف اور مالکی علماء کی کتابیں اس کی گواہ ہیں۔

حضرت امام شافعیؒ سے دو اقوال منقول ہیں، ان میں سے ایک قول یہ ہے کہ دوسرے ملک میں تو نماز جنازہ غائبانہ پڑھنے کی گنجائش ہے مگر اسی ملک میں نماز جنازہ غائبانہ پڑھنے کی اجازت نہیں جہاں تدفین ہوئی ہو۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے بھی دو اقوال منقول ہیں، ان میں سے ایک قول یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان ایسے ملک میں فوت ہوگیا ہو جہاں کفار ہی کفار رہتے ہیں تو پھر اس کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی جاسکتی ہے۔

مفسر قرآن امام قرطبیؒ نے تحریر کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے جب حضرت نجاشیؓ کے جسم کو دیکھا ہے، آپ ﷺ نے غائب پر نماز نہیں پڑھی بلکہ آپ نے مرئی (جو نظر آرہا ہو) اور حاضر پر نماز جنازہ پڑھی ہے غائب تو وہ ہوتا ہے جو دکھائی نہ دے۔ امام قرطبیؒ مزید تحریر کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے لئے زمین کو جنوباً وشمالاً لپیٹ دیا گیا تھا یہاں تک کہ آپ ﷺ نے حضرت نجاشیؓ کو دیکھ لیا جیسے آپ ﷺ کے لئے زمین کو شمالاً وجنوباً لپیٹ دیا گیا تھا یہاں تک کہ آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں بیٹھے مسجد اقصیٰ کو دیکھ کر اس کے احوال بیان کئے۔ (تفسیر قرطبی)

مشہور محدث امام ذہبیؒ حضرت نجاشیؓ کی نماز جنازہ کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ اس جنازہ کو پڑھنے کی وجہ یہ تھی کہ حضرت نجاشیؓ کا وصال قوم نصاریٰ میں ہوا تھا اور وہاں کوئی ایسا نہیں تھا جو آپ کی نماز جنازہ ادا کرے کیونکہ صحابۂ کرام جو ہجرت کر کے وہاں گئے تھے وہ فتح خیبر کے سال ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے تھے۔ (سیر اعلام النبلاء)

علامہ ابن القیمؒ اپنی کتاب (زاد المعاد) میں لکھتے ہیں کہ جس شخص کی نماز جنازہ پڑھی جا چکی ہے اس کی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ علامہ ابن تیمیہؒ کا بھی یہی موقف ہے۔ علامہ البانیؒ نے اپنی کتاب (تلخیص احکام الجنائز) میں لکھا ہے کہ جس شخص کی نماز جنازہ ادا کی جا چکی ہے اس کی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے بعد خلفاء راشدین میں سے کسی کی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی۔ علامہ ابن تیمیہؒ، علامہ ابن القیمؒ اور شیخ البانیؒ کا تذکرہ اس وجہ سے کیا گیا ہے کہ اِن دنوں جو حضرات غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کی بات کرتے ہیں ان میں سے اکثر حضرات احکام ومسائل میں ان حضرات کے اقوال کو حرف آخر سمجھتے ہیں۔

نماز جنازہ (غائبانہ):

حضرت نجاشیؓ کے واقعہ سے زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوسکتا ہے کہ اگر کوئی مسلمان ایسے علاقہ میں انتقال کر جائے جہاں اس کی نماز جنازہ ادا نہیں کی گئی ہو تو ایسے شخص کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کی گنجائش ہے، لیکن آج کل بعض حضرات نے غائبانہ نماز جنازہ پر اس طرح عمل شروع کر دیا ہے کہ ہر عام وخاص کی نماز جنازہ غائبانہ ادا کرتے ہیں حالانکہ اعلان عام کے بعد میت کی باقاعدہ نماز جنازہ ادا ہو جائے اور اس میں سینکڑوں یا ہزاروں لوگوں نے شرکت بھی کر لی تو غائبانہ نماز جنازہ کی بات بالکل سمجھ میں نہیں آتی۔ ہاں! دنیا کے کونے کونے سے میت کے لئے ہم دعا واستغفار کر سکتے ہیں اور خوب دعا واستغفار کرنا چاہئے تاکہ اللہ تبارک وتعالیٰ میت کی مغفرت فرمائے اور اس کے درجات کو بلند

فرمائے۔ رہی بات شاہ حبشہ حضرت نجاشیؓ کی نماز جنازہ کی، تو دلائل کے ساتھ ذکر کیا گیا کہ وہ انتقال کئے تو وہاں کوئی اور مسلمان نہیں تھا، نیز اللہ تعالیٰ نے ان کے جنازہ کے سامنے سے تمام رکاوٹوں کو دور کر دیا تھا جیسا کہ احادیث وسیرت کی کتابوں میں وضاحت موجود ہے، لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے ان کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔ اس واقعہ کے علاوہ کسی کی نماز جنازہ (غائبانہ) نبی اکرم ﷺ نے نہیں پڑھی۔ آپ ﷺ کے بہت سے جان نثار صحابہؓ، قراء صحابہؓ، آپ کے چچازاد بھائی حضرت جعفر طیارؓ، آپ کے منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہؓ ان سب کا انتقال حالت سفر میں ہوا۔ آپ ﷺ کو مدینہ منورہ میں خبر ملی تو آپ ﷺ نے ان کی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ آپ ﷺ کے بعد آپ کے چاروں خلفاء میں سے کسی ایک کی نماز جنازہ غائبانہ نہیں پڑھی گئی، نیز کسی ایک صحابی سے بھی ایک واقعہ بھی نماز جنازہ غائبانہ پڑھنے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا حالانکہ وہ حضور اکرم ﷺ کے اقوال وافعال کو ہم سے زیادہ اچھی طرح سمجھتے تھے اور ہم سے زیادہ حضور اکرم ﷺ کے اقوال وافعال پر عمل کرنے کا جذبہ رکھتے تھے۔

دینی بھائیو! جس عمل کی مشروعیت میں ہی اختلاف ہو کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ اور حضرت امام مالکؒ کے نزدیک نماز جنازہ غائبانہ جائز ہی نہیں ہے۔ حضرت امام شافعیؒ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے چند شرائط کے ساتھ محدود اجازت تو دی ہے لیکن کبھی بھی زندگی میں ان دونوں حضرات سے نماز جنازہ غائبانہ پڑھنے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا ہے، تو عقل بھی کہتی ہے کہ مشکوک عمل کو کیوں کیا جائے بلکہ میت کے لئے صدقۂ جاریہ کے طور پر کچھ کام کرادیں جس سے مسلمانوں کا تعلیمی یا مالی فائدہ بھی ہو یا کم از کم میت کی مغفرت اور درجات کی بلندی کے لئے دعائیں ہی کریں، اس میں کسی طرح کا کوئی اختلاف بھی نہیں ہے۔

اوقاتِ مکروھہ

نماز کے مکروہ اوقات پانچ ہیں: ان میں سے تین ایسے ہیں جن میں فرض اور نفل دونوں نمازیں مکروہ تحریمی ہیں۔ وہ تین اوقات یہ ہیں:

۱) سورج کے طلوع ہونے کے وقت۔

۲) زوالِ آفتاب کے وقت۔

۳) سورج کے غروب ہونے کے وقت۔

﴿وضاحت﴾ اگر عصر کی نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ سورج کے غروب ہونے کا وقت قریب آ گیا تو کراہت کے ساتھ اس دن کی عصر کی نماز سورج کے ڈوبنے کے وقت بھی ادا کی جاسکتی ہے۔

ان اوقات کے علاوہ دو اوقات ایسے ہیں کہ جن میں صرف نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے، البتہ فوت شدہ فرض نماز کی قضا پڑھ سکتے ہیں۔

۱) نمازِ فجر کے بعد طلوع آفتاب تک ہر طرح کی نفل نماز مکروہ ہے۔

۲) عصر کی نماز کے بعد سورج کے غروب ہونے تک ہر نفل نماز مکروہ ہے۔

☆ حضرت عمرو سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے نبی ﷺ مجھے ایسی چیز بتلایئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتائی ہو اور مجھے معلوم نہ ہو، خاص طور پر نماز کے متعلق بتلایئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صبح کی نماز پڑھ کر کوئی اور نماز پڑھنے سے رُکے رہو تا آنکہ آفتاب طلوع ہو کر بلند ہو جائے، کیونکہ آفتاب شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت سورج پرست کفار اسے سجدہ کرتے ہیں۔ جب سورج کچھ بلند ہو جائے تو پھر نماز پڑھو کیونکہ ہر نماز بارگاہِ الٰہی میں پیش کی جاتی ہے، البتہ جب نیزہ بے سایہ ہو جائے (زوال کے وقت) تو نماز نہ پڑھو، کیونکہ یہ جہنم کو دہکانے کا وقت ہے اور جب سایہ بڑھنا شروع ہو جائے تو پھر نماز پڑھو،

کیونکہ نماز اللہ کے حضور پیش کی جاتی ہے۔ جب عصر کی نماز پڑھ چکو تو پھر دوسری نماز سے رک جاؤ تا آنکہ سورج غروب ہوجائے، کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت سورج پرست کفار سورج کو سجدہ کرتے ہیں۔ (مسلم ۔ الاوقات التی نہی عن الصلاۃ فیھا)

☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: صبح کی نماز کے بعد آفتاب کے بلند ہونے تک اور کوئی نماز نہیں ہے اور عصر کی نماز کے بعد غروب آفتاب تک اور کوئی نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔(بخاری ۔ لایتحری الصلاۃ قبل الغروب)

نمازی کے سامنے سے گزرنے کی سزا

نمازی کے آگے سے گزرنا بڑا گناہ ہے۔لہذا گزرنے والوں کو چاہئے کہ وہ نمازی کا خیال رکھیں۔اسی طرح نماز پڑھنے والوں کو بھی چاہئے کہ وہ ایسی جگہ نماز پڑھیں جہاں سے گزرنے والوں کو پریشانی نہ ہو اور اگر ایسی جگہ نہ ملے تو انہیں چاہئے کہ وہ اپنے سامنے کوئی چیز مثلاً کرسی یا لکڑی کا تختہ سُترہ کے طور پر رکھ لیں، جس کی اونچائی تقریباً ایک ذراع کے قریب (ایک فٹ سے کچھ زیادہ) ہو۔

نمازی کے سامنے سے گزرنے اور سُترہ کے متعلق چند احادیث:

☆ حضرت ابوجہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نمازی کے سامنے سے گزرنے والا اگر جان لے کہ اس پر کتنی بڑی سزا ہے تو وہ اس کے سامنے سے گزرنے کی بجائے چالیس تک ٹھہرا رہتا، تو یہ بہتر تھا۔ (بخاری و مسلم و موطا مالک)

ابوالنضرؒ کہتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں، آپ کی مراد چالیس دن تھی یا چالیس مہینہ یا چالیس سال۔ البتہ مسند احمد اور ابن ماجہ کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس سے آپ ﷺ کی مراد چالیس سال ہے، یعنی نمازی کے آگے سے گزرنا نہیں چاہئے خواہ ۴۰ سال تک کھڑا رہنا پڑے۔

☆ حضرت کعب احبارؒ فرماتے ہیں کہ اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کو معلوم ہو جائے کہ اس پر کتنی سخت سزا ہے تو اس کے بدلے اگر وہ زمین میں دھنس جائے تو اس کے لئے نمازی کے سامنے سے گزرنے سے یہ بہتر ہے۔ (موطا مالک، باب التشدید فی ان یمر احد بین یدی المصلی)

☆ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے نماز کے سُترہ کی بابت پوچھا گیا تو آپ ﷺ

نے فرمایا: مؤخرہ الرحل (کجاوہ کی کیل) کی طرح۔ (مسلم، سترة المصلّی)

علامہ نووی ؒ اس کی تشریح فرماتے ہیں سُترہ کی کم از کم مقدار کجاوہ کی کیل جتنی ہوتی ہے جو کہ کلائی کی ہڈی اور دو تہائی ذراع کے برابر ہوتی ہے اور اسی طرح کی کوئی چیز کھڑی کرنے سے یہ مقصد حاصل ہو جائے گا۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عیدگاہ تشریف لے جاتے اور آپ کے آگے نیزہ بردار ہوتا۔ یہ نیزہ عیدگاہ میں آپ ﷺ کے سامنے گاڑ دیا جاتا پھر آپ ﷺ اس طرف نماز پڑھتے۔ (مسلم، سترة المصلّی)

چند ضروری مسائل:

☆ اگر کسی میدان یا صحن میں نماز ادا کی جارہی ہے تو باجماعت نماز میں امام کا سُترہ سب کی طرف سے کافی ہے۔ پھر سُترہ کی موجودگی میں اگر کوئی شخص سامنے سے گزر جائے تو گنہگار نہیں ہوگا۔

☆ مسجدِ حرام (مکہ مکرمہ) میں نماز پڑھنے والوں کے آگے سے گزرنے کی گنجائش ہے۔ مسجد نبوی (مدینہ منورہ) کا حکم بھی مسجد حرام کی طرح ہے کہ وہاں پر بھی ازدحام زیادہ ہونے کی صورت میں نماز پڑھنے والوں کے آگے سے گزر سکتے ہیں۔ مگر دونوں مسجدوں (مسجد حرام اور مسجد نبوی) میں بھی نمازی کے آگے گزرنے سے حتی الامکان بچنے کی کوشش کریں۔

☆ احادیث میں نمازی کے آگے سے گزرنے سے منع کیا گیا ہے، لہذا اگر کوئی شخص مسجد میں بیٹھا ہوا ہے اور اس کے پیچھے کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہے، تو یہ شخص نمازی کے آگے سے اٹھ کر جا سکتا ہے، کیونکہ یہ نمازی کے آگے سے گزرنا نہیں کہلایا جائے گا۔

☆ نمازی اگر کسی شخص کو اُس کے آگے سے گزرتا ہوا دیکھے، تو ایک ہاتھ کے اشارہ سے نمازی اُس گزرنے والے شخص کو روک سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص گزر ہی جائے تو نماز پڑھنے والے کی نماز اس سے

فاسد نہیں ہوگی۔

☆ اگر سُترہ نہیں رکھا ہے تو تین چار صفوں کے بعد نمازی کے آگے سے گزرنے کی گنجائش ہے۔ دیگر علماء نے ایک صف کے بعد گزرنے کی اجازت دی ہے۔ مگر احتیاط اسی میں ہے کہ نمازی کے آگے سے گزرنے سے حتی الامکان بچیں کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات نمازی کے آگے سے گزرنے سے بچنے کی ہیں۔

☆ کسی ستون کے پیچھے نماز پڑھنے کی صورت میں ستون سُترہ کا بدل ہو جائے گا۔

☆ فرض نماز سے فراغت کے بعد فوراً ہی سنن یا نوافل کی نیت نہ باندھیں بلکہ کچھ دیر اللہ کا ذکر کر لیں یا دعائیں کر لیں۔ تاکہ جن حضرات کو کوئی ضرورت یا تقاضہ ہو تو وہ مسجد سے نکل سکیں۔

☆ یاد رکھیں کہ سنن ونوافل کا گھر پر پڑھنا زیادہ بہتر ہے، البتہ اگر کسی شخص کے لئے گھر پر سنن یا نوافل کا اہتمام دشوار ہے، تو وہ شخص فرض نماز سے فراغت کے بعد مسجد میں ہی سنن ادا کر لے۔

☆ خواتین گھر کے کسی کونے میں اِس طرح نماز ادا کریں کہ کسی شخص کو اُس کے آگے سے گزرنا نہ پڑے۔ کسی کونے میں جگہ نہ ملنے کی صورت میں کوئی چیز سُترہ کے طور پر رکھ کر اس کے پیچھے نماز پڑھیں۔

مریض کی نماز کا حکم

اگر کوئی بیمار ایسا ہے کہ اس کے کپڑے یا بدن کی ناپاکی دور نہیں کی جاسکتی ہے مثلاً پیشاب کے لئے تھیلی لگی ہوئی ہے تو وہ ناپاکی کی موجودگی میں نماز ادا کرے گا۔ جہاں تک وضو کرنے کا معاملہ ہے تو اگر وضو کرسکتا ہے تو وضو کرے ورنہ تیمّم کرے۔ اور اگر کوئی دوسرا شخص وضو یا تیمّم کرا سکتا ہے تو کرادے۔ وضو میں جو اعضاء دھوئے جاتے ہیں اگر اُس جگہ پر پٹی بندھی ہوئی ہے تو وضو کرنے کی صورت میں جس جگہ پر پٹی بندھی ہوئی ہے اُس جگہ پر مسح کرلے، باقی اعضاء کو دھولے۔ تیمّم کے لئے مٹی یا مٹی کی جنس سے کوئی چیز ہونی چاہئے یا کم از کم اس پر مٹی کا کچھ اثر ہو۔ آج کل جو اعلیٰ قسم کے پینٹ دیواروں پر ہوتے ہیں اس سے تیمّم نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اگر کوئی بیمار وضو نہیں کرسکتا ہے اور مٹی یا مٹی کی جنس سے کوئی چیز مہیا بھی نہیں ہے تو پھر بغیر وضو یا تیمّم کے ہی نماز ادا کرلے۔

بیمار اگر کھڑے ہوکر نماز ادا نہیں کرسکتا ہے تو بیٹھ کر ادا کرے، اگر بیٹھ کر بھی ادا نہیں کرسکتا ہے تو لیٹ کر ہی ادا کرے، حتی کہ علماء کرام نے تحریر کیا ہے کہ اشارہ سے بھی نماز پڑھ سکتا ہے تو اس کو پڑھنی چاہئے، یعنی یہ خیال کرے کہ میں اب رکوع میں ہوں اور اب میں سجدہ میں ہوں اور دل ہی دل میں جو نماز میں پڑھا جاتا ہے، اسے پڑھتا رہے۔

اگر مریض قبلہ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھ سکتا ہے تو اس کو قبلہ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنی چاہئے لیکن اگر کسی عذر کی وجہ سے قبلہ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنا ممکن نہیں ہے تو جس طرف ممکن ہو رخ کرکے نماز پڑھ لے۔

اگر کسی شخص کی سخت بیماری کی وجہ سے نمازیں چھوٹ گئیں تو صحت کے بعد اُن کی قضا کرنی ہوگی۔ لیکن اگر کوئی شخص صحتیاب نہ ہوسکا اور دنیا سے رخصت ہوگیا تو وارثین کو چاہئے کہ ہر نماز کے بدلہ صدقۂ فطر کے مقدار صدقہ نکالیں، حضرت امام ابوحنیفہؒ اور علماء احناف کی تحقیق کے مطابق تقریباً پونے دو کیلو

گیہوں یا اس کی قیمت ہر نماز کے بدلہ میں غریبوں کے دیں۔اسی طرح اگر کوئی شخص بیماری کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکا تو اس کو بعد میں قضا کرنی ہوگی۔لیکن اگر کوئی شخص اپنے مرض یا بڑھاپے کی وجہ سے بعد میں بھی روزہ نہیں رکھ سکتا ہے تو ہر روزہ کے بدلہ میں صدقۂ فطر کے مقدار صدقہ نکالے۔جو خواتین حیض یا نفاس کی وجہ سے روزہ نہیں رکھتی ہیں،انہیں بعد میں قضا کرنی ہوگی،صدقہ دینا کافی نہیں ہوگا، الّا یہ کہ عورت کے لئے اپنے کسی مرض کی وجہ سے بعد میں بھی روزہ رکھنا دشوار ہو۔بیمار شخص اگر سنن ونوافل پڑھ سکتا ہے تو پڑھ لے ورنہ صرف فرض ادا کرلے۔

مسافر کی نماز کا حکم

اگر سفر ۴۸ میل (تقریباً ۷۸ کیلومیٹر) سے زیادہ کا ہے، تو شہر یا گاؤں کی حدود سے نکلتے ہی آپ شرعی مسافر ہو جائیں گے۔ لہذا ظہر، عصر اور عشا کی چار رکعات کے بجائے دو رکعات فرض ادا کریں اور فجر کی دو اور مغرب کی تین ہی رکعات ادا کریں۔ البتہ کسی مقیم امام کے پیچھے نماز پڑھیں تو امام کے ساتھ پوری نماز ادا کریں۔ ہاں اگر امام بھی مسافر ہو تو دو ہی رکعات پڑھیں۔ اگر کسی شخص نے مسافر ہونے کے باوجود دو کی جگہ چار رکعات ادا کر لی اور اس نے حسب معمول دوسری رکعت میں قاعدہ کیا تو نماز صحیح ادا ہو جائے گی۔ سفر میں بھی ہر نماز کو وقتپر ادا کرنا چاہیئے، لیکن اگر کوئی عذر ہے مثلاً بار بار رکنا دشواری کا سبب ہے تو دو نمازیں ظاہری جمع کر کے ادا کر لی جائیں یعنی ایک نماز کو اس کے آخری وقت میں اور دوسری نماز کو اس کے اوّل وقت میں ادا کر لیا جائے۔ اگر آپ کی رہائش کسی ایسے بڑے شہر میں ہے جہاں کا رقبہ خود مسافر کی مسافت کے برابر ہے تو آپ اپنے محلّہ / علاقہ سے نکلتے ہی مسافر ہو جائیں گے۔ اگر کسی جگہ پر ۱۵ روز یا اس سے زیادہ آپ قیام کر رہے ہیں تو وہاں پہنچ کر مقیم ہو جائیں گے۔ اپنے وطن اصلی میں ایک روز کے لئے بھی جائیں گے تو وہاں ۴ رکعات ہی ادا کرنی ہوگی۔ سنتوں اور نفل کا حکم یہ ہے کہ اگر اطمینان کا وقت ہے تو پوری پڑھیں اور اگر جلدی ہے یا تھکن ہے یا کوئی اور دشواری ہے تو نہ پڑھیں، کوئی گناہ نہیں البتہ وتر اور فجر کی دو رکعت سنت کو نہ چھوڑیں۔ سفر میں چھوٹی ہوئی نماز کی قضا گھر آ کر بھی دو رکعات ہی ہوگی۔

فوت شدہ (چھوٹی ہوئی) رکعات کی ادائیگی کیسے کریں؟

مرد حضرات حتی الامکان فرض نماز جماعت کے ساتھ ہی ادا کریں کیونکہ فرض نماز کی مشروعیت جماعت کے ساتھ وابستہ ہے جیسا کہ قرآن کریم کی آیات، احادیث شریفہ اور صحابہ کرام کے اقوال میں مذکور ہے۔ فرض نماز جماعت کے بغیر ادا کرنے پر فرض تو ذمہ سے ساقط ہو جائے گا، مگر معمولی معمولی عذر کی بناء پر جماعت کا ترک کرنا گناہ ہے۔ ہمیں فرض نماز تکبیر اُولی کے ساتھ ہی پڑھنی چاہئے کیونکہ احادیث میں تکبیر اُولی (پہلی تکبیر) کو نماز کی ناک اور نماز کا نچوڑ قرار دیا گیا ہے۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص چالیس دن اخلاص سے تکبیر اُولی کے ساتھ باجماعت نماز پڑھتا ہے تو اس کو دو پروانے ملتے ہیں: ایک جہنم سے بری ہونے کا اور دوسرا نفاق سے بری ہونے کا۔ (ترمذی)

تکبیر اولیٰ کے اہتمام کے باوجود بسا اوقات ہم جب مسجد پہنچتے ہیں تو نماز شروع ہوگئی ہوتی ہے، ایسے وقت میں ہمیں چاہئے کہ ہم جماعت میں شریک ہو جائیں خواہ امام کسی بھی رکن میں ہو۔ اگر ہم نے امام کے ساتھ قیام یا رکوع حاصل کرلیا تو شرعاً وہ رکعت حاصل شدہ تسلیم کی جائے گی۔ لیکن اگر ہم ایسے وقت میں جماعت میں شریک ہوئے کہ امام کے ساتھ رکوع ملنے میں شک وشبہ ہے تو احتیاطاً اس رکعت کو حاصل کیا ہوا تسلیم نہیں کیا جائے گا۔

امام کے ساتھ نماز میں شریک ہو کر تمام اعمال امام کی طرح کرتے رہیں۔ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اب ہمیں فوت شدہ رکعات کی ادائیگی کرنی ہوگی۔ عام طریقہ کے مطابق ہی فوت شدہ رکعات کی ادائیگی کی جائے گی، صرف دو جگہوں پر خصوصی توجہ درکار ہے۔ ۱) سورہ فاتحہ کے بعد سورت پڑھنے یا نہ پڑھنے کے اعتبار سے وہ فوت شدہ رکعات تسلیم کی جائے گی یعنی ہمیں پہلی اور دوسری رکعت میں سورہ

فاتحہ کے بعد سورت بھی پڑھنی ہوگی۔ تیسری اور چوتھی فوت شدہ رکعات میں صرف سورہ فاتحہ پڑھنی ہوگی۔ ۲) سجدہ کے بعد قاعدہ میں بیٹھنے یا کھڑے ہونے کے اعتبار سے دیکھا جائے گا کہ مجموعی طور پر کل کتنی رکعات ہوگئیں۔

چند مثالیں:

۱) اگر آپ کو نماز ظہر کی صرف دو رکعات امام کے ساتھ ملیں تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد آپ کو فوت شدہ دو رکعات میں سورہ فاتحہ کے بعد سورت بھی پڑھنی ہوگی کیونکہ یہ آپ کی پہلی اور دوسری فوت شدہ رکعات ہیں اور پہلی اور دوسری رکعات میں سورہ فاتحہ کے بعد سورت بھی پڑھی جاتی ہے۔ لیکن آپ پہلی فوت شدہ رکعت کے دونوں سجدوں سے فراغت کے بعد کھڑے ہو جائیں گے کیونکہ یہ مجموعی طور پر آپ کی تیسری رکعت ہوگئی۔ فوت شدہ دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورت پڑھنی ہوگی اور پھر آخر میں دونوں سجدوں سے فراغت کے بعد قاعدہ میں بیٹھ جائیں گے کیونکہ یہ مجموعی طور پر آپ کی چوتھی رکعت ہوگئی۔

۲) اگر آپ کو نماز عشاء کی صرف ایک ہی رکعت امام کے ساتھ ملی تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد آپ کو تین رکعات ادا کرنی ہوں گی۔ پہلی اور دوسری فوت شدہ رکعات میں فاتحہ کے بعد سورت بھی پڑھنی ہوگی کیونکہ پہلی اور دوسری رکعات میں سورہ فاتحہ کے بعد سورت بھی پڑھی جاتی ہے، لیکن تیسری فوت شدہ رکعت میں صرف فاتحہ پڑھنی ہوگی کیونکہ تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورت نہیں پڑھی جاتی ہے۔ پہلی فوت شدہ رکعت کے دونوں سجدوں سے فراغت کے بعد آپ بیٹھ جائیں گے کیونکہ یہ مجموعی طور پر آپ کی دوسری رکعت ہے اور دوسری رکعت میں دونوں سجدوں سے فراغت کے بعد بیٹھا جاتا ہے۔ دوسری فوت شدہ رکعت میں دونوں سجدوں سے فراغت کے بعد آپ کھڑے ہو جائیں گے کیونکہ یہ مجموعی طور پر آپ کی تیسری رکعت ہے اور تیسری رکعت میں دونوں سجدوں سے فراغت کے

بعد کھڑے ہوتے ہیں۔، تیسری فوت شدہ رکعت میں دونوں سجدوں سے فراغت کے بعد آپ بیٹھ جائیں گے کیونکہ یہ مجموعی طور پر آپ کی آخری رکعت ہے۔

۳) اگر آپ مغرب کی نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد پہنچے اور امام دوسری رکعت کے قاعدہ میں تھا تو آپ کو امام کی اتباع میں قاعدہ میں شریک ہوجانا چاہئے ،لیکن یہ قاعدہ صرف اور صرف امام کی اتباع کی وجہ سے ہے۔ظاہر ہے کہ اس کے بعد آپ امام کے ساتھ ایک رکعت ادا کریں گے جس میں وہ قاعدہ بھی کرے گا۔آپ تشہد پڑھنے کے بعد امام کے سلام پھیرنے کا انتظار کرتے رہیں۔امام کے سلام پھیرنے کے بعد آپ اپنی فوت شدہ دو رکعات ادا کریں گے۔چونکہ آپ پہلی اور دوسری رکعات ادا کررہے ہیں،لہٰذا دونوں رکعات میں فاتحہ کے بعد سورت ملائیں۔فوت شدہ پہلی رکعت کے دونوں سجدوں کے بعد آپ بیٹھ جائیں کیونکہ یہ مجموعی طور پر آپ کی دوسری رکعت ہے اور دوسری رکعت میں قاعدہ اولیٰ واجب ہے۔فوت شدہ دوسری رکعت کے دونوں سجدوں سے فراغت کے بعد آپ بیٹھ جائیں کیونکہ یہ آپ کی مجموعی طور پر تیسری رکعت ہے اور اس میں قاعدہ اخیرہ کیا جاتا ہے۔

خلاصہ کلام: چھوٹی ہوئی رکعات سورہ فاتحہ کے بعد سورت پڑھنے یا نہ پڑھنے کے اعتبار سے فوت شدہ رکعات تسلیم کی جائے گی یعنی ہمیں پہلی اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورت بھی پڑھنی ہوگی۔اور سجدہ کے بعد قاعدہ میں بیٹھنے یا کھڑے ہونے کے اعتبار سے دیکھا جائے گا کہ مجموعی طور پر کل کتنی رکعات ہوگئیں۔باقی نماز کی ترتیب وہی ہے۔

﴿نوٹ﴾ مسئلہ مذکورہ میں جمہور علماء کا تقریباً اتفاق ہے،لہٰذا مضمون کی طوالت سے بچنے کی غرض سے دلائل پر بحث نہیں کی گئی،مسئلہ کا صرف خلاصہ ذکر کردیا گیا ہے۔

امام کے پیچھے مقتدی کا سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم

امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کے مسئلہ میں ہمیں سب سے پہلے قرآن کریم کی طرف رجوع کرنا چاہئے چنانچہ فرمان الٰہی ہے: وَاِذَا قُرِیَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهٗ وَاَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو غور سے سنو اور چپ رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ (سورۃ الاعراف ۲۰۴) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک عام حکم بیان کیا کہ جب کلام الٰہی پڑھا جائے تو اس کو بغور سماعت کیا جائے اور خاموش رہا جائے، خواہ قرآن کریم نماز میں پڑھا جا رہا ہو یا نماز کے باہر۔ جو حضرات امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کے وجوب کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہاں نماز کے باہر قرآن کریم پڑھنے کا حکم ہے حالانکہ قرآن کریم کا کوئی ایک حرف بھی اس کی طرف نشاندہی نہیں کر رہا کہ یہ حکم نماز کے علاوہ تک محدود کر دیا جائے۔ بلکہ حضرات صحابہ، تابعین، مفسرین اور محدثین میں سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت امام زہریؒ، حضرت عبید بن عمیرؒ، حضرت عطا بن رباحؒ، حضرت مجاہدؒ، حضرت سعید بن المسیبؒ، حضرت سعید بن جبیرؒ، حضرت ضحاکؒ، حضرت ابراہیم نخعیؒ، حضرت قتادہؒ، حضرت عامر شعبیؒ وغیرہ نے فرمایا ہے کہ اس آیت میں اس نمازی کا بھی حکم ہے جو امام کی اقتداء میں نماز ادا کر رہا ہو۔ (تفسیر طبری) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دو جملے استعمال کئے ہیں، غور سے سنو، یہ ظاہر ہے کہ تبھی ہوگا جب امام کی آواز مقتدی سن رہا ہو یعنی جہری نماز۔ چپ رہو یعنی سری نماز میں بھی خاموش رہنا ہے۔

اب آیئے حضور اکرم ﷺ کے قول و عمل کی طرف، تو حضور اکرم ﷺ نے متعدد مرتبہ امام اور مقتدی کی ذمہ داریوں کو بیان فرمایا، مگر پوری زندگی میں ایک مرتبہ بھی حضور اکرم ﷺ نے مقتدی کے لئے سورہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنے کے وقت کو نہیں بتلایا۔ اگر مقتدی کے لئے سورہ فاتحہ کا پڑھنا اتنا ضروری ہوتا کہ اس کے بغیر نماز ہی ادا نہیں ہو سکتی تو کم از کم زندگی میں ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ یہ ضرور بتلاتے کہ

مقتدی امام کے پیچھے کس وقت سورہ فاتحہ پڑھے گا۔کل قیامت تک حضور اکرم ﷺ کے فرمان (صحیح حدیث) سے کوئی شخص یہ ثابت نہیں کرسکتا ہے کہ مقتدی کو سورہ فاتحہ کس وقت پڑھنی ہے،علماء نے اپنی آراء پیش فرمائی ہیں، جو ان کی اپنی آراء ہیں،ہمیں ان کی آراء سے اختلاف کرنے کا مکمل حق حاصل ہے۔

اختصار کے مدنظر صرف ایک حدیث پیش ہے جس میں حضور اکرم ﷺ نے امام اور مقتدی کی ذمہ داری کو ذکر فرمایا: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا جس میں ہمارے لئے زندگی گزارنے کے طریقہ کو بیان فرمایا اور ہمیں نماز سکھائی اور فرمایا: جب نماز ادا کرنے کا ارادہ کرو تو اپنی صفیں درست کرو، پھر تم میں سے ایک امام بنے اور امام جب تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو اور جب وہ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْن کہے تو تم آمین کہو۔ (مسلم ج۱،ص:۱۷۴) یہ صحیح حدیث واضح الفاظ میں بتارہی ہے کہ امام کی ذمہ داری قرأت کرنا اور مقتدیوں کا وظیفہ بوقت قرأت خاموش رہنا ہے۔اگر امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہوتا تو نبی اکرم ﷺ اس کا تذکرہ یہاں ضرور فرماتے۔اور یہ بھی ذکر فرماتے کہ مقتدی کو سورہ فاتحہ کب پڑھنی ہے۔اس حدیث میں جہری وسری نماز کی کوئی قید نہیں ہے اس لئے یہ حکم سب نمازوں کو شامل ہوگا۔

اس کے علاوہ متعدد احادیث میں مذکور ہے کہ امام کی قراءت مقتدی کے لئے کافی ہے۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے امام کی اقتداء کی تو امام کی قرأت مقتدی کی قرأت کے حکم میں ہے۔(مسند احمد) یہ حدیث مختلف سندوں کے ساتھ حدیث کی متعدد کتابوں میں موجود ہے۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر وہ نماز جس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے سوائے اس نماز کے جو امام کی اقتداء میں پڑھی جائے۔(ترمذی) یہ حدیث سند کے اعتبار سے نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے،امام

ترمذیؒ نے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے پیچھے نماز میں کسی صحابی نے قرأت کی۔ آپ ﷺ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ (مسند احمد، بیہقی) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے نماز پڑھائی تو کچھ لوگوں کو امام کے ساتھ قرأت کرتے سنا، جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم لوگ عقل وفہم سے کام لو۔ جب قرآن کی قرأت کی جائے تو اس کی طرف دھیان دو اور چپ رہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے۔ (تفسیر طبری، تفسیر ابن کثیر، الدر المنثور للسیوطی)

رہا معاملہ اس حدیث کا جس میں کہا گیا ہے کہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز ادا نہیں ہوتی ہے، تو اس میں موضوع بحث مسئلہ مراد ہی نہیں ہے بلکہ یہاں دوسرا مسئلہ ہے کہ نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کا کیا حکم ہے، سنت ہے یا ضروری۔ حدیث مطلق اور عام ہے اس لئے اس سے صرف یہ معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ کا نماز میں پڑھنا ضروری ہے۔ البتہ امام کے پیچھے مقتدی سورۂ فاتحہ نہیں پڑھے گا جیسا کہ ترمذی کی صحیح حدیث میں گزر چکا ہے۔ نیز اگر کوئی شخص امام کو رکوع میں پالے تو دیگر احادیث کی روشنی میں سارے علماء نے فرمایا ہے کہ اس کی یہ رکعت سورۂ فاتحہ کے بغیر ادا ہوگئی۔ معلوم ہوا کہ یہ حدیث اپنے عموم پر دلالت نہیں کرتی۔

اس مسئلہ میں زمانہ قدیم سے اختلاف چلا آرہا ہے اور بظاہر اس کے حل کی کوئی توقع نہیں ہے، ہمیں شریعت اسلامیہ نے مکلّف کیا ہے کہ ہم قرآن وحدیث پر عمل کریں، ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے مشہور فقیہ وتابعی حضرت امام ابوحنیفہؒ، ان کے شاگرد، دیگر علماء احناف اور ہندو پاک کے جمہور علماء کا قرآن وحدیث کی روشنی میں موقف ہے کہ نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے لیکن امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی جائے گی، بلکہ امام کا سورہ فاتحہ پڑھنا مقتدیوں کی طرف سے بھی کافی ہوجائے گا۔ جیسا کہ میں نے قرآن وحدیث کی روشنی میں اختصار کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اس موضوع پر ہمارے علماء نے ضخیم کتابیں بھی تحریر کی ہیں، جن میں تمام دلائل پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ جن حضرات کا موقف

ہمارے علماء سے مختلف ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں وہ اپنی رائے پر عمل کریں، لیکن ہمارے اوپر اپنی رائے تھوپنے کی کوشش نہ کریں۔ نیز ان فروعی مسائل میں اپنی صلاحتیں لگا کر امت کے درمیان تفریق پیدا نہ کریں، کیونکہ اس طرح کے مختلف فیہ مسائل کا حل بظاہر نہیں ہے۔ امام حرم شیخ عبدالرحمٰن السدیس نے دارالعلوم دیوبند کے سفر کے دوران بھی یہ پیغام پوری امت مسلمہ کو دیا تھا کہ اس طرح کے مختلف فیہ مسائل میں اپنی طاقت وصلاحیت صرف نہ کریں کیونکہ ان فروعی مسائل میں اختلاف کا بظاہر کوئی ایسا حل نہیں ہے کہ ساری امت تسلیم کرلے۔ غرضیکہ ہم دوسری رائے کا احترام کرتے ہوئے قرآن وحدیث کی روشنی میں یہی کہیں گے کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہئے کیونکہ قرآن کریم کے واضح حکم میں تاویل وتوجیہ نہ کی جائے بلکہ ہم اپنی رائے میں تاویل وتوجیہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر اپنے کلام میں اعلان کردیا کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو بغور سنا جائے اور چپ رہا جائے۔ اس موقعہ پر دو جملوں کا استعمال جہری اور سری نماز کی طرف نشاندہی کرتا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور عمومی طور پر حکم وجوب کے لئے ہوتا ہے۔ یعنی جہری وسری دونوں نماز میں خاموش رہنا ضروری ہے۔

فجرکی ۲ رکعت سنت

فجرکی ۲ رکعت سنت کی اھمیت:

ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ فرض نمازوں کے ساتھ سنن ونوافل کا بھی خاص اہتمام کرے تا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب بھی حاصل ہوجائے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بندہ نوافل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے قریب ہوتا جاتا ہے۔(بخاری) نیز اگر خدانخواستہ قیامت کے دن فرض نمازوں میں کچھ کمی نکلے تو سنن ونوافل سے اسکی تکمیل کردی جائے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت کے دن آدمی کے اعمال میں سے سب سے پہلے فرض نماز کا حساب لیا جائے گا، اگر نماز درست ہوئی تو وہ کامیاب وکامران ہوگا اور اگر نماز درست نہ ہوئی تو وہ ناکام اور خسارہ میں ہوگا۔اور اگر کچھ نماز میں کمی پائی گئی تو ارشادِ خداوندی ہوگا کہ دیکھو اس بندے کے پاس کچھ نفلیں بھی ہیں جن سے فرضوں کو پورا کردیا جائے، اگر نکل آئیں تو ان سے فرضوں کی تکمیل کردی جائے گی۔(ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، ابوداد، مسند احمد)

دن رات میں ۱۲ رکعت سنن مؤکدہ ہیں (۲ رکعت نمازِ فجر سے قبل، ۴ رکعت نمازِ ظہر سے قبل، ۲ رکعت نمازِ ظہر کے بعد، ۲ رکعت نمازِ مغرب کے بعد اور ۲ رکعت نمازِ عشاء کے بعد)۔البتہ نبی اکرم ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں امت مسلمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تمام نمازِ سنن میں سب سے زیادہ اہمیت فجر کی ۲ رکعت سنتوں کی ہے، جیسا کہ بعض احادیث مندرجہ ذیل ہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: فجر کی دو رکعت (سنتیں) دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے اس سے بہتر ہے۔ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ دو رکعتیں پوری دنیا سے زیادہ محبوب ہیں۔(مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ فجر کی سنتوں سے زیادہ کسی نفل کی پابندی نہیں

فرماتے تھے۔ (بخاری،مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فجر کی دو رکعت (سنت) نہ چھوڑو اگرچہ گھوڑوں سے تم کو روندیا جائے۔ (ابوداود)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ظہر سے پہلے ۴ رکعت اور فجر سے پہلے ۲ رکعت کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔ (بخاری)

فجر کی جماعت شروع ہونے کے بعد ۲ رکعت سنت :

علماء کرام کا اتفاق ہے کہ نمازِ فجر کے علاوہ اگر دیگر فرض نمازوں (ظہر، عصر، مغرب اور عشاء) کی جماعت شروع ہوجائے تو اس وقت اور کوئی نماز حتی کہ اس نماز کی سنتیں بھی نہیں پڑھی جاسکتی ہیں۔ البتہ فجر کی سنتوں کے سلسلہ میں علماء کی دو رائے ہیں، اور یہ دونوں رائے صحابہ کرام کے زمانے سے چلی آرہی ہیں، جیسا کہ امام ترمذیؒ نے اپنی کتاب میں اس کا ذکر کیا ہے۔ (ترمذی جلد۲ صفحہ۲۸۲)

پہلی رائے کے مطابق:

فجر کی سنتوں کا حکم بھی دیگر سنتوں کی طرح ہے کہ جماعت شروع ہونے کے بعد سنت کی ادائیگی نہیں۔ اس رائے کے لئے بنیادی طور پر حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث کو دلیل میں پیش کیا جاتا ہے جس میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب جماعت شروع ہوجائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی اور نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔ (ترمذی۔ جلد۲ صفحہ۲۸۲) (دوسری رائے کے نقطۂ نظر کے مطابق اس حدیث کا صحیح مفہوم مضمون کے آخر میں مذکور ہے، غرضیکہ حدیث کے نص کو سمجھنے میں علماء کی رائے مختلف ہیں)۔

دوسری رائے کے مطابق:

فجر کی سنتوں کی اہمیت کے پیش نظر، جماعت شروع ہونے کے بعد بھی حضرات صحابہ کرام یہ سنتیں پڑھ کر جماعت میں شریک ہوا کرتے تھے۔ لہذا اگر نماز کی دوسری رکعت مل جانے کی قوی امید ہو تو جہاں

جماعت ہورہی ہے اس سے حتی الامکان دور فجر کی دورکعت سنت پڑھ کر نماز میں شریک ہوں۔جس کے لئے مندرجہ ذیل دلائل ہیں:

حضرت عبد الله بن مسعودؓ کا عمل:

حضرت عبداللہ بن ابی موسیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہماری مسجد میں تشریف لائے تو امام فجر کی نماز پڑھا رہا تھا، آپ نے ایک ستون کے قریب فجر کی سنتیں ادا فرمائیں چونکہ وہ اس سے پہلے سنتیں نہیں پڑھ سکے تھے۔۔۔۔اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے تمام راوی مضبوط ہیں۔ (مجمع الزوائد ج ا ص ۷۵)

حضرت عبد اللّٰہ بن عباسؓ کا عمل:

حضرت ابوعثمان انصاری فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تشریف لائے جب کہ امام فجر کی نماز پڑھا رہا تھا اور آپ نے فجر کی دورکعت سنتیں نہیں پڑھی تھیں، تو پہلے انہوں نے دورکعتیں پڑھیں پھر جماعت میں شامل ہوکر فجر کی نماز پڑھی۔ (آثار السنن ج ۳ ص ۳۳، طحاوی، الرجل یدخل المسجد والامام، صَحَّحَه النِّیْمَوِی)

حضرت عبد اللّٰہ بن عمرؓ کا عمل:

حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما گھر سے نکلے تو فجر کی نماز کھڑی ہوگئی تھی، آپ نے مسجد میں داخل ہونے سے پہلے ہی دورکعتیں پڑھیں پھر باجماعت نماز پڑھی۔ (طحاوی، الرجل یدخل المسجد والامام، اسنادہ حسن)

حضرت ابو الدرداءؓ کا عمل:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف لائے تو لوگ فجر کی نماز کے لئے صفوں میں کھڑے تھے، آپ نے مسجد میں ایک طرف دورکعتیں پڑھیں پھر لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہوئے۔

(طحاوی، الرجل یدخل المسجد والامام)

دور فاروقی میں صحابہ کا عمل:

حضرت ابوعثمان مہدی فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر بن الخطابؓ کے دور میں فجر سے پہلے کی دو رکعتیں پڑھے بغیر آیا کرتے تھے، جب کہ حضرت عمر فاروقؓ نماز پڑھا رہے ہوتے، ہم مسجد کے آخر میں دو رکعتیں پڑھ لیتے، پھر لوگوں کے ہمراہ نماز میں شریک ہوجاتے۔ (طحاوی، الرجل یدخل المسجد والامام)

ان جلیل القدر حضرات صحابہ کرام کے عمل سے معلوم ہوا کہ اگر نمازِ فجر کی جماعت مل جانیکی توقع ہے تو مسجد میں ایک طرف سنتیں پڑھ کر جماعت میں شریک ہونا چاہئے۔

اس موضوع پر مزید تحقیق کے لئے میں امام علی بن ابی بکر الہیثمی کی حدیث کی مشہور ومعروف کتاب: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد / باب اذا اقیمت الصلاۃ هل یصلی غیرها کا خلاصہ ذکر کررہا ہوں۔ مؤلف مذکور نے اس باب کا نام رکھا ہے: اگر نماز شروع ہوجائے تو کیا کوئی نماز ادا کی جاسکتی ہے؟ اس موضوع سے متعلق سب سے مستند حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا عمل ذکر کیا گیا ہے: وہ اگر سنتیں پڑھے بغیر مسجد پہونچتے تو ستون کے قریب فجر کی سنتوں کو ادا فرماتے پھر جماعت میں شریک ہوتے۔ (متفقہ طور پر یہ حدیث صحیح ہے)۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ان جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں جن سے خلفاء راشدین ودیگر بڑے بڑے صحابہ کرام مسائل میں رجوع فرماتے تھے۔ ان کے علم وفقاہت کی صحابہ کے درمیان عام شہرت تھی۔ نیز ان کو حضور اکرم ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنے کا والہانہ جذبہ وشوق تھا۔

اس حدیث کے بعد چند احادیث ذکر کی گئی ہیں جو یا تو ضعیف ہیں جن کے ضعف کا ذکر خود مؤلف مذکور نے کیا ہے۔ یا اس کا مطلب دوسرا ہے کہ جس سے احادیث کے درمیان بظاہر تضاد بھی نہ رہے، مثلاً حضرت ابوموسیٰ کی روایت: نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ فجر کی نماز قائم ہونے کے وقت فجر

کی سنتیں ادا کر رہا ہے تو آپ ﷺ نے اس کے کندھے پر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ کاش اس نے سنتیں اس سے پہلے ہی ادا کر لی ہوتیں۔اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ فجر کی نماز شروع ہونے کے بعد سنت ادا ہی نہیں کر سکتے، بلکہ بہتر وافضل طریقہ کی طرف آپ ﷺ نے رہنمائی فرمائی کہ فجر کی جماعت شروع ہونے سے قبل ہی سنتوں سے فارغ ہو جاتا، جس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

بہر حال ان احادیث سے یہ بات ضرور واضح ہوئی کہ حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں صحابہ کرام فجر کی نماز کھڑی ہو جانے کے بعد بھی فجر کی دو رکعت سنت ادا کر لیا کرتے تھے، اگر وہ پہلے سے ادا نہ کر سکے ہوں۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث کا صحیح مفہوم:

ارشاد نبی ﷺ ہے کہ جب نماز شروع ہو جائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی اور نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔ (ترمذی۔جلد۲ صفحہ۲۸۲) یقیناً صحیح حدیث ہے مگر دیگر احادیث وصحابہ کرام کے عمل کو سامنے رکھتے ہوئے یہ ہی کہا جائے گا کہ اس کا تعلق فجر کی نماز کے علاوہ دیگر نمازوں سے ہے، کیونکہ شریعت میں فجر کی دو رکعت سنتوں کی جو اہمیت ہے وہ دیگر سنن کی نہیں۔

دوسری بحث:

اگر سنتیں پڑھ کر جماعت میں شریک ہونا ممکن نہ ہو تو سنتیں چھوڑ دے اور جماعت میں شریک ہو جائے، پھر حکم نبوی کے مطابق (اگر ان سنتوں کو پڑھنا چاہے تو) سورج نکلنے کے بعد ان سنتوں کی قضا پڑھ لے، فجر کی نماز کے بعد یہ سنتیں نہ پڑھے چونکہ نبی اکرم ﷺ نے فجر کے بعد سے لے کر آفتاب تک نماز پڑھنے سے روکا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے فجر کی دو رکعتیں نہ پڑھی ہوں وہ سورج نکلنے کے بعد پڑھ لے۔ (ترمذی، قال الحاکم صحیح علی شرط الشیخین)

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ انہیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی فجر کی دو رکعتیں فوت ہوگئیں، تو آپ نے سورج نکلنے کے بعد انہیں قضا پڑھا۔ (موطا مالک، ماجاء فی رکعتی الفجر)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صبح کی نماز پڑھ کر کوئی اور نماز پڑھنے سے رُکے رہو تا آنکہ آفتاب طلوع ہوکر بلند ہوجائے۔ (بخاری، مسلم)

مذکورہ بالا احادیث سے صراحتاً معلوم ہوا کہ اگر فجر کی سنتیں چھوٹ جائیں تو سورج نکلنے کے بعد پڑھی جائیں، لیکن بعض احباب فجر کے فرائض سے فارغ ہوتے ہی پڑھ لیتے ہیں اور دلیل میں حضرت ابوموسیٰ کی روایت پیش کرتے ہیں جو کہ مرسل ہے جس کی سند متصل نہیں ہے، جیسا کہ خود امام ترمذی جنہوں نے یہ روایت ذکر کی ہے، فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مرسل ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نماز فجر شروع ہونے سے قبل ہی ۲ رکعت سنتوں کی پابندی کرنے والا بنائے تا کہ شریعت میں جو اصل مطلوب ہے اس پر عمل ہوجائے۔

تشہد میں انگلی کا اشارہ

شریعت اسلامیہ میں واضح حکم موجود ہونے کی وجہ سے روزمرہ کے تقریباً ۸۰ فیصد پریکٹیکل مسائل میں امت مسلمہ متفق ہے۔ البتہ چند اسباب کی وجہ سے روزمرہ کے تقریباً ۲۰ فیصد پریکٹیکل مسائل میں زمانۂ قدیم سے ہی اختلاف چلا آرہا ہے۔ انہی ۲۰ فیصد مختلف فیہ مسائل میں تشہد میں انگلی سے اشارہ کرنے کی کیفیت کا مسئلہ بھی ہے۔ اگرچہ امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ تشہد میں انگلی سے اشارہ کرنا فرض یا واجب نہیں بلکہ سنت ہے، یعنی اگر کوئی شخص تشہد میں اشارہ ہی نہ کرسکے تب بھی اس کی نماز مکمل ادا ہوگی۔ مگر عصر حاضر میں باوجودیکہ دشمنان اسلام، مسلمانوں اور اسلام پر ہر طرف سے یلغار کررہے ہیں اور امت مسلمہ کو روز نئے نئے مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، بعض احباب (جن کا مکتب فکر پورے برصغیر میں مسلمانوں کی آبادی کا ایک فیصد بھی نہیں ہے) مسلمانوں کی موجودہ عالمی صورت حال سے واقفیت کے باوجود امت مسلمہ کو ایسے چھوٹے چھوٹے مسائل میں الجھانا چاہتے ہیں جن کا حل نہ آج تک ہوا ہے اور نہ بظاہر کوئی حل کی توقع ہے اور نہ ہی یہ ایسا مسئلہ ہے جو قرآن وحدیث کے حکم کے خلاف ہو۔ سعودی عرب کے ۱۶ سال کے قیام کے دوران متعدد احباب نے مسئلہ مذکور میں مجھ سے رجوع کیا، جس کا اختصار کے ساتھ جواب دے دیا، بعض احباب نے اس موضوع پر مضمون تحریر کرنے کو بھی کہا، لیکن دیگر اہم موضوعات پر خاص توجہ دینے کی غرض سے نظر انداز کیا۔ حال ہی میں اس موضوع پر مختلف حضرات کے بیانات پر مشتمل ایک ویڈیو پر نظر پڑی تو ضرورت محسوس کی کہ جمہور علماء کے قول کو مدلل کرکے ایک مختصر مضمون تحریر کردیا جائے تاکہ سوشل میڈیا سے صرف ایک ہی بات سامنے آنے پر کہیں جمہور علماء کی رائے کو غلط ہی نہ سمجھ لیا جائے۔

تشہد میں شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا باتفاق فقہاء وعلماء سنت ہے اور صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ اشارہ کی مختلف صورتیں احادیث میں مذکور ہیں اور سب جائز ہیں، علماء احناف کے نزدیک بہتر صورت

یہ ہے کہ جب کلمہ شہادت پر پہنچیں تو دائیں ہاتھ کی چھوٹی اور ساتھ والی انگلی بند کرلیں، بیچ والی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنالیں، شہادت کی انگلی کو کھلا رکھیں، لا الہ پر شہادت کی انگلی اٹھائیں اور الا اللہ پر گرادیں۔علماء احناف کی طرح بے شمار محدثین وفقہاء وعلماء مثلاً امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام نوویؒ اور امام بیہقیؒ کا بھی یہ موقف ہے کہ تشہد میں صرف انگلی سے اشارہ کرنا ہے، اس کو حرکت دینا نہیں ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب قعدہ میں تشہد پڑھتے تو اپنے داہنے ہاتھ کو داہنے ران پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھتے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ فرماتے اور انگوٹھے کو بیچ کی انگلی پر رکھتے۔(صحیح مسلم . باب صفة الجلوس فی الصلاة)

☆ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اللہ کو (توحید کے ساتھ) پکارتے تو انگلی مبارک سے اشارہ کرتے اور انگلی کو حرکت نہیں دیتے تھے۔اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یُشِیْرُ بِاصْبِعِهٖ اِذَا دَعَا وَلَا یُحَرِّکُهَا (ابوداود . باب الاشارة فی التشهد، نسائی. باب بسط الیسری علی الرکبة)

اس حدیث میں وضاحت موجود ہے کہ تشہد میں حضور اکرم ﷺ انگلی سے اشارہ تو کرتے تھے مگر اس کو بار بار حرکت نہیں دیتے تھے۔صحیح مسلم کی سب سے زیادہ مشہور شرح لکھنے والے ریاض الصالحین کے مصنف اور مشہور ومعروف محدث حضرت امام نوویؒ (دمشق) (۶۳۱ھ۔۶۷۶ھ) نے تحریر کیا ہے کہ اس حدیث کو ابوداود نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔(المجموع: ۳/۴۱۷) اور امام ابن ملقنؒ (۷۲۳ھ۔۸۰۴ھ) (قاہرہ) نے تحریر کیا ہے کہ ابوداود نے صحیح سند کے ساتھ یہ حدیث روایت کی ہے۔(خلاصة البدر المنیر . باب کیفیة الصلاة)

جو حضرات انگلی سے اشارہ کرنے کے بجائے انگلی کو حرکت دیتے رہتے ہیں، وہ حضرات وائل بن حجر

رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں، جس میں ہے کہ پھر آپ نے تین انگلیوں کو ملا کر حلقہ بنایا، ایک کو اٹھایا، میں نے دیکھا آپ ﷺ اس کو ہلاتے دعا کرتے۔ ثُمَّ قَبَضَ ثَلَاثَةً مِّنْ اَصَابِعِهٖ وَحَلَقَ حَلْقَةً ثُمَّ رَفَعَ اِصْبَعَهٗ فَرَاَيْتُهٗ يُحَرِّكُهَا يَدْعُوْ بِهَا (مسند احمد، بیہقی) ان حضرات نے اس حدیث کی بنیاد پر نماز کے آخر تک انگلی کو حرکت دینے کے قول کو اختیار کیا حالانکہ اس حدیث میں اور نہ کسی دوسری حدیث میں یہ مذکور ہے کہ حرکت کی کیا شکل ہو، آہستہ یا تیز اور کب تک یہ حرکت ہو۔ نیز اس حدیث کا یہ مفہوم لینے کی صورت میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ والی اس حدیث سے تعارض بھی ہو رہا ہے جس میں وضاحت کے ساتھ موجود ہے کہ آپ ﷺ انگلی سے اشارہ تو کرتے تھے مگر حرکت نہیں کرتے تھے۔

چونکہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ والی حدیث ان حضرات کے موقف کے واضح طور پر خلاف ہے، لہٰذا ان کے سامنے ایک ہی راستہ ہے کہ اس حدیث کو ضعیف قرار دیا جائے باوجودیکہ مشہور ومعروف محدث امام نووی ؒ جیسے محدث نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور امام نوویؒ کی خدمات کو ساری دنیا تسلیم کرتی ہے۔ چنانچہ عصر حاضر میں شیخ ناصر الدین البانی ؒ (۱۹۱۴ء۔۱۹۹۹ء) نے اپنے مکتب فکر کی تائید کے لئے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی روایت کے راوی (محمد بن عجلان ؒ) کو ضعیف قرار دینے کی کوشش کی ہے، حالانکہ ۷۷ھ میں پیدا ہوئے صحیح بخاری شریف کی سب سے مشہور شرح لکھنے والے امام المحدثین علامہ ابن حجرؒ نے ان کو (احد العلماء العاملین) کہہ کر ثقہ قرار دیا ہے۔

جس حدیث کی بنیاد پر یہ حضرات مسلسل حرکت کے قائل ہیں وہ حضرت عاصم ؒ سے ۱۱ راویوں نے روایت کی ہے، حضرت زائدہ بن قدامہؒ کے علاوہ تمام ۱۰ راویوں نے یہ حدیث (يُحَرِّكُهَا) کے لفظ کے بغیر روایت کی ہے، جو اس لفظ (يُحَرِّكُهَا) کے شاذ ہونے کی واضح دلیل ہے اور حدیث کے متفق

علیہ اصول کی بنیاد پر حدیث میں یہ لفظ شاذ کہلائے گا، لہٰذا اس حدیث کو دلیل کو طور پر پیش کرنا صحیح نہیں ہے، جیسا کہ حدیث کے مشہور ومعروف امام ابن خزیمہؒ (۲۳۳ھ۔۳۳۱ھ) نے اپنی کتاب (صحیح ابن خزیمه.باب صفة اليدين على الركبتين فى التشهد) میں اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد اس کے شاذ ہونے کی طرف یوں اشارہ کیا ہے: (احادیث میں سوائے اس حدیث کے کسی بھی حدیث میں "يُحَرِّكُهَا" کا لفظ نہیں ہے)۔ صحیح مسلم میں اس موضوع سے متعلق متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں مگر ایک حدیث میں بھی حرکت کا لفظ وارد نہیں ہوا ہے، صحیح مسلم کی تمام ہی احادیث میں صرف اشارہ کا لفظ وارد ہونا اس بات کی واضح علامت ہے کہ اصل مطلوب صرف اشارہ ہے۔

مشہور ومعروف محدث امام بیہقیؒ (۳۸۴ھ۔۴۵۸ھ) نے اپنی حدیث کی مشہور کتاب (سنن كبرى للبيهقى.باب من روى انه اشار بها ولم يحركها) میں دونوں احادیث میں تطبیق اس طرح پیش کی ہے کہ حضرت وائل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں وارد حرکت سے مراد اشارہ ہے نہ کہ اس کو بار بار حرکت دینا کیونکہ اشارہ بغیر حرکت کے ہوتا ہی نہیں، اس طرح حضرت وائل رضی اللہ عنہ والی حدیث بھی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے موافق ہو جائی گی۔ غرضیکہ اس موقف کو اختیار کرنے میں دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے گا اور کسی حدیث کو ضعیف قرار دینے کے لئے بحث ومباحثہ میں بھی پڑنا نہیں پڑے گا۔ مشہور ومعروف حنفی عرب عالم ملا علی قاریؒ (متوفی ۱۰۱۴ھ) نے اپنی مشہور ومعروف حدیث کی کتاب مرقاۃ میں بھی یہی تحریر کیا ہے کہ یہاں حرکت دینے سے مراد محض انگلی کا اٹھانا ہے اور اٹھانا بغیر حرکت کے ہوتا ہی نہیں۔ (اعلاء السنن)

غرضیکہ جمہور علماء خاص کر علماء احناف، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام نوویؒ اور امام بیہقیؒ جیسے جلیل القدر علماء نے یہی قول اختیار کیا ہے کہ تشہد میں انگلی سے ایک مرتبہ اشارہ کرنا کافی ہے، نماز کے اختتام

تک برابر حرکت کرتے رہنے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا ہے۔ برصغیر کے جمہور علماء نے یہی قول اختیار کیا ہے، جو مختلف فیہ مسائل میں ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے مشہور و معروف محدث وفقیہ امام ابوحنیفہؒ (شیخ نعمان بن ثابت) کی قرآن وحدیث کی روشنی میں رائے کو ترجیح دیتے ہیں۔

اعتراض کا جواب: ان حضرات کی طرف سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ لا الہ پر شہادت کی انگلی کے اٹھانے اور الا اللہ پر گرانے کا واضح ثبوت حضور اکرم ﷺ سے نہیں ملتا ہے، پہلی بات تو یہ ہے کہ احادیث میں وارد اشارہ کا لفظ خود اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں صرف اشارہ کرنا مراد ہے نہ کہ حرکت اور اشارہ الا اللہ پر خود ہی ختم ہو جائے گا۔ صحیح مسلم میں متعدد جگہوں پر اس مسئلہ کے متعلق متعدد احادیث ذکر کی گئی ہیں مگر تمام ہی جگہوں پر صرف اشارہ کا لفظ وارد ہوا ہے، ایک جگہ پر بھی حرکت یا مسلسل حرکت کا لفظ وارد نہیں ہوا ہے، دوسری بات یہ ہے کہ انگلی اٹھانے کا سلسلہ نماز کے اختتام تک جاری رکھنے یا نماز کے اختتام تک حرکت جاری رکھنے کا کوئی ثبوت نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات میں موجود نہیں ہے۔

اشارہ کی حقیقت: آپ ﷺ کا یہ اشارہ دراصل توحید کا اشارہ تھا اور توحید تشہد کا نام ہے کیونکہ اس میں اللہ کی وحدانیت کا اقرار اور اس کی گواہی دینا ہے اور توحید میں ایک تو غیر اللہ سے الوہیت کی نفی ہے اور دوسرے اللہ کی الوہیت کا اقرار اور اثبات ہے تو اشارہ بھی نفی اور اثبات ہونا چاہئے، اس لئے علماء احناف نے فرمایا کہ اثبات کے لئے انگلی اٹھانا اور نفی کے لئے انگلی کا رکھنا ہے۔ حدیث سے بھی اس کی تایید ہوتی ہے۔ حضرت خفاف بن ایماء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے اخیر میں یعنی قعدہ میں بیٹھتے تو اپنی انگلی مبارک سے اشارہ فرماتے تھے۔ مشرکین کہتے تھے کہ (نعوذ باللہ) آپ ﷺ اس اشارہ سے جادو کرتے ہیں، حالانکہ مشرکین جھوٹ بولتے تھے، بلکہ رسول اللہ ﷺ اس اشارہ سے توحید کا اشارہ کرتے تھے، یعنی یہ اللہ تعالیٰ کے ایک

ہونے کا اشارہ ہے۔(مجمع الزوائد . باب التشهد والجلوس والاشارة بالاصبع فيه)
محدث علامہ ہیثمیؒ تحریر کرتے ہیں کہ اس حدیث کو امام احمد اور طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔

شہادت کی انگلی اٹھانے کی فضیلت: حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز (کے قعدہ) میں بیٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھتے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ فرماتے اور نگاہ انگلی پر رکھتے، پھر (نماز کے بعد) فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: لَهِيَ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ الْحَدِيْدِ يَعْنِيْ السَّبَّابَة یہ شہادت کی انگلی شیطان پر لوہے سے زیادہ سخت ہے، یعنی تشہد کی حالت میں شہادت کی انگلی سے اللہ کی وحدانیت کا اشارہ کرنا شیطان پر کسی کو نیزے وغیرہ مارنے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ (مسند احمد)

انگلی سے اشارہ قبلہ کی طرف: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اشارہ کرتے ہوئے رخ قبلہ کی طرف ہوتا۔ (سنن كبرى للبيهقي . باب كيفيه الاشارة بالمجة) یعنی اشارہ کے وقت انگلی کا رخ آسمان کی طرف نہیں بلکہ قبلہ کی طرف ہونا چاہئے۔

خلاصۂ کلام: تشہد میں شہادت کی انگلی سے اشارہ کے سنت ہونے پر حضور اکرم ﷺ کے اقوال وافعال کی روشنی میں علماء کرام کا اتفاق ہے، اگرچہ اشارہ کرنے کی کیفیت میں اختلاف زمانہ قدیم سے چلا آرہا ہے جس کا حل نہ آج تک ہوا ہے اور نہ بظاہر اس کے حل کی کوئی توقع ہے۔ لہٰذا ہمیں اس طرح کے مسائل کے متعلق بحث ومباحثہ میں پڑنے کے بجائے امت مسلمہ کے اہم وضروری مسائل پر اپنی صلاحتیں لگانی چاہئیں، مثلاً امت مسلمہ کا اچھا خاصہ طبقہ نماز ہی پڑھنے کے لئے تیار نہیں ہے تو ان فروعی مسائل پر توجہ دینے کے بجائے اس پر صلاحتیں لگائی جائیں کہ ہر مسلمان کس طرح نماز

پڑھنے والا بن جائے، نیز ہم اپنی صلاحیت اس بات پر لگائیں کہ کس طرح عام مسلمان حرام روزی سے بچ کر حلال روزی پر اکتفاء کرنے والا بن جائے۔

میں نے یہ چند سطریں صرف اس لئے تحریر کی ہیں کہ بعض حضرات نے جو پوری دنیا میں مسلم آبادی کا ایک فیصد بھی نہیں ہیں، چھوٹے چھوٹے مسائل پر امت مسلمہ کے درمیان ایک فتنہ برپا کر رکھا ہے حالانکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فتنہ کو قتل سے بھی بڑا گناہ قرار دیا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم دوسری رائے کا احترام کرتے ہوئے اپنی رائے کو خوش اسلوبی کے ساتھ پیش کریں۔

غرضیکہ تشہد میں اشارہ کی مختلف صورتیں احادیث میں مذکور ہیں اور سب جائز ہیں، علماء احناف کے ہاں بہتر صورت یہ ہے کہ جب کلمہ شہادت پر پہنچیں تو دائیں ہاتھ کی چھوٹی اور ساتھ والی انگلی بند کرلیں، بیچ والی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنالیں، شہادت کی انگلی کو کھلا رکھیں، لا الہ پر شہادت کی انگلی اٹھائیں اور الا اللہ پر گرادیں۔

جمعہ کے دن عید ہونے پر نماز جمعہ بھی ادا کی جائے

بعض حضرات مسائل سے پوری طرح واقفیت کے بغیر غلط معلومات لوگوں کو فراہم کرتے ہیں، جن سے عام مسلمان صرف خلفشاری کا شکار ہوتے ہیں، مثلاً حضور اکرم ﷺ کے اصل عمل کے برخلاف آپ ﷺ کی طرف سے ملی اجازت کو بعض حضرات اس طرح بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے عمل کو ذکر کئے بغیر کہا جاتا ہے کہ اگر جمعہ کے دن عید ہوجائے تو جمعہ کی نماز کے بجائے ظہر کی نماز ادا کی جائے۔ حالانکہ مسئلہ صرف اتنا ہے کہ جو حضرات دور دراز علاقوں سے نماز عید پڑھنے کے لئے آتے ہیں تو ان کے لئے نبی اکرم ﷺ نے اجازت دی ہے کہ وہ نماز عید سے فارغ ہوکر اگر اپنے گھر جانا چاہیں تو چلے جائیں پھر وہ اپنے گھروں میں ظہر کے وقت میں نماز ظہر ادا کرلیں۔ لیکن جو حضرات نماز جمعہ میں حاضر ہوسکتے ہیں وہ نماز جمعہ ہی ادا کریں چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے جمعہ کے دن عید ہونے پر عید کی نماز کے بعد نماز ظہر کا وقت ہونے پر جمعہ کی نماز ہی پڑھائی اور صحابۂ کرام نے جمعہ ہی کی نماز پڑھی۔ حضور اکرم ﷺ کے عمل کے مطابق امت مسلمہ ۱۴۰۰ سال سے جمعہ کے دن عید ہونے پر دونوں نمازیں یعنی عید اور جمعہ جماعت کے ساتھ پڑھتی آرہی ہے۔ لہٰذا ہمیں حضور اکرم ﷺ کے اصل عمل کی ہی دوسروں کو تعلیم دینی چاہئے اور وہ یہ ہے کہ جمعہ کے دن عید ہونے پر عید کی نماز کے بعد ظہر کے وقت میں جمعہ کی نماز ادا کریں اگرچہ دور دراز علاقوں سے آنے والے لوگ اپنے گھروں میں جاکر ظہر کی نماز ادا کرسکتے ہیں۔ ہندو پاک کے جمہور علماء کا بھی یہی موقف ہے۔ سعودی عرب کے علماء نے بھی وضاحت کے ساتھ تحریر کیا ہے کہ جن مساجد میں نماز جمعہ ادا کی جاتی ہے وہاں جمعہ کے دن عید ہونے پر ظہر نہیں بلکہ جمعہ کی نماز ہی ادا کی جائے اور جن مساجد میں نماز جمعہ ادا نہیں ہوتی ہے وہاں نماز ظہر کی جماعت کا اہتمام نہ کیا جائے۔ مسجد حرام اور مسجد نبوی میں بھی جمعہ کے دن عید ہونے پر عید اور جمعہ دونوں نمازیں جماعت کے ساتھ ادا کی جاتی ہیں۔

فتنوں کے دور میں عورتوں کا عید کی نماز کے لئے عید گاہ جانا مناسب نہیں

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں خواتین نماز عید کے لئے عیدگاہ جایا کرتی تھیں جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے۔ لیکن بعض حقائق کو ہمیں نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ مثلاً مدینہ منورہ کی ہجرت کے دوسرے سال ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ یعنی ۲ ہجری سے نماز عید کی ابتداء ہوئی۔ جبکہ پردہ کا حکم ۵ یا ۶ ہجری میں نازل ہوا۔ یعنی تقریباً ابتدائی پانچ سال کی نماز عید میں خواتین کے جانے میں کوئی مسئلہ ہی نہیں تھا کیونکہ پردہ کا حکم ہی نازل نہیں ہوا تھا۔ نیز شرعی احکام بتدریج نازل ہو رہے تھے اور کسی فتنہ کی کوئی توقع بھی نہیں تھی، لہٰذا ضرورت تھی کہ خواتین بھی نبی اکرم ﷺ کی صحبت سے براہ راست مستفیض ہو کر دینی رہنمائی حاصل کریں۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، جن کے ذریعہ شریعت اسلامیہ کا ایک قابل قدر حصہ امت مسلمہ کو پہنچا ہے، آپ ﷺ کی وفات کے بعد تقریباً ۴۸ سال حیات رہیں۔ صرف ۴۸ سال کے دور میں خواتین کے تعلق سے معاشرہ میں جو تبدیلیاں انہوں نے اپنی حیات میں دیکھیں تو فرمایا کہ خواتین نے جو تزین کا طریقہ اختیار کر لیا ہے اور فتنہ کے مواقع بڑھ گئے ہیں، اگر حضور اکرم ﷺ حیات ہوتے تو آپ ﷺ خواتین کو مسجدوں میں جانے سے روک دیتے، جیسا کہ بنو اسرائیل کی عورتوں کا روک دیا گیا تھا۔ (مسلم) نیز حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں یقیناً خواتین کو مسجدوں میں جانے کی اجازت تھی مگر آپ ﷺ مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کے بجائے وقتاً فوقتاً ان کو گھروں میں نماز پڑھنے کی ترغیب دیتے تھے۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خواتین کے گھر (نماز کے واسطہ) ان کے حق میں زیادہ بہتر ہیں۔ یعنی مسجد میں نماز پڑھنے کے مقابلہ میں ان کے لئے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔

(ابوداود) اسی طرح حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورت کی نماز اپنے گھر کے اندر گھر کے صحن کی نماز سے بہتر ہے۔ اور اس کی نماز گھر کی چھوٹی کوٹھری میں گھر کی نماز سے بہتر ہے۔ (ابوداود) یعنی عورت جس قدر پوشیدہ ہو کر نماز ادا کرے گی اسی اعتبار سے زیادہ مستحق ثواب ہوگی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی زندگی میں یہ محسوس کرلیا تھا کہ خواتین کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ اپنے گھروں میں نماز ادا فرمائیں، اب ۱۴۰۰ سال کے بعد جبکہ فتنوں کا دور ہے، ہر طرف عریانیت، بے حیائی اور بے پردگی عام ہوچکی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے زمانہ کی خواتین ہمارے زمانہ کی خواتین کے مقابلہ میں ہزار درجہ علم وتقوی میں بڑھی ہوئی تھیں، لیکن اس کے باوجود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے مسجدوں میں جانے سے اپنے تحفظات ذکر کئے۔ احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے کہ خواتین نماز عید کے لئے عیدگاہ نہ جائیں۔ جن فقہاء وعلماء نے خواتین کو نماز عید کے لئے جانے کی اجازت دی ہے، انہوں نے بھی نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کے مطابق چند شرائط (مثلاً پردہ کا مکمل اہتمام، خوشبو کے استعمال سے اجتناب، زیب وزینت کے بغیر جانا، کسی طرح کے فتنہ کا امکان نہ ہونا اور مرد وعورت کا اختلاط نہ ہونا) کو ضروری قرار دیا ہے۔ اب آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ ہمارے موجودہ معاشرہ میں خواتین کا نماز عید کے لئے جانے میں کیا یہ شرائط پورے ہوسکتے ہیں؟ جواب یقیناً منفی میں ہی ہوگا۔ ایک طرف خواتین کا نماز عید کے لئے جانے کی زیادہ سے زیادہ گنجائش نظر آتی ہے جبکہ دوسری طرف متعدد منکرات یقینی طور پر موجود ہیں، لہٰذا اسی میں خیر وبھلائی ہے کہ فتنوں کے اس دور میں خواتین نماز عید کے لئے عیدگاہ نہ جائیں۔

اگر ہم صرف پچیس تیس سال پہلے کی بات کریں تو ہندوستان میں بھی خواتین بغیر پردہ کے باہر نہیں نکلتی تھیں، جبکہ پہلی اور دوسری صدی ہجری میں ہی خواتین کے تعلق سے فقہاء وعلماء کی ایک جماعت کا یہ موقف رہا ہے کہ خواتین کا مسجد میں نماز کی ادائیگی کے لئے جانا مناسب نہیں ہے۔ مشہور محدث حضرت

امام ترمذیؒ نے اپنی حدیث کی مشہور ومعروف کتاب (ترمذی) میں اس موضوع سے متعلق احادیث ذکر کرنے کے بعد تحریر کیا ہے کہ شیخ سفیان ثوریؒ (۹۷ھ۔۱۶۱ھ) اور شیخ عبداللہ بن مبارکؒ (۱۱۸ھ۔۱۸۱ھ) کا موقف ہے کہ خواتین کا نماز عید کے لئے جانا مکروہ ہے۔یعنی ابتداء اسلام سے ہی یہ موقف سامنے آگیا تھا کہ خواتین کے لئے نماز عید کے لئے جانا مناسب نہیں ہے۔حضرت امام ترمذیؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث بھی ذکر فرمائی۔علماء احناف کا بھی یہی موقف ہے کہ خواتین کا نماز عید کے لئے جانا مکروہ ہے۔ہندو پاک کے جمہور علماء، جو ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے مشہور محدث وفقیہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کی قرآن وحدیث پر مبنی رائے کو ترجیح دیتے ہیں، کی بھی یہی رائے ہے کہ خواتین نماز عید کے لئے نہ جائیں۔غرضیکہ ابتداء اسلام سے ہی مسئلہ مذکور میں اختلاف ہے اور محدثین وفقہاء وعلماء کی ایک بڑی جماعت کی ہمیشہ یہ رائے رہی ہے کہ خواتین کو نماز عید کے لئے نہ جانے میں خیر وبھلائی وبہتری ہے، اب جبکہ فتنوں کا دور ہے تو ہمیں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والا موقف ہی اختیار کرنا چاہئے۔

مذکورہ مضمون پر ایک صاحب کے اعتراض کا جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،،،آپ تو اپنے اعتراضات اس طرح تھوپتے ہیں کہ گویا آپ کو دین اسلام کا ٹھیکیدار بنادیا گیا ہے اور میں صرف اور صرف آپ جیسے حضرات کے لئے اپنی زندگی وقف کئے ہوئے بیٹھا ہوں۔بات سمجھ میں آتی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ جہاں سے آپ مطمئن ہوسکتے ہیں رجوع کریں۔قرآن وحدیث کی روشنی میں جو بات صحیح سمجھتا ہوں تحریر کرتا ہوں خواہ آپ جیسے حضرات تسلیم کریں یا نہ کریں۔مسلم خواتین کی عام برائیوں کو کسی شخص یا مکتب فکر پر تھوپنا ایسا ہی ہے جیسا کہ بعض انسانوں کا دوسرے انسانوں پر ظلم وزیادتی کرنے کی بناء پر پوری انسانیت کو ہی ذمہ دار ٹھہر کر سب کو سولی پر لٹکا دیا جائے۔

موضوع بحث مسئلہ میں صرف ایک بات عرض ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ نے خواتین کو عیدگاہ میں نماز پڑھنے کی عام اجازت دے رکھی تھی اور آپ جیسے حضرات کے نقطۂ نظر میں خواتین کا عیدگاہ جائے بغیر خواتین کی اصلاح ممکن ہی نہیں ہے تو ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خلفاء راشدین کے زمانہ میں صحابہ کرام کی موجودگی میں یہ کیوں فرمایا کہ اگر حضور اکرم ﷺ اس وقت حیات ہوتے تو آپ ﷺ خواتین کو مسجدوں میں جانے سے روک دیتے جیسا کہ بنواسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ کیا بنواسرائیل کی عورتوں کو مسجدوں سے روک دیا گیا تھا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا جی ہاں، بنواسرائیل کی عورتوں کو مسجدوں سے روک دیا گیا تھا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمان خلفاء راشدین کے زمانہ میں صحابہ کرام کی موجودگی میں سامنے آیا اور جمہور محدثین حتیٰ کہ حضرت امام بخاریؒ اور حضرت امام مسلمؒ نے اپنی کتابوں (صحیح بخاری وصحیح مسلم) میں ذکر فرمایا ہے۔ غرضیکہ حدیث کی تقریباً ہر مشہور ومعروف کتاب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول مذکور ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس فرمان اور دیگر احادیث نبویہ کی روشنی میں، نیز خواتین میں آئیں تبدیلیوں کے پیش نظر پہلی صدی ہجری کے فقہاء وعلماء ومحدثین ومفسرین کی ایک جماعت نے باقاعدہ یہ فتویٰ جاری کیا کہ عورتوں کا نماز عید کے لئے عیدگاہ جانا صحیح نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسا کیوں کہا اور اگر وہ حضور اکرم ﷺ کی منشا کے خلاف تھا تو کسی صحابی یا تابعی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر کوئی تنقید کیوں نہیں کی۔ دنیا کی کسی بھی کتاب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس فرمان پر کوئی تردید کسی بھی صحابی یا تابعی سے موجود نہیں ہے۔ حضرت امام ترمذیؒ نے اپنی مشہور ومعروف حدیث کی کتاب ترمذی میں پہلی صدی ہجری کے فقہاء ومحدثین کا یہ قول ذکر فرمایا کہ عورتوں کا نماز عید کے لئے عیدگاہ جانا مکروہ ہے اور ان کی اس رائے پر کوئی تردید بھی نہیں کی بلکہ پہلی صدی ہجری کے فقہاء ومحدثین کے اقوال کو ذکر کر کے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول بھی ذکر فرمایا، جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا موقف واضح تھا کہ اب خواتین عیدگاہ نہ جائیں، اسی لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے زندگی میں ایک مرتبہ بھی عورتوں کے نماز عید کے لئے عیدگاہ جانے کی کوئی ترغیب مذکور نہیں ہے۔

غرضیکہ آپ مجھ سے جواب طلب نہ کریں بلکہ قیامت تک آنے والے مسلمانوں کی ماں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اوران تابعین اور تبع تابعین سے جواب طلب کریں جنہوں نے حضور اکرم ﷺ کی وفات کے چند سالوں کے بعد ہی صحابہ کرام کی موجودگی میں خواتین کو عیدگاہ جانے کی ترغیب دینے کے بجائے اس بات پر زور دیا کہ خواتین نماز عید کے لئے عیدگاہ نہ جائیں۔ نیز ان تمام محدثین سے سوال کریں کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کو اپنی حدیث کی مشہور ومعروف کتابوں میں کیوں ذکر فرمایا، اور اگر ذکر کیا تو اس پر تردید کیوں نہیں کی۔ نیز حضرت امام ترمذیؒ نے پہلی صدی ہجری کے بعض فقہاء ومحدثین کے قول کو اپنی حدیث کی مشہور کتاب ترمذی میں ذکر کر کے آپ حضرات کی طرح ان پر فتوی کیوں نہیں لگایا۔

بعض شبہات کا ازالہ

۱) نماز کی ادائیگی میں کوتاہی کرنا:

بعض حضرات جو نماز نہیں پڑھتے، سمجھانے پر کہتے ہیں کہ جمعہ سے یا رمضان سے یا سال کی ابتداء سے نماز کا اہتمام کریں گے۔ حالانکہ کسی کو نہیں معلوم کہ کس وقت اِس دارِفانی (دنیا) کو الوداع کہنا پڑے۔ اگر ایسے وقت میں ملک الموت (موت کا فرشتہ) ہماری روح نکالنے آیا کہ ہمارا مولا ہم سے نمازوں کا اہتمام نہ کرنے کی وجہ سے ناراض ہے تو پھر ہمارے لئے انتہائی خسارہ اور نقصان ہے۔ اور موت کب آجائے، سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: کوئی (بھی) نہیں جانتا کہ کل کیا (کچھ) کرے گا، نہ کسی کو یہ معلوم کہ کس زمین میں مرے گا (سورہ لقمان، آیت نمبر ۳۴)۔ اور ہر گروہ کے لئے ایک میعاد معین ہے سو جس وقت ان کی میعادِ معین آجائیگی، اس وقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۔ (سورہ الاعراف، آیت نمبر ۳۴)

لہذا ان حضرات سے التجا ہے کہ کسی دن یا کسی وقت پر اپنے ارادہ کو معلق نہ کریں بلکہ سچے دل سے توبہ کر کے آج سے بلکہ ابھی سے نمازوں کا خاص اہتمام فرمائیں کیونکہ نماز' دین اسلام کا عظیم رکن ہے، (ایمان کے بعد) اس کی فرضیت سب سے پہلے ہوئی اور قیامت کے دن سب سے پہلے اسی نماز کا حساب لیا جائے گا۔

یاد رکھیں کہ جو شخص نماز میں کوتاہی کرتا ہے، وہ یقیناً دین کے دوسرے کاموں میں بھی سستی کرنے والا ہوگا۔ اور جس نے وقت پر خشوع وخضوع کے ساتھ نماز کا اہتمام کرلیا، وہ یقیناً پورے دین کی حفاظت کرنے والا ہوگا جیسا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنروں کو حکم جاری فرمایا تھا کہ میرے نزدیک تمہارے امور میں سب سے زیادہ اہمیت نماز کی ہے، جس نے نماز کی پابندی کر کے اسکی

حفاظت کی، اس نے پورے دین کی حفاظت کی اور جس نے نماز کو ضائع کیا وہ نماز کے علاوہ دین کے دیگر ارکان کو زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا۔

۲) نماز پر دنیاوی ضرورتوں کو ترجیح دینا:

بعض حضرات سے جب نماز کے اہتمام کرنے کے لئے کہا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ والدین کی خدمت، بچوں کی تربیت اور ان کی دنیاوی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے کوشش کرنا بھی تو ضروری ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ امور بھی ضروری ہیں مگر ان اعمال کے لئے نماز کو ترک کرنا یا نماز کی اہمیت کو کم سمجھنا کونسی عقلمندی ہے؟ حضور اکرم ﷺ اور صحابۂ کرام نہ صرف فرض نماز کی پابندی فرماتے بلکہ سنن ونوافل کا بھی خاص اہتمام فرماتے اور اپنے گھر والوں کے حقوق کما حقہ ادا کرتے۔ اور انہیں حضرات کی زندگیاں ہمارے لئے نمونہ ہیں۔

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ ہم سے باتیں کرتے تھے اور ہم حضور سے باتیں کرتے تھے لیکن جب نماز کا وقت آجاتا تو آپ ﷺ ایسے ہوجاتے گویا ہم کو پہچانتے ہی نہیں اور ہمہ تن اللہ کی طرف مشغول ہوجاتے۔ (فضائل نماز)

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا اللہ کو کونسا عمل زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا کہ اس کے بعد کونسا عمل اللہ کو زیادہ پسند ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: والدین کی فرمانبرداری ..... (بخاری ومسلم)

یاد رکھیں کہ نماز میں کوتاہی کرکے گھر والوں کی دنیاوی ضرورتوں کو پورا کرنا دین نہیں بلکہ دین اسلام کے منافی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کردیں (سورہ المنافقون آیت ۹)۔ لہذا دنیاوی ضرورتوں کو نماز پر فوقیت نہ دیں بلکہ نمازوں

کو ان کے اوقات پر ادا کریں۔

۳) بیماری میں نمازوں میں کوتاہی کرنا:

بعض حضرات بیماری میں نماز کو بالکلیہ ترک کر دیتے ہیں حتی کہ نماز پڑھنے والا طبقہ بھی نماز کا اہتمام نہیں کرتا حالانکہ صحت وتندرستی کی طرح بیماری کی حالت میں بھی نماز کو ان کے اوقات میں پڑھنا ضروری ہے، البتہ شریعتِ اسلامیہ نے اتنی اجازت دی ہے کہ شدید بیماری کی وجہ سے مسجد جانا مشکل ہے تو گھر میں ہی نماز ادا کرلیں، کھڑے ہوکر نماز نہیں پڑھ سکتے تو بیٹھ کر نماز پڑھیں۔ بیٹھ کر بھی نماز پڑھنا مشکل ہے تو لیٹ کر حتی کہ اشارہ سے بھی نماز پڑھ سکتے ہیں تو اس کو ضرور ادا کریں۔

☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بواسیر کا مریض تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز پڑھنے کا مسئلہ دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کھڑے ہوکر نماز پڑھ سکو تو کھڑے ہوکر پڑھو، بیٹھ کر پڑھ سکو تو بیٹھ کر پڑھو، لیٹ کر پڑھ سکو تو لیٹ کر پڑھو۔ (بخاری، ابوداد، نسائی، ابن ماجہ)

☆ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام سخت بیماری کی حالت میں بھی جماعت سے نماز ادا کرنے کا اہتمام فرماتے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم تو اپنا حال یہ دیکھتے تھے کہ جو شخص کھلّم کھلا منافق ہوتا وہ تو جماعت سے رہ جاتا یا کوئی سخت بیمار، ورنہ جو شخص دو آدمیوں کے سہارے سے گھسٹتا ہوا مسجد جاسکتا تھا وہ بھی صف میں کھڑا کر دیا جاتا تھا۔

لہذا صحت ہو یا بیماری، خوشی ہو یا غم، تکلیف ہو یا راحت، سردی ہو یا گرمی سب برداشت کرکے نمازوں کا اہتمام کریں۔

٤) سفر میں نماز ادا نہ کرنا:

سفر میں بھی نماز کا اہتمام کرنا ضروری ہے، مگر شرم یا لاپرواہی کی وجہ سے نماز پڑھنے والے بھی سفر میں

نماز کا اہتمام نہیں کرتے حالانکہ حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام سفر میں حتی کہ دشمنوں سے جنگ کے عین موقع پر بھی جماعت کے ساتھ نماز ادا فرماتے۔

لہذا سفر میں بھی نماز کی پابندی کریں، پانی مہیا نہیں تو تیمّم کر کے نماز ادا کریں، قبلہ کا رخ معلوم نہیں اور کوئی شخص بتانے والا بھی نہیں تو غور وفکر کے بعد قبلہ کا تعین کر کے اسی طرف نماز پڑھیں، کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی گنجائش نہیں تو بیٹھ کر ہی ادا کریں۔

﴿وضاحت﴾ اگر آپ کا سفر ۴۸ میل سے زیادہ کا ہے تو شہر کی حدود سے باہر جاتے ہی آپ شرعی مسافر ہو جائیں گے، اور ظہر، عصر اور عشاء کے وقت' بجائے چار رکعت کے دو دو رکعت فرض پڑھیں۔ البتہ اگر کسی مقیم امام کے پیچھے نماز باجماعت ادا کریں تو پوری نماز ہی پڑھیں۔ ہاں اگر امام بھی مسافر ہو تو چار رکعت کے بجائے دو ہی رکعت ادا کریں۔ سنتوں اور نفل کا حکم یہ ہے کہ اگر اطمینان کا وقت ہے تو پوری پوری پڑھیں اور اگر جلدی ہو، یا تھکن ہے یا کوئی اور دشواری ہے تو بالکل نہ پڑھیں کوئی گناہ نہیں، البتہ وتر اور فجر کی سنتیں نہ چھوڑیں۔

۵) معمولی عذر کی وجہ سے جماعت کا ترک کرنا:

بعض حضرات یہ سمجھ کر کہ فرض نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا صرف سنتِ مؤکدہ ہے، معمولی عذر کی وجہ سے فرض نماز مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ ادا نہیں کرتے بلکہ دوکان یا گھر میں اکیلے ہی پڑھ لیتے ہیں، حالانکہ علماء کرام نے فرض نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے کو جو سنتِ مؤکدہ کہا ہے اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ معمولی معمولی عذر کی وجہ سے فرض نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے میں کوتاہی کی جائے، کیونکہ فرض نماز کی مشروعیت تو جماعت ہی کے ساتھ ادا کرنا ہے، صرف شرعی عذر کی وجہ سے جماعت کی نماز کا ترک کرنا جائز ہے۔ معمولی عذر کی وجہ سے جماعت کی نماز کا ترک کرنا گناہِ کبیرہ ہے جیسا کہ صفحہ (۴۱) سے صفحہ (۴۷) تک قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کیا گیا۔

چند ھدایات

۱) والدین حضرات کے لئے:

ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی ذات سے نمازوں کا اہتمام کرکے اپنی اولاد کی بھی نمازوں کی نگرانی کرے۔ جس طرح اولاد کی دنیاوی تعلیم اوران کی دیگر ضرورتوں کو پورا کرنے کی دن رات فکر کی جاتی ہے اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ ان کی آخرت کی فکر کرنی چاہئے کہ وہ کس طرح جہنم کی آگ سے بچکر ہمیشہ ہمیشہ کی جنت میں داخل ہونے والے بن جائیں۔ ایمان والوں کی اِس ذمہ داری کو قرآن وحدیث میں جگہ جگہ ذکر کیا گیا ہے، بعض آیات اوراحادیث یہاں ذکر کی جارہی ہیں:

☆اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ایمان والو! تم اپنے آپ کواوراپنے گھر والوں کواس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں جنہیں جو حکم اللہ تعالیٰ دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجالاتے ہیں۔ (سورہ التحریم آیت ۶)

☆(اے محمد!) اپنے گھر کے لوگوں پر نماز کی تاکید رکھ اور خود بھی اس پر جمارہ (سورہ طہٰ، آیت ۱۳۲)۔ اس خطاب میں ساری امت نبی اکرم ﷺ کے تابع ہے، یعنی ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود بھی نماز کی پابندی کرے اوراپنے گھر والوں کو بھی نماز کی تاکید کرتا رہے۔

☆(حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا) اے میرے پالنے والے! مجھے نماز کا پابند رکھ اور میری اولاد میں سے بھی (مجھے اور میری اولاد کو نماز کا پابند بنادے) (سورہ ابراہیم، آیت ۴۰) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ساتھ اپنی اولاد کے لئے بھی نماز کی پابندی کرنے کی دعا مانگی، جس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کو اپنے ساتھ اپنے گھر والوں کی بھی نماز کی فکر کرنی چاہئے۔

☆(حکیم لقمان کی اپنے بیٹے کو نصیحت) اے میرے پیارے بیٹے! تو نماز قائم رکھنا۔ (سورہ لقمان، آیت ۱۷)۔

☆حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: تم سب ذمہ دار ہو اور تم سب سے تمہارے ماتحت لوگوں کے سلسلہ میں باز پرس ہوگی۔۔۔مرد اپنے اہل وعیال کا ذمہ دار ہے۔اس سے اس کے ماتحت لوگوں کے بارے میں باز پرس ہوگی۔(بخاری ومسلم)

☆حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے بچوں کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم کرو۔دس سال کی عمر میں نماز نہ پڑھنے پر انہیں مارو۔ (ابوداود)

☆حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں ایک رات اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر تھا۔شام میں حضور اکرم ﷺ تشریف لائے تو آپ نے دریافت کیا کہ لڑکے نے نماز پڑھ لی، تو لوگوں نے کہا ہاں۔(ابوداود) غرض نبی اکرم ﷺ بچوں کی بھی نماز کی نگرانی فرمایا کرتے تھے۔

۲) سرمایہ کاروں کے لئے:

جن حضرات کے ماتحت' لوگ کام کرتے ہیں ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی ذات سے نماز کا اہتمام کرکے اپنے ملازمین کی بھی نماز کی فکر کریں، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر شخص سے اسکے ماتحت لوگوں کے بارے میں سوال ہوگا۔

سرمایہ کار نماز کا اہتمام کرنے والے ملازمین کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں اور انھیں نماز پڑھنے کی مکمل سہولت دیں۔اور نماز میں کوتاہی کرنے والوں کو سمجھاتے رہیں تاکہ وہ بھی نمازوں کی پابندی کرکے دونوں جہاں کی کامیابی حاصل کرنے والے بن جائیں۔

۳) کھیلنے والوں کے لئے:

کھیلنا صحت کے لئے مفید ہے جس کی شریعت نے بھی اجازت دی ہے مگر کھیلنے والوں سے درخواست ہے کہ وہ اذان کے وقت یا اس سے کچھ قبل کھیل بند کردیں تاکہ وضو وغیرہ سے فارغ ہوکر نماز جماعت

کے ساتھ ادا کر سکیں۔ (بعض کھیل مطلقاً ناجائز ہیں، علماء سے رجوع کریں)

شریعتِ اسلامیہ نے ایسے کھیل کی بالکل اجازت نہیں دی ہے جو نماز کے ضائع ہونے حتی کہ جماعت کی نماز کے فوت ہونے کا بھی سبب بنے۔ بلکہ ایسا کھیل تو آخرت میں دردناک عذاب کا سبب بنے گا، (اگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے معاف نہیں فرمایا)۔

٤) خواتین کے لئے:

بعض خواتین، گھر کے مشاغل کی وجہ سے نماز کو مستحب وقت پر ادا کرنے میں کوتاہی کرتی ہیں۔ حالانکہ اگر تھوڑی سی بھی فکر کرلیں تو نماز کو مستحب وقت پر ادا کرنا آسان ہوگا۔

اللہ کو سب سے زیادہ محبوب عمل نماز کو وقت پر ادا کرنا ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں پر گزرا۔ نیز نماز کو شرعی عذر کے بغیر وقت پر ادا نہ کرنا نماز کو ضائع کرنا ہے جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا۔

لہذا معمولی عذر کی وجہ سے نماز کو ادا کرنے میں تاخیر نہ کریں بلکہ اذان کے بعد فوراً ہی گھر میں نماز پڑھ لیں۔

دوسری کوتاہی، جو خواتین میں عموماً پائی جاتی ہے وہ نمازوں کو اطمینان، سکون اور خشوع وخضوع کے ساتھ ادا نہ کرنا ہے، حالانکہ اصل نماز خشوع وخضوع والی نماز ہے جیسا کہ تفصیل سے لکھا گیا۔ لہذا نماز کو وقت پر اطمینان وسکون اور خشوع خضوع کے ساتھ ادا کریں، نیز جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اس کو سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کریں۔

٥) تمام مسلمانوں کے لئے:

ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی ذات سے نمازوں کا اہتمام کرکے اس بات کی کوشش اور فکر کرے کہ امت مسلمہ کا ہر ہر فرد نماز کی پابندی کرنے والا بن جائے۔ نیز خود بھی اللہ کے حکموں کو نبی اکرم ﷺ

کے طریقہ پر بجالائے اور دوسروں کو بھی اچھائیوں کا حکم کرتا رہے اور ان کو برائیوں سے روکنے کی کوشش کرتا رہے۔

اگر امت مسلمہ کا بڑا طبقہ واقعی نماز کا اہتمام کرنے والا بن جائے تو قرآنِ کریم کا اعلان ہے کہ معاشرے میں برائیاں خود بخود دور ہو جائیں گی۔ ﴿نماز قائم کیجئے، یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے﴾ سورہ العنکبوت، آیت ۴۵۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری کو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں بار بار بیان کیا ہے جن میں سے چند آیات کا ذکر یہاں کیا جا رہا ہے:

☆ سورہ توبہ کی آیت نمبر ۷۱ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہیں، ان کے چار اوصاف ہیں:

(۱) اچھائیوں کا حکم کرتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں (۲) نماز قائم کرتے ہیں (۳) زکاۃ ادا کرتے ہیں (۴) اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یعنی جس طرح ہر مؤمن پر اللہ اور اسکے رسول کے اطاعت کرنا، نماز قائم کرنا اور زکاۃ ادا کرنا (اگر مال پر زکاۃ فرض ہے) ضروری ہے اسی طرح اچھائیوں کا حکم کرنا اور برائیوں سے روکنا ہر ایمان والے کے لئے ضروری ہے، اگرچہ ہر شخص حسبِ استطاعت ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مکلّف ہے۔

☆ سورہ توبہ کی آیت نمبر ۱۱۲ میں اللہ تعالیٰ مؤمنین کی صفات بیان کر رہے ہیں کہ وہ توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے (یا راہِ حق میں سفر کرنے والے)، رکوع اور سجدہ کرنے والے، نیک باتوں کا حکم کرنے والے اور برے کاموں سے روکنے والے اور اللہ تعالیٰ کی حدود کا خیال رکھنے والے ہیں۔ اور ایسے ہی مؤمنین کو آپ خوشخبری سنا دیجئے۔

☆ سورہ العصر میں اللہ تعالیٰ زمانے کی قسم کھا کر ارشاد فرماتا ہے کہ تمام انسان خسارے اور نقصان میں

ہیں مگر وہ لوگ جو اپنے اندر چار صفات پیدا کرلیں (۱) ایمان لائیں (۲) نیک اعمال کریں (۳) محض اپنی انفرادی اصلاح وفلاح پر قناعت نہ کریں بلکہ امت کے تمام افراد کی بھی کامیابی کی فکر کریں (۴) دین پر چلنے اور اس کو دوسروں تک پہنچانے میں جو مشکلات آئیں ان پر صبر کریں۔

☆تم بہترین امت ہو لوگوں کی نفع رسانی کے لئے تم کو پیدا کیا گیا ہے، اچھائیوں کا حکم کرتے ہو، برائیوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔(سورہ آل عمران، آیت ۱۱۰)

☆اللہ تعالیٰ مؤمنین سے خطاب فرما کر ارشاد فرماتا ہے: نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہو۔(سورہ المائدۃ، آیت نمبر۲)

☆حضورِ اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایک لاکھ سے زائد صحابہ کے مجمع کو خطاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا: حاضرین، غائبین تک میری بات کو پہنچادیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ حضور اکرم ﷺ کی وصیت پوری امت کو ہے۔ (صحیح بخاری۔ باب خطبۃ ایام منی) یعنی امت کے ہر ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پیغامِ حق کو دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کرے۔

☆حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری ایک بات بھی اگر کسی کو پہنچے تو اُس کی ذمہ داری ہے کہ وہ دوسروں تک اس بات کو پہنچائے۔ (بخاری۔ باب ماذکر عن بنی اسرائیل)

اذان، وضو اور مسواک کے فضائل کا بیان

اذان:

۔ قیامت کے دن، اذان دینے والے سب سے زیادہ لمبی گردن والے ہوں گے یعنی سب سے ممتاز نظر آئیں گے۔ (مسلم ۔ باب فضل الاذان.....)

۔ مؤذن کی آواز جہاں جہاں تک پہنچتی ہے وہاں تک اس کی مغفرت کردی جاتی ہے۔ ہر جاندار اور بے جان جو اُس کی آواز کو سنتے ہیں اُس کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ (مسند احمد) مجمع الزوائد ۔ باب فضل الاذان

۔ مؤذن کی آواز کو جو درخت، مٹی کے ڈھیلے، پتھر، جن اور انس سنتے ہیں وہ سب قیامت کے دن مؤذن کے لئے گواہی دیں گے۔ (ابن خزیمہ) منتخب احادیث صفحہ ۱۸۱

۔ جس نے بارہ سال اذان دی اس کیلئے جنت واجب ہوگئی۔ (حاکم) (منتخب احادیث صفحہ ۱۸۳)

۔ اذان دینے والوں کو قیامت کی سخت گھبراہٹ کا خوف نہیں ہوگا اور نہ انکو حساب دینا ہوگا، بلکہ وہ مشک کے ٹیلے پر تفریح کریں گے۔ (ترمذی، طبرانی) مجمع الزوائد۔ باب فضل الاذان

۔ جو شخص اذان سننے کے بعد اذان کے بعد کی دعا پڑھے تو اس کے لئے قیامت کے دن نبی اکرم ﷺ کی شفاعت واجب ہوگئی۔ (بخاری ۔ باب الدعاء عند النداء)

وضو:

۔ جس نے اچھی طرح وضو کیا یعنی سنتوں اور آداب و مستحبات کا اہتمام کیا تو اس کے گناہ جسم سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔ (مسلم ۔ باب خروج الخطایا.....)

۔ جب مؤمن بندہ وضو کرتا ہے اور اس دوران کلی کرتا ہے تو اسکے منہ کے تمام گناہ دھل جاتے ہیں۔ جب وہ ناک صاف کرتا ہے تو ناک کے تمام گناہ دھل جاتے ہیں۔ جب چہرا دھوتا ہے تو چہرے کے تمام گناہ دھل جاتے ہیں یہاں تک کہ پلکوں کی جڑوں سے بھی نکل جاتے ہیں۔ ..... (نسائی۔ باب مسح الاذنین مع الراس)

۔ میری اُمت قیامت کے دن اس حال میں بلائی جائے گی کہ ان کے ہاتھ پاؤں اور چہرے وضو میں دھلنے کی وجہ سے روشن اور چمکدار ہوں گے..... (بخاری۔ باب فضل الوضو .....)

۔ مؤمن کا زیور قیامت کے دن وہاں تک پہنچے گا جہاں تک وضو کا پانی پہنچتا ہے یعنی اعضاء کے جن حصوں تک وضو کا پانی پہنچے گا وہاں تک زیور پہنایا جائیگا۔ (مسلم۔ باب تبلغ الحلیہ .....)

۔ جو شخص مستحبات اور آداب کا اہتمام کرتے ہوئے اچھی طرح وضو کرے پھر یہ پڑھے ﴿اَشْهَدُ اَن لا اِلـهَ الا اللّٰهُ وَحْدَه لا شَرِيكَ لَه وَاَشْهَدُ اَنّ مُحَمّداً عَبْدُه وَرَسُولُه، اللّٰهُمّ اجْعَلْنِي مِنَ التّوّابِيْنَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهّرِيْنَ﴾ تو اس کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں جس سے چاہے داخل ہو جائے۔ (مسلم۔ الذکر المستحب عقب الوضو)

۔ جو شخص وضو ہونے کے باوجود دوبارہ وضو کرتا ہے تو اسے دس نیکیاں ملتی ہیں۔ (ابو داود۔ باب الرجل یجدد الوضو) (وضاحت: علماء نے لکھا ہے کہ وضو کے باوجود نیا وضو کرنے کی شرط یہ ہے کہ پہلے وضو سے کوئی عبادت کر لی ہو)۔

مسواک:

۔ مسواک کرنا تمام انبیاء کی سنت ہے۔ (ترمذی ۔ باب ماجاء فی فضل التروتیح...)

۔ مسواک منہ کو صاف کرنے والی اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔ (نسائی۔ الترغیب فی السواک)

۔ مسواک کرکے دو رکعت نماز پڑھنا بغیر مسواک کے ستر رکعت پڑھنے سے افضل ہے۔ (رواہ البزاز، مجمع الزوائد۔ باب ماجاء فی السواک)

۔ جب بھی جبرائیل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کے پاس تشریف لاتے، نبی اکرم ﷺ کو مسواک کرنے کی تاکید فرماتے.....۔ (مسند احمد) (منتخب احادیث صفحہ ۲۸۳)

۔ دن یا رات میں جب بھی نبی اکرم ﷺ سو کر اٹھتے تو وضو سے پہلے مسواک ضرور کرتے۔ (ابوداود ۔ باب السواک لمن قام باللیل)

۔ رسول اللہ ﷺ جب تہجد کے لئے اٹھتے تو مسواک سے اپنے منہ کو اچھی طرح صاف کرتے۔۔۔۔ رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف لانے کے بعد سب سے پہلے مسواک کیا کرتے تھے۔ (مسلم ۔ باب السواک)

تکملہ

وضو کے فرائض:

وضو میں چار فرض ہیں، جن میں سے اگر ایک بھی چھوٹ جائے تو وضو نہیں ہوگا۔

(۱) پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک، اور دونوں کان کی لو تک چہرا دھونا۔

(۲) دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا۔

(۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا۔

(۴) دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔

وضو کی سنتیں:

سنت چھوڑنے سے وضو تو ہو جاتا ہے مگر ثواب کم ملتا ہے۔

(۱) نیت کرنا۔ (۲) شروع میں بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا۔ (۳) پہلے تین بار دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا۔ (۴) تین بار کلی کرنا۔ (۵) مسواک کرنا۔ (۶) تین بار ناک میں پانی ڈالنا۔ (۷) تین بار چہرا دھونا۔ (۸) تین بار کہنیوں سمیت دونوں بانہیں دھونا۔ (۹) سارے سر کا اور کانوں کا مسح کرنا۔ (۱۰) ڈاڑھی اور انگلیاں کا خلال کرنا۔ (۱۱) لگاتار اس طرح دھونا کہ پہلا عضو خشک نہ ہونے پائے کہ دوسرا عضو دھل جائے۔ (۱۲) ترتیب وار دھونا کہ پہلے چہرہ دھوئیں، پھر کہنیوں سمیت ہاتھ دھوئیں، پھر سر کا مسح کریں، پھر پاؤں دھوئیں۔

وضو کے مستحبات:

یعنی جن چیزوں کا کرنا' آپ کے لئے باعث ثواب ہے۔

(۱) قبلہ رخ ہو کر بیٹھنا۔ (۲) پاک اور اونچی جگہ پر بیٹھ کر وضو کرنا۔ (۳) داہنی طرف سے شروع کرنا۔ (۴) دوسرے سے حتی الامکان مدد نہ لینا۔ (۵) بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا۔

مکروہاتِ وضو:

یعنی جن امور سے آپ کو حتی الامکان بچنا چاہئے۔

(۱) ناپاک جگہ پر وضو کرنا۔ (۲) سیدھے ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔ (۳) پانی زیادہ بہانا۔ (۴) وضو کرتے وقت دنیا کی باتیں کرنا۔ (۵) خلافِ سنت وضو کرنا۔ (۶) زور سے چھپکے مارنا۔

نواقصِ وضو:

یعنی جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(۱) پاخانہ یا پیشاب کرنا۔ (۲) ہوا خارج ہونا۔ (۳) بدن کے کسی حصہ سے خون یا پیپ نکل کر بہہ جانا۔ (۴) منہ بھر کے قے ہونا۔ (۵) ٹیک لگا کر یا لیٹ کر سو جانا۔ (۶) نشہ میں مست یا بے ہوش ہو جانا۔ (۷) رکوع سجدہ والی نماز میں قہقہہ مار کر ہنسنا۔

غسل کے فرائض:

غسل میں تین فرض ہیں، جن میں سے اگر ایک بھی چھوٹ جائے تو غسل نہیں ہوتا۔

(۱) خوب حلق تک، پانی سے منہ بھر کر کلّی کرنا۔

(۲) ناک میں سانس کے ساتھ پانی چڑھانا جہاں تک نرم جگہ ہے۔

(۳) تمام بدن پر ایک بار پانی بہانا کہ بال برابر بھی جگہ سوکھی نہ رہ جائے۔

غسل کی سنتیں:

سنت چھوڑنے سے غسل تو ہو جاتا ہے مگر ثواب کم ملتا ہے۔

(۱) دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا۔ (۲) ظاہری ناپاکی دور کرنا اور استنجا کرنا۔ (۳) غسل کی نیت کرنا۔ (۴) وضو کرنا۔ (۵) بدن کو ملنا۔ (۶) سرے بدن پر تین بار پانی بہانا۔

غسل کے مکروہات:

یعنی جن امور سے آپ کو حتی الامکان بچنا چاہئے۔

(۱) پانی بہت زیادہ استعمال کرنا۔ (۲) اتنا کم پانی لینا کہ اچھی طرح غسل نہ کرسکیں۔
(۳) ننگا ہونے کی حالت میں غسل کرتے وقت کسی سے بات چیت کرنا۔(۴) قبلہ رو ہوکر غسل کرنا۔

تیمم کے فرائض اور طریقہ

تیمّم میں تین فرض ہیں:

(۱) نیت کرنا۔

(۲) دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر پورے چہرے پر پھیرنا۔

(۳) دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر، کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کو ملنا۔

بیماری اور پانی نہ ملنے کی صورت میں وضو کی جگہ تیمّم کر لینے کا حکم ہے۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ اوّل ناپاکی دور کرنے کی نیت کریں۔ پھر پاک مٹی یا ایسی چیز پر جو مٹی کے حکم میں ہو، دونوں ہاتھ مار کر ایک بار اپنے چہرے پر پھیر لیں، پھر دوسری مرتبہ پاک مٹی پر ہاتھ مار کر دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت ملیں۔

پانچوں نمازوں کے اوقات

نمازِ فجر: صبح صادق سے، سورج کے طلوع ہونے تک۔

نمازِ ظہر: زوالِ آفتاب سے، نمازِ عصر کا وقت شروع ہونے تک۔

نمازِ عصر: جب ہر چیز کا سایہ، اصلی سایہ کے علاوہ دو مثل ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو کر عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے، اور غروبِ آفتاب تک رہتا ہے۔

نمازِ مغرب: غروبِ آفتاب سے، تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک۔
مغرب کی نماز کی ادائیگی میں زیادہ تاخیر کرنا مکروہ ہے۔

نمازِ عشاء: سورج چھپنے کے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد سے، صبح صادق تک
(آدھی رات کے بعد عشاء کی نماز کے لئے مکروہ وقت شروع ہو جاتا ہے)۔

پانچوں نمازوں کی رکعات

نمازِ فجر کی چار رکعات: پہلے دو سنتیں، پھر دو فرض۔

نمازِ ظہر کی بارہ رکعات: پہلے چار سنتیں، پھر چار فرض، پھر دو سنتیں، پھر دو نفل۔

نمازِ عصر کی آٹھ رکعات: پہلے چار سنتیں غیر مؤکدہ، پھر چار فرض۔

نمازِ مغرب کی سات رکعات: پہلے تین فرض، پھر دو سنتیں، پھر دو نفل۔

نمازِ عشاء کی سترہ رکعات: پہلے چار سنتیں غیر مؤکدہ، پھر چار فرض، پھر دو سنتیں، پھر دو نفل، پھر تین وتر، اور دو نفل۔

دن رات میں کل ۱۷ رکعات فرض، ۳ وتر، ۱۲ رکعات سنن مؤکدہ، ۸ رکعات سنن غیر مؤکدہ ہیں۔

مسئلہ: جمعہ کے دن ظہر کے وقت ظہر کی نماز کے بجائے نمازِ جمعہ (دو فرض امام کے ساتھ) ادا کی جائے گی۔ نمازِ جمعہ عورتوں پر فرض نہیں ہے لہذا وہ اس کی جگہ نمازِ ظہر ادا کریں۔

اگر کسی شخص نے جمعہ کی نماز امام کے ساتھ نہیں پڑھی تو اس کی جگہ نمازِ ظہر (چار رکعات) ادا کرے، ہاں اگر مسافر ہو تو دو رکعت ظہر کی ادا کرے۔

نماز جمعہ کی ۱۴ رکعات اس طرح ہیں: پہلے ۴ سنتیں، پھر ۲ فرض، پھر ۴ سنتیں، پھر ۲ سنتیں، پھر ۲ نفل۔

مسئلہ: نفل اور غیر مؤکدہ سنتوں کا حکم یہ ہے کہ پڑھنے پر بہت ثواب ملے گا، اور نہ پڑھنے پر کوئی گناہ نہیں، البتہ سنن مؤکدہ کو عذر کے بغیر نہیں چھوڑنا چاہئے کیونکہ احادیث میں ان کی خاص تاکید اور اہمیت وارد ہوئی ہے۔

نماز کے شرائط وفرائض اور واجبات

شرائطِ نماز:

(۱) بدن کا پاک ہونا۔

(۲) کپڑوں کا پاک ہونا۔

(۳) ستر کا چھپانا۔(مردوں کو ناف سے گھٹنوں تک،اور عورتوں کو چہرہ، ہاتھوں اور قدموں کے علاوہ تمام بدن کا ڈھانکنا فرض ہے)

(۴) نماز پڑھنے کی جگہ کا پاک ہونا۔

(۵) نماز کا وقت ہونا۔

(۶) قبلہ کی طرف رخ کرنا۔

(۷) نماز کی نیت کرنا۔

فرائض وارکانِ نماز:

(۸) تکبیر تحریمہ۔

(۹) قیام یعنی کھڑا ہوا۔

(۱۰) قراءت یعنی ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا۔

(۱۱) رکوع کرنا۔

(۱۲) سجدہ کرنا۔

(۱۳) قعدہ اخیرہ کرنا۔

(۱۴) اپنے ارادہ سے نماز ختم کرنا یعنی سلام پھیرنا۔

اگر ان شرائط اور فرائض میں سے کوئی ایک چیز بھی جان کر یا بھول کر رہ جائے تو نماز ادا نہیں ہوگی۔

واجباتِ نماز:

(۱) الحمد پڑھنا۔

(۲) الحمد کے ساتھ کوئی سورت ملانا۔

(۳) فرضوں کی پہلی دو رکعت میں قراءت کرنا۔

(۴) الحمد کو سورت سے پہلے پڑھنا۔

(۵) رکوع کر کے سیدھا کھڑا ہونا۔

(۶) دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا۔

(۷) پہلا قعدہ کرنا۔

(۸) التحیات پڑھنا۔

(۹) لفظ سلام سے نماز ختم کرنا۔

(۱۰) ظہر اور عصر میں قراءت آہستہ پڑھنا۔

(۱۱) امام کے لئے مغرب وعشاء کی پہلی دو رکعتوں، اور فجر و جمعہ وعیدین اور تراویح کی سب رکعتوں میں قراءت بلند آواز سے پڑھنا۔

(۱۲) دعائے قنوت سے پہلے تکبیر کہنا۔

(۱۳) عیدیں میں چھ زائد تکبیریں کہنا۔

ان مذکورہ واجبات میں سے اگر کوئی واجب بھول کر چھوٹ جائے تو سجدہ سہو کرنا واجب ہوگا۔ اور قصداً چھوڑ دینے سے نماز دوبارہ پڑھنا واجب ہوتا ہے۔

نماز کی سنتیں:

یہ امور نماز میں سنت ہیں، جن کے ترک کرنے پر نماز تو ادا ہو جائے گی مگر ثواب میں کمی ہوگی۔

(۱) تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا اور عورتوں کو سینے تک اٹھانا۔

(۲) مردوں کو ناف کے نیچے اور عورتوں کو سینے پر ہاتھ باندھنا۔

(۳) ثنا یعنی سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ آخر تک پڑھنا۔

(۴) اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم پڑھنا۔

(۵) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيْم پڑھنا۔

(۶) ایک رکن سے دوسرے رکن کو منتقل ہونے کے وقت اللہ اکبر کہنا۔

(۷) رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم کم از کم تین مرتبہ کہنا۔

(۸) رکوع سے اٹھتے ہوئے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه اور رَبَّنَا لَكَ الْحَمْد کہنا۔

(۹) سجدہ میں کم از کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الاعْلٰى کہنا۔

(۱۰) دونوں سجدوں کے درمیان اور التحیات کے لئے مردوں کو بائیں پاؤں پر بیٹھنا اور سیدھا پاؤں کھڑا کرنا، اور عورتوں کو دونوں پاؤں سیدھی طرف نکال کر کولھوں پر بیٹھنا۔

(۱۱) درود شریف پڑھنا۔

(۱۲) درود کے بعد دعا پڑھنا۔

(۱۳) سلام کے وقت دائیں اور بائیں طرف منہ پھیرنا۔

(۱۴) سلام میں فرشتوں، مقتدیوں اور نیک جنات جو حاضر ہیں ان کی نیت کرنا۔

نماز کے مستحبات:

(۱) اگر چادر اوڑھے ہو تو کانوں تک ہاتھ اٹھانے کے لئے مردوں کو چادر سے ہاتھ نکالنا۔

(۲) جہاں تک ممکن ہو کھانسی کو روکنا۔

(۳) جمائی آئے تو منہ بند کر لینا۔

(۴) کھڑے ہونے کی حالت میں سجدہ کی جگہ اور رکوع میں قدموں پر اور سجدہ میں ناک پر اور قعدہ میں گود میں اور سلام کے وقت کاندھوں پر نظر رکھنا۔

مکروہاتِ نماز:

یہ چیزیں نماز میں مکروہ ہیں۔

(۱) کپڑا سمیٹنا۔

(۲) جسم یا کپڑے سے کھیلنا۔

(۳) انگلیاں چٹخانا۔

(۴) دائیں یا بائیں طرف گردن موڑنا۔

(۵) انگڑائی لینا۔

(۶) مرد کو سجدہ میں کہنیوں سمیت کلائیاں زمین پر بچھانا۔

(۷) سجدے میں (مردوں کے لئے) پیٹ کو رانوں سے ملانا۔

(۸) بغیر عذر کے چاروں زانو (پالتی مار کر) بیٹھنا۔

(۹) امام کا محراب کے اندر کھڑے ہو کر نماز پڑھانا۔

(۱۰) صف سے علیحدہ تنہا کھڑا ہونا۔

(۱۱) سامنے یا سر پر تصویر ہونا۔

(۱۲) تصویر والے کپڑوں میں نماز پڑھنا۔

(۱۳) کندھوں پر چادر یا کوئی کپڑا لٹکانا۔

(۱۴) پیشاب یا پاخانہ یا زیادہ بھوک کا تقاضی ہوتے ہوئے نماز پڑھنا۔

(۱۵) سر کھول کر نماز پڑھنا (یہ کراہت مردوں کے لئے ہے)۔

(۱۶) آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا۔

نماز پڑھنے کا طریقہ

نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پاک کپڑے پہن کر پاک جگہ پر باوضو قبلہ کی طرف منہ کر کے اس طرح کھڑے ہوں کہ دونوں قدموں کے درمیان چار انگل یا اس کے قریب قریب فاصلہ رہے، اور نماز کی نیت کر کے دونوں ہاتھ کانوں کی لو تک اٹھائیں اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھوں کو ناف کے نیچے باندھ لیں۔ داہنا ہاتھ اوپر اور بایاں ہاتھ اس کے نیچے رہے، اور نظر سجدہ کی جگہ پر رکھیں۔

نماز میں ادھر ادھر نہ دیکھیں۔ ادب سے کھڑے رہیں۔ صرف اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان رکھیں۔ ہاتھ باندھ کر ثنا یعنی سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ۔۔۔۔ آخر تک پڑھیں۔ پھر تعوذ یعنی اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم اور پھر تسمیہ یعنی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم پڑھ کر الحمد شریف (سورۃ الفاتحہ) پڑھیں۔ الحمد شریف ختم کر کے آہستہ سے آمین کہیں۔ پھر کوئی سورت یا چند آیات پڑھیں۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع کے لئے جھکیں، رکوع میں دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑ لیں۔ رکوع کی تسبیح یعنی سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم تین یا پانچ یا سات مرتبہ پڑھیں، پھر تسمیع یعنی سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه کہتے ہوئے سیدھے کھڑے ہو جائیں، اس کے بعد تحمید یعنی رَبَّنَا لَكَ الْحَمْد پڑھیں، پھر تکبیر کہتے ہوئے سجدے میں اس طرح جائیں کہ پہلے دونوں گھٹنے زمین پر رکھیں، پھر دونوں ہاتھ رکھیں پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں پہلے ناک، پھر پیشانی زمین پر رکھیں، پھر سجدے کی تسبیح یعنی سُبْحَانَ رَبِّيَ الاعْلٰی تین یا پانچ یا سات مرتبہ پڑھیں۔ پھر تکبیر کہتے ہوئے اٹھیں اور بیٹھ جائیں۔ پھر تکبیر کہتے ہوئے دوسرے سجدہ میں جائیں اور اسی طرح سجدہ کریں جیسا ابھی بتایا، دونوں سجدوں تک ایک رکعت پوری ہوگئی۔

اب تکبیر یعنی اللہ اکبر کہتے ہوئے دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہو جائیں، صرف بسم اللہ پڑھ کر الحمد شریف پڑھیں، اس کے بعد کوئی سورت یا چند آیات پڑھیں۔ پھر رکوع، قومہ اور دونوں سجدے کر کے بیٹھ جائیں، اور پہلے تشہد یعنی التحیات پھر درود شریف اور دعا پڑھ کر سلام پھیر دیں، پہلے داہنی طرف پھر بائیں طرف۔ یہ دو رکعت نماز پوری ہوگئی۔

اگر تین یا چار رکعت والی نماز پڑھنی ہو تو دو رکعت پر بیٹھ کر صرف التحیات پڑھیں۔ اس کے بعد فوراً تکبیر (یعنی اللہ اکبر) کہتے ہوئے کھڑے ہو جائیں۔ بسم اللہ اور الحمد شریف پڑھ کر رکوع و سجدے کریں۔ اگر تین رکعت پڑھنا ہو تو بیٹھ کر التحیات، درود شریف اور دعا پڑھ کر سلام پھیر دیں۔ اور اگر چار رکعت پڑھنا ہو تو تیسری رکعت پڑھ کر نہ بیٹھیں بلکہ تیسری رکعت کے دونوں سجدے کر کے سیدھے کھڑے ہو جائیں اور چوتھی رکعت یعنی بسم اللہ اور الحمد شریف پڑھ کر، رکوع اور سجدے کر کے بیٹھ جائیں اور التحیات پھر درود شریف اور دعا پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دیں۔

مسئلہ: نفل نمازوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں بھی الحمد شریف کے بعد کوئی سورت یا چند آیات پڑھیں کیونکہ فرض نمازوں کے علاوہ ہر نماز کی ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورت یا چند آیات پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں تو تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا کے علاوہ کچھ نہ پڑھیں۔ تعوذ، تسمیہ، الحمد شریف اور سورت صرف امام پڑھے گا۔ اسی طرح دوسری، تیسری اور چوتھی رکعت میں بھی امام کے پیچھے خاموش کھڑے رہیں، ہاں رکوع سجدہ کی تسبیح اور التحیات و درود شریف اور اس کے بعد والی دعا امام کے پیچھے بھی پڑھیں۔

مسئلہ: رکوع اس طرح کرنا چاہئے کہ کمر اور سر برابر رہیں یعنی سر نہ کمر سے اونچا رہے نہ نیچا ہو جائے اور دونوں ہاتھ پسلیوں سے علیحدہ رہیں اور گھٹنوں کو ہاتھوں کی انگلیاں سے پکڑ لیا جائے۔

مسئلہ: سجدہ اس طرح کرنا چاہئے کہ ہاتھوں کے پنجے زمین پر اس طرح رہیں کہ انگلیاں پھیلی ہوئی اور آپس میں ملی رہیں اور سب کا رخ قبلہ کی طرف ہو۔ اور کلائیاں زمین سے اونچی رہیں۔ پیٹ رانوں سے اور دونوں

کہنیاں پسلیوں سے علیحدہ رہیں اور دونوں پاؤں کی انگلیاں اس طرح مڑی رہیں کہ ان کے سر قبلہ رخ ہوجائیں۔عورتوں کے لئے پیٹ کو رانوں سے اور بازو کو بغل سے ملا کر رکھنا چاہئے۔

مسئلہ: رکوع سے اٹھتے وقت امام صرف سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه کہے اور جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو وہ صرف رَبَّنَا لَكَ الْحَمْد کہے، اور جو تنہا پڑھے وہ ان دونوں کو کہے۔

مسئلہ: دونوں سجدوں کے درمیان اور التحیات و درود شریف پڑھتے وقت' مردوں کے لئے بیٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جائیں اور دایاں پاؤں کھڑا رکھیں۔دونوں گھٹنے قبلہ کی طرف رہیں۔داہنے پاؤں کی انگلیاں اچھی طرح موڑ دیں کہ قبلہ رخ ہوجائیں اور دونوں ہاتھ رانوں پر اس طرح رکھیں کہ انگلیاں سیدھی رہیں۔اور عورتوں کو دونوں پاؤں داہنی طرف نکال کر بیٹھنا چاہئے۔

﴿وضاحت﴾ جیسا کہ میں نے ابتدا ہی میں واضح کر دیا ہے کہ اس کتاب (حی علی الصلاۃ) میں نماز کی ادائیگی کے طریقہ سے متعلق مختلف فیہ مسائل میں ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے حضرت امام ابوحنیفہؒ اور علماء احناف کی قرآن وحدیث کی روشنی پر مبنی رائے کو اختیار کیا گیا ہے۔جن مسائل کی تفصیلات اس کتاب میں موجود ہیں، دلائل کے لئے اسی کتاب کا مطالعہ کریں، اور جن مسائل کی تفصیلات اس کتاب میں موجود نہیں ہیں، ان مسائل کے دلائل کے لئے علماء احناف کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

مصادر ومراجع

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مطبع
۱	القرآن الکریم		
۲	ترجمہ شیخ الہند	مولانا محمود الحسن صاحب	مجمع ملک فہد، مدینہ منورہ
۳	تفسیر عثمانی	مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب	مجمع ملک فہد، مدینہ منورہ
۴	تفسیر ابن کثیر	اسماعیل بن کثیرؒ	المکتبہ العصریہ، بیروت
۵	تفسیر بغوی	الحسین بن مسعود الفراء	داراحیاء التراث العربی، بیروت
۶	صحیح البخاری	محمد بن اسماعیل البخاریؒ	دار ابن کثیر، بیروت
۷	صحیح مسلم	مسلم بن حجاج النیسابوریؒ	داراحیاء التراث العربی، بیروت
۸	موطا امام مالک	امام مالک بن انسؒ	داراحیاء التراث العربی، مصر
۹	سنن ترمذی	محمد بن عیسی ابوعیسی ترمذیؒ	داراحیاء التراث العربی، بیروت
۱۰	سنن ابوداود	سلیمان بن الاشعث ابوداؤد سجستانیؒ	دار الفکر، بیروت
۱۱	سنن ابن ماجہ	ابوعبداللہ محمد ابن ماجہؒ	دار الفکر، بیروت
۱۲	سنن نسائی	احمد بن شعیب ابوعبدالرحمٰن نسائیؒ	مکتب مطبوعات اسلامیہ، سوریا
۱۳	مسند احمد	امام احمد بن حنبلؒ	مؤسسۃ قرطبہ، مصر
۱۴	سنن دار قطنی	علی بن عمر ابوالحسن دار قطنیؒ	دارالمعرفہ، بیروت
۱۵	صحیح بن حبان	محمد بن حبان بن احمد التمیمیؒ	مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت
۱۶	مجمع الزوائد	علی بن ابی بکر الہیثمیؒ	دارالکتاب العربی، بیروت
۱۷	الترغیب والترھیب	عبدالعظیم عبدالقوی المنذریؒ	دارالکتب العلمیہ، بیروت
۱۸	ریاض الصالحین	ابوزکریا یحیی بن شرف النوویؒ	مکبتہ العلم، دہلی
۱۹	فضائل اعمال	شیخ محمد زکریا کاندھلویؒ	مکتب فیض عام، دہلی
۲۰	منتخب احادیث	شیخ محمد یوسف کاندھلویؒ	مکتب فیض عام، دہلی
۲۱	کتاب الصلاۃ	مولانا عبدالشکور لکھنویؒ	

۲۲	کتاب الصلاۃ واحکام تارکہا	علامہ ابن قیمؒ	المطبعۃ السلفیۃ، القاہرہ
۲۳	نماز پیمبر ﷺ	شیخ محمد الیاسؒ	المکتبہ المدنیہ، دیوبند
۲۴	نماز کی حقیقت	مولانا محمد منظور نعمانیؒ	الفرقان بکڈپو، لکھنو
۲۵	نماز کا مکمل انسائیکلوپیڈیا	مولانا نذیر الحق میرٹھی	سلمان پبلیکیشنز، دہلی
۲۶	نماز (اہمیت اور بنیادی احکام)	پروفیسر نعمت ظہیر	دین ودانش پبلیکشنز، علی گڑھ
۲۷	الصلاۃ فی القرآن الکریم	د. فہد بن عبدالرحمٰن الرومی	مطابع الفرزدق، الریاض
۲۸	الصلاۃ	شیخ اسعد محمد سعید الصاغرجی	دارالقبلہ للثقافۃ الاسلامیہ، جدہ
۲۹	حکم تارک الصلاۃ	شیخ محمد بن صالح العثیمینؒ	دارالوطن للنشر، الریاض
۳۰	کیف تخشعین فی الصلاۃ	د. رقیہ بنت محمد المحارب	دارالقاسم، الریاض
۳۱	الابانۃ عن اسباب الاعنانہ علی صلاۃ الفجر وقیام اللیل	د. رقیہ بنت محمد المحارب	دارالقاسم، الریاض
۳۲	مختصر قیام اللیل	شیخ محمد بن نصر المروزیؒ	دارالوطن للنشر، الریاض
۳۳	لماذا اصلّی	شیخ عبدالرءوف الحناوی	دارالوطن للنشر، الریاض
۳۴	رسالۃ عاجلۃ الی جار المسجد	شیخ محمد بن عبدالعزیز المسند	دارالوطن للنشر، الریاض
۳۵	یا من فقدناہ فی المسجد	شیخ محمد بن سرّار بن علی الیامی	دارالوطن للنشر، الریاض
۳۶	أرحنا بالصلاۃ	شیخ عبدالقیوم السحیبانی	دارالقاسم، الریاض
۳۷	احادیث وعظات فی فضل التکبیر الی الصلوات	شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الجبرین	دارابن خزیمہ، الریاض
۳۸	عظیم الاجر فی المحافظۃ علی صلاۃ الفجر	شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الجبرین	دارالوطن للنشر، الریاض
۳۹	ارجع فصل فانک لم تصلی	شیخ عبدالملک القاسم	دارالقاسم، الریاض
۴۰	الصلاۃ الصلاۃ	شیخ محمد بن صالح العثیمینؒ	دارالوطن للنشر، الریاض
۴۱	یا اہلاہ صلوا صلوا	شیخ عبدالقیوم السحیبانی	دارالقاسم، الریاض
۴۲	ابناؤنا والصلاۃ	شیخ عبدالملک القاسم	دارالقاسم، الریاض

مصنف کا تعارف

مولانا ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی کا تعلق سنبھل (یوپی) کے علمی گھرانے سے ہے، ان کے دادا مشہور و معروف محدث، مقرر اور مجاہد آزادی مولانا محمد اسماعیل سنبھلیؒ تھے، جنہوں نے مختلف اداروں میں تقریباً 17 سال بخاری شریف کا درس دیا، جبکہ ان کے نانا مفتی مشرف حسین سنبھلیؒ تھے جنہوں نے مختلف اداروں میں افتاء کی ذمہ داری نبھانے کے ساتھ ساتھ بخاری واحادیث کی دیگر کتابیں بھی پڑھائیں۔

ڈاکٹر نجیب قاسمی نے ابتدائی تعلیم سنبھل میں ہی حاصل کی چنانچہ مڈل اسکول پاس کرنے کے بعد عربی تعلیم کا آغاز کیا۔ دریں اثناء 1986 میں یوپی بورڈ سے ہائی اسکول بھی پاس کیا۔ 1989 میں دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا۔ دارالعلوم دیوبند کے قیام کے دوران یوپی بورڈ سے انٹرمیڈیٹ کا امتحان پاس کیا۔ 1994 میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی۔ دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد جامعہ ملیہ اسلامیہ (نیو دہلی) سے BA (Arabic) کے امتحان میں امتیازی نمبرات سے کامیابی حاصل کی۔ نیز دہلی کے قیام کے دوران جامعہ ملیہ اسلامیہ سے ترجمہ کے دو کورس کئے، بعدہ دہلی یونیورسٹی سے MA(Arabic) کیا۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ (نیو دہلی) کے شعبہ عربی کی جانب سے مولانا ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی کو "**الجوانب الادبية والبلاغية والجمالية في الحديث النبوی**" یعنی حدیث کے ادبی و بلاغی و جمالی پہلو پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری دسمبر 2014 میں تفویض کی گئی۔ ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی نے پروفیسر ڈاکٹر شفیق احمد خان ندوی سابق صدر شعبہ عربی اور پروفیسر رفیع العماد فینان کی سرپرستی میں عربی زبان میں 480 صفحات پر مشتمل اپنا تحقیقی مقالہ پیش کیا۔

1999 سے ریاض میں برسر روزگار ہیں۔ سعودی عرب میں حصول روزگار کے ساتھ ساتھ اردو، انگریزی اور ہندی زبان میں متعدد کتابیں تحریر کیں جن کے مختلف ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ متعدد سالوں سے ریاض شہر میں حج تربیتی کیمپ بھی منعقد کر رہے ہیں۔ وقتاً فوقتاً مختلف موضوعات پر موصوف کے مضامین اردو اخبارات اور متعدد میگزین میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔

مولانا ڈاکٹر نجیب قاسمی کی ویب سائٹ (www.najeebqasmi.com) کو کافی مقبولیت حاصل ہوئی ہے، جس کی موبائل ایپ (Deen-e-Islam) تین زبانوں (اردو، انگریزی اور ہندی) میں ۲۰۱۵ میں لانچ ہوئی، جس میں مختلف اسلامی موضوعات پر مضامین کے ساتھ، کتابیں اور بیانات موجود ہیں۔ مضامین ایپ کا حصہ ہیں، جبکہ کتابیں اور بیانات اختیاری ہیں، آپ انٹرنیٹ کے ذریعہ ڈاؤن لوڈ کر کے ان سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

زندگی کے مختلف پہلوؤں (ایمانیات، عبادات، معاملات، اخلاق اور معاشرت) پر مشتمل اردو، انگریزی اور ہندی میں دنیا کی پہلی اسلامی موبائل ایپ (Deen-e-Islam) Android اور iPhone پر مفت ڈاؤن لوڈ کرنے کے لئے مہیا ہے۔ صرف دو منٹ میں اس ایپ کے انسٹال کرنے کے بعد 200 مضامین، 45 کتابیں اور 100 بیانات آپ کے ہاتھ میں ہوں گے، جن سے سفر وحضر میں ہر جگہ استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ اس ایپ کو ایک مرتبہ انسٹال کرنے کے بعد 21 دینی واصلاحی موضوعات پر مشتمل 200 مضامین سے انٹرنیٹ کے بغیر استفادہ کیا جا سکتا ہے، البتہ بیانات سننے کے لئے انٹرنیٹ درکار ہوگا۔

حج وعمرہ سے متعلق خصوصی ایپ (Hajj-e-Mabroor) بھی تین زبانوں (اردو، انگریزی اور ہندی) میں لانچ کی گئی جس میں حج وعمرہ سے متعلق متعدد کتابیں، 9 بیانات، حج وعمرہ کی ادائیگی کا طریقہ، Presentation، ایک گھنٹے پر مشتمل وقفہ سوال وجواب اور 23 مضامین ہیں، جن سے سفر کے دوران، حتی کہ مکہ مکرمہ، منی، مزدلفہ اور عرفات میں بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ حج وعمرہ سے متعلق یہ تمام مضامین، بیانات اور کتابیں موجودہ زمانہ میں لاکھوں حجاج کی تعداد اور مسجد حرام ومشاعر مقدسہ (منی، مزدلفہ اور عرفات) میں تعمیراتی تبدیلیوں کو سامنے رکھ کر حال ہی میں تحریر کی گئی ہیں۔ غرضیکہ اس ایپ کے ذریعہ عازمین حج عصر حاضر میں حج وعمرہ کی ادائیگی کے لئے صحیح رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔ ہندو پاک کے مشاہیر علماء اور مستند دینی اداروں نے دونوں ایپس کی تائید میں خطوط تحریر فرما کر عوام وخواص سے ان دونوں ایپس سے فائدہ اٹھانے کی اپیل کی ہے۔ (پیش کردہ: محمد سلیم بن مولانا محمد شمیم قاسمی)

AUTHOR'S BOOKS

IN URDU LANGUAGE:

حج مبرور، مختصر حج مبرور، حی علی الصلاۃ، عمرہ کا طریقہ، تحفۂ رمضان، معلومات قرآن، اصلاحی مضامین جلد ۱،
اصلاحی مضامین جلد ۲، قرآن وحدیث: شریعت کے دو اہم ماخذ، سیرت النبی ﷺ کے چند پہلو،
زکوۃ وصدقات کے مسائل، فیملی مسائل، حقوق انسان اور معاملات، تاریخ کی چند اہم شخصیات، علم وذکر

IN ENGLISH LANGUAGE:

Quran & Hadith - Main Sources of Islamic Ideology
Diverse Aspects of Seerat-un-Nabi
Come to Prayer, Come to Success
Ramadan - A Gift from the Creator
Guidance Regarding Zakat & Sadaqaat
A Concise Hajj Guide
Hajj & Umrah Guide
How to perform Umrah?
Family Affairs in the Light of Quran & Hadith
Rights of People & their Dealings
Important Persons & Places in the History
An Anthology of Reformative Essays
Knowledge and Remembrance

IN HINDI LANGUAGE:

क़ुरान और हदीस - इस्लामी आइडयोलॉजी के मैन सोर्स
सीरतुन नबी के मुख़्तलफि पहलू
नमाज़ के लिए आओ, सफलता के लिए आओ
रमज़ान - अल्लाह का एक उपहार
ज़कात और सदक़ात के बारे में गाइडेंस
हज और उमराह गाइड
मुख़्तसर हज्जे मबरूर
उमरह का तरीका
पारविारकि मामले क़ुरान और हदीस की रोशनी में
लोगों के अधकिार और उनके मामलात
महत्वपूर्ण वयक्ति और स्थान
सुधारात्मक निबंध का एक संकलन
इल्म और जिक्र

First Islamic Mobile Apps of the world in 3 languages
(Urdu, Eng.& Hindi) in iPhone & Android by Dr. Mohammad Najeeb Qasmi

DEEN-E-ISLAM HAJJ-E-MABROOR